فہرست ہادی الناظرین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین سزاوار ہین اوس پاک پروردگار کے لیے کہ جسنے ہماری ہدایت کے لیے بھیجا رسول مقبول حضرت [illegible]
کو ہزاران ہزار صلوات وسلام نازل ہوں اوس ذات پاک پر اور اوسکے آل اطہار اور اصحاب ابرار پر بعد اسکے مسکین
محمد قطب الدین تلمیذ بے تمیز جناب مرشدنا مولانا محمد اسحق صاحب کا التماس کرتا ہے بھائی مسلمانون کی
خدمت مین کہ اکبر وزخان ذی المجد والشان جمیع الاوصاف والمناقب احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان صاحب
وقاہ اللہ عن آفات الدین والدنیا والآخرۃ نے اس عاجز سے فرمایا کہ ایک رسالہ مسمی بآداب الصالحین تالیف کیا ہوا
حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا کہ زبان فارسی مین ہے اگر ترجمہ اسکا اردو مین ہو تو بہت مفید ہو
مسلمانون کو چونکہ اس خیرخواہ خلائق کو بھی خیال نفع رسانی مسلمان بھائیون کا بہت رہتا ہے متکفل اس امر
نافع کا ہوا اور بعضی جگہ بہت فائدہ کی لکھکر کچھ مسائل وغیرہ متعلق مضمون کتاب کے لکھے ہین تا فائدہ زیادہ حاصل ہو
اور نام اسکا ہادی الناظرین رکھا گیا اور یہی تاریخ اسکی ہے امیدوار ہون اپنے رب متعال سے کہ قبول فرماوے
میرے اس کام مین اور بہرہ مند کرے ہر کو اس کتاب عجیب غریب سے اور بخشدے میرے سب گناہ اور
حشر کرے میرا ساتھ صالحین اور خدام اپنے حبیب کے صلی اللہ علیہ وسلم الف الف صلوات کلما ذکرہ
الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین واسطے اوس ذات کے ہے اور زبان ہر تعریف کرنیوالے کی بیان اوسکی صفت کمال سے عاجز ہے اور مقابل ہر نعمت کے
کہ اوسنے دیا واسطے ہمارے بیشمار [illegible] کہ ہون اور [illegible] شکر [illegible] ثابت ہین خالق تمام موجودات اور رازق تمام
مخلوقات کا ہے [illegible] ساتھ تمام [illegible] اور [illegible] نقصان اور [illegible] زوال سے [illegible] بزرگی ہے اوسکی
اوسکی اور ہمیشہ ہے کمال اوسکا اور [illegible] عطا اوسکی اور درود [illegible] پر اگلے پچھلے انبیا اور رسولون
کے ابتدا سے انتہا تک بیچ تمام زمانون اور احوال کے نازل ہوا ہی اسطرح کہ دوست رکھے انکو حضرت ربوبیت
اور رحم کیا ساتھ اونکے تمام خلائق پر اور پر افضل انبیا اور خاتم المرسلین کے کہ خلاصہ تمام مخلوقات کے اور بہتر ہین تمام
موجودات کے ہین اور اوپر تمام آل اور اصحاب اور تمام خاندان اور پیروون اونکے [illegible] قیامت تک پہنچتا رہے اور
بعد اسکے جاننا چاہیے کہ اس تاریخ سے پہلے چودہ برس [illegible] شخص [illegible] دوستون مین سے
ارباب درد طلب اور سوز محبت سے تھا اس فقیر سے درخواست کی کہ اگر تمام احکام صحبت اور معاشرت کے اور آداب اوسکی
اور [illegible] کے [illegible] جمع کرو [illegible] ساتھ [illegible] اور [illegible] ثواب [illegible] مجھکو
اس زمانہ مین توجہ نہی طرف حاصل کرنے اوس کام کے اور فرصت نہ تھی کہ کتابون مین سے تلاش کرکے فوائد جمع کرون ناچار
عذر کیا [illegible] پھر بعد ایک مدت کے توفیق ہوئی مجھکو مطالعہ کرنے کتاب احیاء العلوم کی کہ تالیف کی ہوئی عالم ربانی امام غزالی
رحمہ اللہ کی ہے اسوقت فرمایش اس یار کی یاد آئی مجھکو کچھ مسائل ربع معاملات احیاء کی مین سے لکھے تھے اور ایسے مسائل
بہت ہی کم ہین کہ غیر اس کتاب سے لکھے ہون مینے الا ماشاء اللہ اور اس یار طالب کے نے پہلے تمام کرنے اسکے اس
دار فانی سے کوچ کیا طرف عالم جاودانی کے عاقبت بخیر کرے اللہ تعالے اوسکی اور لکھے اوسکو بیچ زمرہ نیکون کے اگرچہ اس
باب مین کتابین بہت اور رسالہ بیشمار ہین اور کتاب کیمیاء سعادت امام غزالی کی بھی کہ در معنی ترجمہ کتاب احیاء العلوم کی ہے
کافی ووافی ہی ولیکن امید ہے کہ اجر کتابت میری کا اور صرف وقت اسمین کہ داخل عبادت کے ہے ضایع نہین ہوئیگا انشاء اللہ تعالے
بموجب فرمودہ اللہ تعالے کے اِنِّی لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ یعنے بلاشبہ مین نہین ضایع کرتا عمل عمل کرنیوالے کا تم مین سے
اور مین ہون فقیر حقیر عاصی عبد الحق بیٹا سیف الدین کا قادری دہلوی رحم کرے اللہ تعالی اوسپر اور اوسکے بزرگون پر اور برکت
نازل کرے اللہ اوسپر اور اوسکے اگلون پر اور یہ رسالہ کہ نام ہے اسکا آداب الصالحین مشتمل ہے سات بابون پر اور ہر باب
مشتمل ہے چند فصلون پر باب پہلا بیچ آداب کھانے وغیرہ کے اور اس باب مین پانچ فصلین ہین باب دوسرا بیچ آداب
نکاح وغیرہ کے اور اس باب مین بھی پانچ فصلین ہین باب تیسرا بیچ آداب صحبت وغیرہ کے اور اس باب مین چار فصلین ہین
باب چوتھا بیچ آداب حقوق مسلمانون کے اور قرابت کے اور سوا انکے اور اس باب مین دو فصلین ہین باب پانچوان
بیچ آداب گوشہ نشینی وغیرہ کے اور اسمین تین فصلین ہین باب چھٹا بیچ آداب سفر وغیرہ کے اور اسمین دو فصلین ہین

باب ہوا تو اوس میں آداب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیر ذالک کے اور اسمین سات فصلین ہین باب پہلا بیچ آداب
کھانیکے جان کہ مقصود عاقلون کا اور مطلوب اہل خطاب کا دیدار حق سبحانہ اور رضا اسکی دار آخرت مین اور طریق اسکے حصول کا
علم و عمل ہے اور سوا اسکے علم و عمل بیچ صحت اور سلامتی بدن کے ہو نہیں سکتا اور سلامتی بدن حاصل ہوتی ہے طعام سے بسبب عادت کے پس
واجب ہے کہ تناول طعام بقدر حاجت کے ہو یعنے اتنا کھاوے کہ صحت سے گذر جاوے اور در حکم بھائم کے ہو اور نہ اتنا کم کھاوے
کہ قوت عبادت کی نہ رہے شعر مصرع بیت بخور ان بخور کز دہانت بر آید نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید چاہیے کہ کھانے اور پینے مین
بلکہ تمام افعال مین مقصود عبادت مولی ہو نہ حظ نفس اسی سبب سے علمانے کہا ہے اَلْاَکْلُ مِنَ الدِّیْنِ یعنے کھانا دین
کی چیز ہے نہیں سنتے ہے یعنے فرض ہے کھانا پینا اسقدر کہ دفع کرے ہلاک ہونیکو اور اگر حلال کھانا پینا بہم نہ پہونچے اور مانے بھوک
کے مرجاوے تو اس صورت مین حرام کھانا پینا بھی فرض ہوتا ہے اور مستحب ہے کھانا اسقدر کہ بسبب اسکے نماز کھڑا ہو کر پڑہ سکے اور سہل ہو
اسکو روزہ رکھنا اور کتاب منتقی مین ہے کہ کھانا فرض اسقدر ہے کہ دفع کرے ہلاکت کو اور بسبب اسکے نماز کھڑے ہو کر پڑہ سکے اور
مباح ہے پیٹ بھر کر کھانا پینا واسطے زیادتی قوت کے اور حرام ہے کھانا زیادہ اسسے اور زیادہ اسسے وہ ہے کہ ظن غالب ہو
کھانیوالیکو کہ یہ معدہ میرا فاسد کر دیگا یعنی اتنا کھانا پینا حرام ہے مگر یہ کہ اس ارادہ سے کھاوے اسقدر کہ قوت ہو کل کے روزہ
رکھنے کی یا تاکہ نہ حیا کرے مہمان اسکا یا مانند اسکے تو نہین حرام اور نہین جائز ریاضت ساتہ کم کھانیکی یہانتک کہ ضعیف ہو جاوے
اداے عبادت سے اور جو کوئی نکیا یعنے جو اسے حالت مخمصہ مین یا روزہ رکھے اور نہ کھاوے یہانتک کہ مرجاوے تو گنہگار ہوگا بخلاف
اوس شخص کے کہ دوا نکی یہانتک کہ مرگیا یعنے اس صورت مین گنہگار نہین ہونیگا یہ مسائل کتاب در المختار مین سے لکھے ہین اور غرض
یہان یہ ہے کہ آداب کھانیکے بیان کیے جاوین پانچ فصلونمین فصل پہلی بیچ اون آداب کے کہ ہر شخص پر واجب ہین اگرچہ تنہا کھاوے
جان کہ جو کچہ کہ مقدم ہے سب پر یہ ہے کہ طعام حلال طیب ہو اور معنی اسکے یہ ہین کہ طعام بذاتہ حرام نہو اور کمایا ہوا ساتہ وجہ شرعی اور
طریق نہایت تقوی کے ہو اور چاہیے کہ اول و آخر کھانیکے ہاتہ دہوے کہ اسمین نہایت ستہرائی ہے اور سنت ادا ہوتی ہے اور طعام
کھانا بقصد حاصل ہونے قوت کے عبادت پر طاعت ہے اور دہونا ہاتہ کا بیچ حکم وضو کے ہے چنانچہ اسیلیے حدیث مین لفظ وضو کا واقع
ہوا ہے یعنے اس حدیث مین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو پہلے طعام کے اور بعد طعام کے دور کرتا ہے فقر کو مراد وضو
سے دہونا ہاتہ کا ہے اور اگر وضو سے نماز کرے اسمین شک نہین کہ بہتر ہے ف ایک بزرگ نقل کرتے تھے کہ میرے ذمہ تین سو روپیہ کا
قرض تہا اور کوئی صورت ادا کی بسبب مفلسی کے خیال مین بھی نہ تہی کہ ناگہان ایکدن مینے درس مین سنا کہ جو کوئی پہلے اور پیچھے کھانیکے
سنت سمجھکے ہاتہ دہویا کرے تو ادنی فائدہ اوسکا یہ ہے کہ جسقدر اوسکے ذمہ قرض ہوگا چند روز مین ادا ہو جاویگا چنانچہ مینے
چند ہی روز کیا تہا کہ بعنایت الہی کے ایک غرہ میرے ذمہ نرہا اور مین برکت ادای سنت نبوی کے فارغ البال ہو گیا
اور مدار اس امر کا موقوف ہے خلوص نیت اور اعتقاد صحیح پر اور جسکو یہ حاصل نہین کوئی چیز اوسکو فائدہ نہین کرتی جیسے مردہ کو
اسکے کلمہ پڑہنا بھی فائدہ نہین دیتا اور بہتر یہ ہے کہ طعام دسترخوان پر رکھکر کھاوے کہ یاد دلاتا ہے سفر آخرت اور توشہ آخرت کو

اور اگر خوان میں رکھ کر کھاوے تو وہ بھی حرام و مکروہ نہیں ہوا کیونکہ بیچ خوان کے کھانا درست ہے سوا اسکے نقل ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
تھالی اور پیالوں میں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان [illegible] دسترخوان کو [illegible] اگر کھانا [illegible]
دو زانو یا اکڑوں اور بائیں پاؤں پر بیٹھے اور داہنا پاؤں اٹھا رکھے [illegible] بیٹھے [illegible]
سے ساتھ ادب کے اور تکیہ لگا کر نہ کھاوے کہ مخالف فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے [illegible] فرمایا [illegible]
بندہ ہوں نہیں کھاتا ہوں مگر جیسے کہ بندے کھاتے ہیں اور [illegible] بیٹھتا ہوں [illegible] بیٹھے اور باقی [illegible] تکیہ لگا کر
مکروہ ہے [illegible] سفر السعادۃ کے مصنف نے کہ تکیہ کرنا تین قسم ہے [illegible] زمین پر [illegible] دوسرے یہ کہ [illegible] بیٹھے اور تیسرے
یہ کہ ایک ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے اور دوسرے ہاتھ سے کھانا کھاوے اور [illegible] انتہی اور بعضے لوگ
چوتھی قسم بیان کی ہے کہ تکیہ [illegible] اور درست یہ ہے کہ ایسے نہیں کہ جھکا ہوا [illegible] متوجہ ہو کر
کھانے کی طرف بیٹھے اور تفسیر کیا ہے اکثروں نے تکیہ کرنیکو ساتھ تکا کر بیٹھنے کے ایک جانب کو دونوں میں سے اسلیے
کہ اسطرح کھانا ضرر کرتا ہے کہ کھانا رگوں وغیرہ میں سہولت سے نہیں پہونچتا اور گوارا نہیں ہوتا اور اسیوطی نے کتاب
عمل الیوم واللیلہ میں لکھا ہے کہ نہ کھاوے تکیہ لگا کر اور نہ منہ کے بل پڑ کر اور نہ کھڑے ہو کر بلکہ بیٹھے دو زانو یا بصورت
اقعا کے یعنے چوتڑ ٹیک کر اور دونو زانو کھڑے ہو کر جیسے کتا بیٹھتا ہے یا داہنے پاؤں پر بیٹھے یعنے اکڑوں یا داہنا زانو کھڑا
رکھے اور بیٹھے بائیں زانو پر شیخ عبد الحق اور ملا علی قاری نے مشکوۃ کی شرح میں لکھا ہے اور پیٹ بھر کر نہ کھاوے
کہ مانع عبادت کا ہے بلکہ معدہ کو تین حصہ کرے ایک حصہ طعام کے لیے اور ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ دم
لینے کے لیے اور کہتے ہیں کہ سیری بیچ عہد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نتھی ہر چند مومن کی شان سے یہی کہ لازم کرے
صبر و قناعت اور زہد و ریاضت کو اور اکتفا کرے بقدر ضرورت پر اور خالی رکھے معدہ کو کہ باعث نورانیت دلی اور
صفائی باطن اور شب بیداری وغیر ذلک کا ہے آیا ہے کہ ایک فقیر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور طعام بہت کھایا
فرمایا کہ بار دگر اسکو میرے پاس نہ لانا علت اسکی یہ لکھی ہے علما نے کہ وہ مشابہ کفار کے ہوا اس صفت میں اور جو کوئی
مشابہت کافروں کے ساتھ رکھے صحبت اسکی ترک کرنی چاہیے اور کم کھانا ہمیشہ نزدیک عقلا اور صاحبان ہمت اور اہل معنی
کے محمود ہے اور خلاف اسکا مذموم ہاں بھوک کہ حد افراط کو پہونچے اور سبب ضعف بدن اور اختلال قوی جسمانی کا ہو
اور کار سے باز رکھے ممنوع اور منافی طریقۂ حکمت کے ہے یہ ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے اور جو کچھ کہ حاضر ہو
قسم رزق سے کھاوے اور تکلیف بیچ تنعم کے یعنے اچھے کھانیکے نکرے اور منتظر دال سالن کا نرہے اور اگر نماز کے وقت میں وسعت ہو
طعام پہلے کھاوے نماز سے اگر تاخیر میں ضرر ہو کہ کھانا ٹھنڈا ہو جائیگا یا تلف ہوگا یا بھوک بہت لگی ہو اور کوشش کرے کہ ہاتھ طعام
بہت پڑیں یعنے بہت سے آدمی کھاویں ملکر کہ اسمیں برکت ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز تنہا کھانا نہیں کھایا اور ابتدا
ساتھ بسم اللہ کے کرے اور دوسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن کہے اور تیسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اگر ابتدا میں بسم اللہ کہنے

بہتر ہے اور داہنے ہاتھ سے کھاوے آیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک شخص تھا کہ داہنا ہاتھ
اوسکا بغل مین چمٹ گیا تھا ایکروز سامنے حضرت کے وہ طعام کھاتا تھا فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھا جب قصد کیا اوسنے داہنا ہاتھ بمشکل
نکل آیا اور ابتدا اور ختم کھانیکا ساتھ نمک کے کرے کہ اسمین اثر عجیب روایت آئی ہے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے اور نہ تو بہت پیٹ بھر کھاوے
اور چبانے مین مبالغہ کرے اور جبتک لقمہ نگلے ہاتھ دوسرے نوالے کیطرف نہ بڑھاوے اور کھانیکو نام نہ رکھے بلکہ اگر خوش آوے تو کھاوے
اور اگر خاطر کسیکی ملحوظ ہو تو اوسکی خاطر کے لیے تھوڑا سا کھا لیوے کہ منقول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اسیطرح اور اپنے آگے
سے کھاوے لیکن اگر میوہ ہو تو ہر طرف سے کھا سکتے جائز ہے اور رکابی وغیرہ کے بیچ مین سے نہ کھاوے اور روٹی کو چھری سے نہ کاٹے
اور بیچ کاٹنے گوشت پختہ کے دو روایتین آئی ہین یعنے منع بھی آیا ہے اور ثابت بھی ہوا ہے کھانا اور بہتر ہاتھ ہی سے کھانا ہے
ف ایک روایت مین منع آیا ہے کہ گوشت یعنے پختہ چھری سے کاٹکر نہ کھاوے اور ایک مین آیا ہے کہ حضرت
نے چھری سے کاٹکر کھایا ہے پس علمانے دونو روایتونمین تطبیق یون دی ہے کہ منع درصورت عدم حاجت کے ہے اور کھانا درصورت
حاجت کے یعنے چھری سے جو کاٹکر کھایا ہے وہ گوشت سخت تھا کہ بغیر کاٹے کھایا جاتا تھا اور اگر گلا ہوا ہو مکروہ ہے کاٹکر کھانا کہ مشابہت
ہوتی ہے ساتھ بعضے کفار کے اور کھانیکو ادب سے رکھے اور کھانیکو پھونکے نہین ٹھنڈا کرنیکے لیے بلکہ صبر کرے یہانتک کہ ٹھنڈا ہو جاوے
اور میوہ مین سے طاق لیوے تین یا پانچ یا کم و زیادہ یا جو کچھ ہاتھ مین آوے اور کھجورونکے ساتھ گٹھلیان جمع نکرے اور گٹھلیونکو
ہاتھ مین جمع نکرے بلکہ ہتیلی پر رکھکر زمین پر پھینکے اور درمیان کھانے طعام کے پانی بہت نہ پیوے مگر کہ لقمہ گلے مین اٹکجاوے
یا پیاس صادق ہو تو مضائقہ نہین کہ یہ نافع ہے معدہ کیلیے اور پانی پینے مین پاس داہنے ہاتھ مین لیوے اور بسم اللہ کہے اور ٹھہر ٹھہر کر
پیوے اور لیٹکر نہ پیوے اور بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نہ پیوے اور اگر پیوے تو مضائقہ نہین کہ یہ بھی آیا ہے ف آیا ہے کھڑے ہو کر پانی پینا
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم سے پس حدیثونمین جو منع آیا ہے کھڑے ہو کر پانی پینا وہ نہی
تنزیہی اور ارشادی ہے اور پانی وضو کا اور پانی زمزم کا کھڑے ہو کر پیوے اور پہلے پینے سے پانیکو دیکھلے کہ کچھ پڑا تو نہین اور بسم اللہ
کہکر شروع کرے اور الحمد للہ کہکر ترک کرے اور پانیکو تین دم مین پیوے ف اولی یہ ہے کہ ہر دم مین بسم اللہ کہکر شروع کرے
اور الحمد للہ کہکر تمام کرے اور احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ اول دم مین کہے الحمد للہ اور دوسرے مین الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے
دم مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم اور بعد فراغ کے شکر کرے کہ پانی بڑی نعمت ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
یہ دعا پڑھتے بعد فراغ کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا یعنے سب تعریف
ہے واسطے اوس اللہ کے کہ کیا اس پانیکو میٹھا خوش آئیند ساتھ رحمت اپنی کے اور نہین کیا اوسکو نمکین شور بسبب گناہون ہماری کے
اور اگر مجلس ہو تو چاہیے کہ اول داہنی طرف سے شروع کرے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دودھ پیتے تھے اور امیر المومنین
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بائین طرف تھے اور ایک اعرابی داہنی طرف تھا اور لوگ کہتے تھے دیجیے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے پس آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا بعد اوسکے اعرابی کو دیا اور فرمایا داہنے کا حق ہے دوسرے پر اور پیتے دم آخر مین الحمد للہ کہے

...تعالی کے اندر کا رخ انکا باہر سے اور باہر کا رخ اندر سے معلوم ہوتا ہے اور یہ انکے لیے ہین کہ بات نرمی سے
کرتے ہین اور لوگونکو کھانا کھلاتے ہین اور رات کو نماز پڑھتے ہین اسوقت کہ لوگ سوتے ہوتے ہین سوا یہ کہ ملاقات لوگونکی
واسطے طعام کے پس قریب اسمین یہ ہے کہ منتظر وقت طعام لوگونکا نہ ہے اور روقت کھانیکے یکایک چلا آوے کہ یہ خلاف
سنت ہے اور قرآن مین اسی سے منع فرمایا ہے ف یعنے اس آیت مین یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا
اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا
وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ یعنے
اے ایمان والو نہ داخل ہو پیغمبر کے گھرونمین مگر یہ کہ اذن دیا جاوے تمکو یعنے بلایا جاوے واسطے طعام کے یعنے اس صورت
مین داخل ہو اسحال مین کہ نہ منتظر ہو وقت پکنے طعام کے ولیکن جب بلائے جاؤ تم پس داخل ہو ولیکن جب کھانا کھا چکو پس
پراگندہ ہو اور نہ بیٹھو آرام سے واسطے باتین کرنے آپسکے تحقیق یہ کام ایذا دیتا ہے نبی کو پس شرماتا ہے تمسے اور خدا نہین
شرماتا ہے سچ سے آیا ہے کہ بیچ ولیمہ نکاح زینبؓ بیوی آنحضرتؐ کی لوگ پیغمبر خدا کے گھرمین جمع ہوے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا
دیوار کیطرف منہ کیے ہوے بیٹھی تھین اور بعضے لوگ بعد کھانے کے بیٹھے رہے اور آنحضرتؐ نے بسبب حیا کے انکو نہ کہا کہ اوٹھ جاؤ
جب آیۃ اور آیۃ پردے کی نازل ہوئی یہ تفسیر بحر العلوم مین لکھا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی جاتا ہے کھانے پر بغیر بلائے فاسق
اور حرام کھایا اوسنے اور اگر بغیر بلائے اتفاقاً چلا آوے جبتک اذن نہ دیوے صاحب خانہ نہ داخل ہووے اور اگر کوئی بلاوے
کھانیکے لیے پس اگر نشانی رغبت اور رحمت کی ظاہر ہوجاوے اور اگر بغیر رغبت کے بسبب شرم و ضرورت کے کہتا ہو تو بچاوے
اور بہانہ کرے اور اگر بھوکا ہو اور قصد طعام سے کسی دوست کے گھرمین بغیر بلائے چلا جاوے تو مضائقہ نہین کہ یہ منقول ہے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور قصہ تشریف لیجانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت ابوبکرؓ اور
حضرت عمرؓ کو ابو الہیثم صحابی کے گھرمین مشہور ہے ف وہ قصہ یہ ہے روایت کی ابوہریرہؓ نے کہ نکلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایکدن یا ایک رات گھر سے پس ناگہان ملے ابوبکر اور عمر سے پس فرمایا کس چیز سے نکالا ہے تم دونونکو تمہارے گھر سے اسوقت
یعنے کونسی چیز باعث ہوئی نکلنے کی اسوقت باوجودیکہ عادت نہ تھی اسوقت نکلنے کی کہا دونون یارون نے کہ بھوک نے
نکالا ہے یعنے شدت بھوک سے نکل آئے ہین فرمایا حضرتؐ نے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے
البتہ نکالا مجکو اوس چیز نے کہ نکالا تم دونونکو یعنے بھوک نے اوٹھو پس اوٹھے وہ دونو ساتھ حضرتؐ کے پھر آئے ایک شخص کے
ہان انصار مین سے کہ نام اونکا ابو الہیثم تھا پس ناگہان وہ اپنے گھرمین نہین تھے پس جب دیکھا حضرتؐ کو اونکی بیوی نے
کہا مرحبا و اہلا پس فرمایا اوسکو حضرتؐ نے کہ کہان ہے فلانا یعنے خاوند تیرا کہا اوسنے کہ گیا ہے میٹھا پانی لانیکو واسطے
ہمارے وہ یہ کہہ رہی تھی کہ ناگہان آیا وہ انصاری اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرتؐ کے دو یار کو
اور کہا الحمد للہ نہین ہے میرے برابر کوئی آجکے دن کہ اوسکے گھر ایسے بزرگ مہمان ہون کہا راوی نے پس گیا وہ انصاری

اور لایا حضرت اور حضرت کے یارونکے لیے خوشہ کھجورونکا کہ اوسمین کھجورین نیم پختہ بھی تھین اور خشک بھی اور تر بھی اور عرض کیا
کہ کھاییے اسمین سے اور لی اوسنے چھری جانور ذبح کرنیکے لیے پس فرمایا اوسکو حضرت نے کہ دودھ کا جانور ذبح نکرنا پس ذبح
کی اوسنے واسطے حضرت کے اور حضرت کے یارونکے بکری پس کھایا اونھون نے بکری مین سے اور اوس خوشہ کھجور مین سے
اور پیا پانی پس جبکہ سیر ہوے کھانے پینے سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو قسم ہے
اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے البتہ پوچھے جاوگے تم اوسے شکر اس نعمت سے قیامت کے دن نکالا تمکو
تمہارے گھرونسے بھوک نے پھر نہ پھرے تم یہانتک کہ پہونچی تمکو یہ نعمت نقل کی یہ روایت مسلم نے فٹ اس حدیث سے کئی باتین
معلوم ہوئین ایک تو یہ کہ یہ جو کہا کہ بھوک نے نکالا اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ظاہر کرنا رنج و محنت کا دوستونسے درصورتیکہ
بطریق شکوہ اور عدم رضا اور اظہار جزع کے نہو اور دوسرے یہ کہ جب بھوک زور کی لگے اور مانع ہونیکا عبادۃ اور کمال
توجہ سے ساتھ عبادۃ کے اور باعث ہو مشغولی خاطر کے تو نکلنا اور علاج اسکی دفع کا کرنا ساتھ کسی سبب کے اسباب مباحہ
سے اور سعی کرنی اسکے دفع مین جائز بلکہ لازم ہوتی ہے اور جانا بھی نزدیک دوستونکے اور طلب کرنا طعام کا انکی ثقت
تیقن کے ساتھ قبول کرنے انکے بے تکلف اسوقت مین مباح ہوتا ہے بلکہ باعث ازدیاد محبت کا ہے اور آیا ہے کہ صحابہ جب بھوکے
ہوتے تھے حضرت کے پاس حاضر ہوتے اور دیکھتے جمال باکمال رنج بھوک وغیرہ کا جاتا رہتا اور ساتھ نورانیت شہود کے سیر ہوتے
اور یہ جو کہا الحمد للہ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے شکر کرنا وقت ظہور نعمت کے اور مستحب ہے اظہار خوشی کا روبرو مہمانکے اور یہ بھی
اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے لانا میوہ کا آگے مہمانکے اور جلدی سے لے آنا اوس چیز کا کہ موجود ہو اور یہ جو کہا
کہ جب سیر ہوے الخ اس سے معلوم ہوا کہ پیٹ بھر کھانا حضرت کے زمانہ مین بھی تھا اور روا ہے اور اسکے کراہیت مین جو کچھ آیا ہے
تو وہ محمول ہے اسپر کہ عادت اور مداومت نکرے اسپر کہ موجب سنگدلی اور فراموشی کا ہے حال محتاجونکے اور یہ جو فرمایا کہ پوچھے
جاوگے الخ یہ سوال بعضونکے حق مین بطریق توبیخ و سرزنش کے ہوگا اور بعضونسے واسطے احسان جتانے اور اظہار نعمت و
کرامت کے بہر تقدیر ہر نعمت پر سوال و پرسش ہوگی کہ ادا حق شکر اسکے کا کیا یا نہین نسئل اللہ العافیۃ اور معلوم کرنا چاہیے
کہ اس حدیث مین تامل کرین کہ اپنے پیشوا کا کیا حال تھا کسطرح کا فقر اختیار کر رکھا تھا اور ایسے صابر تھے ہم لوگون کا
اگر ایسا حال ہو تو کیسی ناشکری کرنے لگتے ہین روٹی کے نہ ملنے پر کیا اور کچھ ضروری چیز نہین ملتی تو گھبرا جاتے ہین اور زبان
شکوہ کی کھولدیتے ہین اور اگلی بزرگ بھی اسیطرح کرتے تھے اور بعضے انمین سے آپسمین دوست تھے کہ ہمیشہ ایک دوسرے کے گھر جاتے تھے اور یہ بھی
کسب کفایت انکے تھا بعضے اسپر اکتفا کرتے تھے اور مقصد انکا مددگاری اور ثواب لانا لوگونکا اور کفاف وقت تھا اور کسی دوست کے گھر مین آکر
اور اوسکی منا جانتے درست ہے لگانا اوسکے گھر مین کیونکہ خوشی اوسکی بمنزلہ اذن کے ہے اور منقول ہے اگلے بزرگونسے کہ کتنے ایک لوگ ایکبار گئے سفیان
کے گھر مین آئے اوسکو نہ پایا پس دروازہ کھولا اور دستر خوان بچھا کر کھانا کھانا شروع کیا پس سفیان ثوری آئے اور انکو
اس حالت مین دیکھا کہا کہ یہ اخلاق اگلے بزرگون کا یاد دلاتی ہے اور آیا ہے کہ کتنے ایک لوگ واسطے ملاقات ایک نبی کے

آئے اونکے گھر مین کچھ موجود نتھا وہ ایک دوست کے گھر مین گئے اور اوسکے بے پوچھے باورچیخانہ مین دیکھا جو کچھ پایا آگے مہمانکے لے آئے
جب صاحبخانہ آیا گھر مین تو اوسنے یہ ماجرا سنا اوسنے کہا کہ خوب کیا اونھون نے اور جب ملاقات کی اس تابعی سے تو کہا کہ اے
بھائی ہر بار اسیطرح گذارہ کہ بہت اچھی بات ہے اور آداب کھانا لانیکا آگے مہمانکے یہ ہے کہ تکلف نکرے اور جو کچھ کہ حاضر ہو
لے آوے اور قرض نکرے اگر دشوار ہو کہ یہ بھی تکلف سے ہے اور چاہیے کہ بے تکلفی کو بہانہ نکرے یعنے حقیقت مین اسکے
پاس اچھی چیز موجود ہے اور بری چیز لے آوے اور کہے کہ یہ بے تکلفی سے لے آیا ہون بلکہ اس صورت مین اچھی ہی چیز لاوے
اور اگر ایک کھانا ہو کہ آپ بھی اسکا محتاج ہے اور اسکے لانیکو جی نہین چاہتا نہ لاوے اور تکلف یہ ہے کہ موافق عادت سے
زیادہ کرے اور یہ بھی تکلف سے ہے کہ عیال کیطرف نظر نکرے یعنے اپنے بال بچے بھوکے مرتے ہین اور لوگونکو کھلاتے لٹاتے ہین
بے تکلف اور بڑی بات ہے منقول ہے کہ کسینے امیر المومنین حضرت علیؓ کی دعوت کی فرمایا کہ مین آتا ہون تین شرط سے کہ بازار کو
نجاتا اور جو کچھ حاضر ہووے لاتا اور رعایت عیال کو نہ چھوڑنا اور خصلت یعنے اگلے بزرگون کی ایسی ہی تھی کہ ہر جنس کا طعام
کہ گھر مین ہوتا تھا اسمین سے لے آتے اور بعضون نے خشک روٹی اور پانی پر کفایت نہین کیا ہے یعنے وہی لے آتے اور ادب مہمان
اور ملاقات کرنیوالے کا یہ ہے کہ حکم نکرے کسی چیز کے لانیکا اور اگر اسکو اختیار دین صاحبخانہ تو جو کچھ کہ آسان ہو اختیار کرے کہ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز مین آسان اختیار کرتے تھے اور بعضون نے کہا کہ کھانا تین قسم پر ہے ساتھ فقرا کے بایثار یعنے انکی حاجتکو
مقدم رکھے اپنے کھانے پر اور ساتھ مسلمان بھائیونکے بانبساط یعنے شادان اور فرحان اور ساتھ دنیا دارونکے باادب اور
ادب صاحبخانہ کا یہ ہے کہ پوچھے کھانیوالونسے کہ تمکو کیا مرغوب ہے اگر ہو سکے مہیا کرے کہ اسمین اجر جزیل ہے والا پوچھنا کوئی
ضرورت نہین ... اگر جانتا ہو کہ الفت انکا مین پایا اگر جانتا ہو کہ آئے ہوے لا سکیگا کرے اور جو کچھ کھانا آگے یارونکے لاوے تعریف کرے
اسکی اور اسیطرح بال بچونکے لیے جو طعام کہ لاتا ہے بیان نکرے کہ اسمین رنج دینا ہے انکو اور بعضے ظریف صوفی نے کہا ہے
کہ اگر فقیر آوے کھانا آگے لاوے اسکے اور اگر کوئی فقیہ آوے مسئلہ پوچھے اور اگر عابد آوے راہ مصلے کی دکھلاوے اور جان کہ ضیافت کی
فضیلت بہت آئی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یُضِیْفُ یعنے بھلائی نہین ہے اس شخص مین
کہ مہمان نرکھے اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گذرے کہ اوسکے پاس گائین اور اونٹ بہت تھے
پس مہمانی کی آنحضرتؐ کی بعد اسکے ایک عورت پر گذر ہو کہ وہ چند بکریان رکھتی تھی پس ذبح کی ایک بکری واسطے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا نظر کرو بیچ اس مرد و عورت کے بلاشبہ کہ یہ اخلاق اللہ تعالی کے ہاتھ مین ہین جسکو چاہے
خصلت نیک دے اور جسکو چاہے ندے ف ظاہر اس مرد نے موافق اپنے مقدور کے خاطرداری نکی اور اس عورت نے باوجود
کم استطاعتی کے بہت خاطرداری کی کہ بکری ذبح کی اسکی خصلت حضرتؐ کو پسند آئی اور اوس شخص کے پسند نہ آئی اور مقصود حضرتؐ کا
اسمین یہ تھا کہ لوگ ادب سیکھین حدیث مین آیا ہے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہان مہمان آئے اور گھر مین حضرت
کے کچھ نتھا تب فرمایا کہ فلانے یہودی کے پاس جاؤ اور کہو کہ آجکی رات ہمارے ہان مہمان آئے ہین تھوڑا سا آٹا

قرض لیا ہوے یہودی سے کہا واللہ مین نہین دینے کا مگر کچھ گروی رکھکر پس حضرت نے زرہ اپنی گرو رکھنے کیلیے بھیجی اور بعضے راوی
کہتے ہین کہ حضرت کے وقت موت تک وہ زرہ یہودی پاس گروی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ بغیر مہمان کے
کھانا نہ کھاتے تھے بلکہ دو تین کوس تک جنگلوں مین مہمان کو تلاش کرتے تھے اور پیغمبر سے لوگون نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے فرمایا
کھانا کھلانا اور ہر ایک سے سلام علیک کرنی یعنے یہ چیزین بھی افضل خصلتوں ایمان سے ہین سو کرامت جوانمردی نان ہی
مقالات بیہودہ وطبل تہی ست فصل چوتھی آداب ضیافت کے منحصر ہین چھ حالتو مین وقت دعوت کے اور قبول کرنے کے
اور حاضر ہونیکے اور کھانا آگے لانیکے اور وقت کھانیکے اور وقت چلنے کے کھانا کھا کر آداب دعوت کے یہ ہین کہ دعوت
کرنے مین قصد فخر اور تکبر کا نہوتا تو ایسے سے محروم ہو بلکہ مقصود راحت پہونچانے اور متابعت سنت نبوی کی اور خوش کرنا
مسلمانون کے دلون کا ہو اور دعوت پرہیزگارون کی کرے اور کافر اور فاسق اور بے نمازی کو کھانیکے لیے نہ بلاوے
فقط ایک دعوت کرنی ہے طلب ثواب کے لیے اور ایک دینا اور کھلانا ہے حاجت کا یعنے وہ بھوکا ہے حاجت رکھتا ہے
کھانیکی پس یہ حکم مذکور دعوت کا ہے اور طعام حاجت پر بھوکے کو دینا جائز ہے اگرچہ کافر وفاسق ہو حاصل یہ کہ اگر دعوت
کرے طلب ثواب کے لیے تو پرہیزگارونکو بلاوے اسلیے کہ وہ کھانا کھا کر اسکی قوت سے عبادت کرینگے تو اسکو بھی ثواب ہوویگا
بخلاف کفار وفساق کے کہ وہ کھا کر کفر وفسق کرینگے اور اگر مقصود دینا ہو کہ کسی کو ہے تو سکو دے کہ دفع حاجت ضروری ہر ایک
کی جائز ہے اور ظالم کو کھانا نہ کھلاوے کہ یہ مدد کرنی ظلم پر ہے اور دعوت کرنے مین تخصیص اغنیا کی نکرے اور لحاظ اقربا کا
ضیافت کرنے مین نچھوڑے اور جسکو جانے کہ آنیکا نہین نہ بلاوے کہ اسمین تکلف ہے اور باعث ہوتا ہے کہلانے پر جبر اور
یہ مکروہ ہے اور آداب قبول کرنے دعوت کے یہ ہین کہ قبول کرنا دعوت کا سنت موکدہ ہے اور بعضے کہتے واجب ہے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم دعوت قبول کرتے تھے اگرچہ تھوڑی ہی چیز پر ہوتی اور چاہیے کہ اغنیا کے دعوت قبول کرنیکی تخصیص نکرے
اور فقیرونکی دعوت قبول کرنیسے عار نکرے کہ یہ تکبر ہے اور خلاف سنت نبوی کے ہے آیا ہے کہ امیر المومنین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ ایکروز ایک قوم پر گذرے کہ خاک پر بیٹھے ہوے تھے اور سوال کرتے تھے سلام کیا حضرت نے کہا اونہون نے کہ کھانا
فقیرونکا حاضر ہے اگر میل فرمایئے فرمایا حضرت نے بہتر اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ یعنے تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا
تکبر والونکو پھر گھوڑے سے اوترے اور اونکے ساتھ خاک پر بیٹھے اور کھانا کھایا اور بعد کھانیکے سلام رخصتی کیا اور فرمایا کہ کیا عجب
ہے کہ تم بھی اگر ایکدن میری دعوت قبول کرو پھر بلایا اپنے اونکو اور اچھے اچھے کھانے آگے رکھے اور اونکے ساتھ بیٹھکر
کھایا اور یہ کمال تواضع اور الطاف ہے حضرت کا بیت تواضع ز گردن فرازان نکوست * گدا اگر تواضع کند خوی اوست
اور یہ بھی مگر تکلف کرنیوالے اور فخر کرنیوالے اور احسان جتلانیوالے کی کھانیکے لیے نجاوے اور کم ہمتونکے دستر خوان پر
نبیٹھے کہ یہ دعوت قبول کرنی سنت نہین اور اسمین ذلت ہے جیسے کہ سوال کرنے مین اور جو کوئی روزے سے ہو اس مقدمے مین
بھی اگر کہنا [illegible] منظور ہو افطار ہی سے قبول نکرے اور بسبب روزے کے [illegible] مگر جہانتک ممکن ہو وہان پہونچنا انکار نکرے

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسبب دعوت کے دور دور تشریف فرما ہوئے ہیں اور بسبب روزہ نفل کے انکار نکرے قبول دعوت سے
بلکہ جاوے دعوت کرنیوالیکے پاس اور اگر وہ تکلف کرنیوالا نہوے بدل اوسکو منظور ہو کھلانا اسکا افطار کرے اور نیت داخل کرنے
خوشیکی مسلمان کے دلمیں کہ ثواب اوسکا زیادہ ہے روزہ سے اور اگر تکلف کرنیوالا ہو بیٹھا رہے مثلاً کہے کہ میرا دل نہیں
چاہتا کھانیکو اور یہ سچ ہوگا کہ روزہ دار کا دل نہیں چاہتا روزہ توڑنیکو اور اگر بیان ظاہر حال سے تقیید تفتیش کا کرے جائز ہے
یعنے مثلاً ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تکلف کرتا ہے تو اوسکو دریافت کرے اور اگر افطار نکرے پس مہمانی اوسکی
خوشبوی اور مانند اسکیلئے ہے اور اگر کھانا شبہ یا مشتبہ ہے یعنے کہ کھانا ہے حرام یا شبہ حرام کا ہو تو نجاوے اور تحسین نکرے اسکا
اور تفاوت اسکا درجہ تفاوت مراتب تقوی کے ہے اور ظالم کی دعوت میں نجاوے اور اگر زبردستی کھلاویں تو تھوڑا سا
کھاوے اور جس مجلس میں کچھ خلاف شرع ہو مانند فرش ریشمی اور ظروف سونے چاندی کے اور تصویر جاندار کے اور گانے بجانیکے
اور چیزوں لہو کے اور مانند انکیکے وہاں نجاوے اور ظالم اور بدعتی اور شریر اور متکبر اور فخر کرنیوالیکے گھر میں بھی نجاوے
اور دعوت کے قبول کرنے میں قصد مٹانے خواہش پیٹ کا نکرے بلکہ نیت صادق رکھے تاکہ کار آخرت بھی کرے یعنے نیت پیروی
سنت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اکرام مسلمان اور خوش کرنے مومن کے دل کی اور ملاقات کرنے دوستوں کی کرے
کہ ہر ایک میں ان چیزوں میں سے ثواب بہت ہے اور دعوت کے قبول کرنے میں اظہار شوق کا کرے اور جس کلام وغیرہ میں وہم
جاتا ہو نہ قبول کرنیکا دور رہے اوس سے اور بدخلقی نکرے اور حقارت کسی مسلمان کی نکرے کہ مدار کار نیت پر ہے اور مباح
چیزیں بسبب نیت کے ثواب ہوتا ہے اور حکم مستحب میں ہوجاتے ہیں اور طاعت میں بسبب نیت کے ثواب زیادہ ہوتا ہے
اور حرام اور مسئلے عاصی دعوت نہ قبول کرے کہ نیت یہاں معتبر نہیں ہے مثلاً جس دعوت میں گانا بجانا ناچ رنگ وغیر ذلک ہو
وہاں یہ نیت کرے کہ دعوت سنت ہے اسلیے میں جاتا ہوں یہ نیت کام نہیں آنیکی وہاں نجانا چاہیے اور آداب حاضر ہونیکے
دعوت میں یہ ہیں کہ دیر نکرے آنیمیں تا بسبب اسکے لوگ انتظار نکریں اور ایسا جلدی بھی نہ آوے کہ کھانا تیار نہوا ہو کہ وہ بھی
قباحت رکھتا ہے مگر یہ کہ کھلانیوالے سے کچھ خصوصیت رکھتا ہوگا رو بار کرنیکی اور جب آوے چاہیے کہ بخبر نہ چلا آوے بعنوان اذن
طلب کر کر آوے اور اگر بہت سے لوگ جمع ہوں احتیاج خبر کرنیکی نہیں اور جب آوے گھبراوے نہیں اور سلام علیک کہے
اور نظر ادھر اودھر مجلس کے کرے شاید کہ کوئی سلام و تواضع اسکی کرے اور اسکو خبر نہو اور سبب وحشت خاطر کسی مسلمان کا ہو
اور متکبر کہلاوے اور بالانشینی نہ ڈھونڈھے اور جہاں جگہ پاوے بیٹھ جاوے کہ سنت یہی ہے اور اگر لوگ باعث ہوں بالانشینی
کے عاجزی کرے اور اگر کوئی بدل و شوق اوسکو اعلی جگہ بٹھاوے بیٹھے اور قبول کرے اور اصرار نکرے کہ یہ بھی
خالی تکلف سے نہیں اور جگہ کو تنگ نکرے اور جہاں کہ صاحبخانہ اشارہ کرے بیٹھنے کا بیٹھ جاوے مخالفت اوسکی نکرے
شاید کہ اوسنے اپنے دلمیں کچھ ترتیب مجلس خیال کی ہو پس مخالفت اوسکی سبب خفت خاطر اوسکی کی ہوگا اور سامنے مکان
عورتوں کے نہ بیٹھے اور بار بار اودھر نہ دیکھے اور ہر طرف نظر کرتا ہے اور جہاں سے کھانا آتا ہو اودھر نہ دیکھا کرے

کرو لیل حرص و خست کی ہے اور بہت کلام نکرے اور اگر کچھ بات کرے ساتھ ہوش کے اور موافق حال وقت کے کہے ورنہ چپکا بیٹھا
رہے اور اگر آپسے کوئی بڑے مرتبہ کا بیٹھا ہو آداب اوسکا رکھے جبتک اوس سے کچھ نہ پوچھین نہ کہے اور اگر مشتاق اسکی بات کے
ہون تو چپ نرہے اور جو کچھ کہ لوگونکی طبیعت مین بار نکرے اور مخالف اونکے ہو نکہے جبتک کہ موافق شرع کے ہو اور سپوت گوئی
نکرے کہ یہ بہرحال ناپسند ہے اور اگر کچھ خلاف شرع دیکھے منع کرے اور اگر اوسکے موقوف کرنے پر قادر ہو موقوف کرواوے
عہدنہ پھر آوے اور اگر پہلے ہی سے حاضر ہو تو بہتر ہے اور اگر بعد بیٹھنے کے خلاف شرع چیز موجود ہو صبر کرے یا نکل آوے اور
اگر مقتدا ہو تو نکل ہی آنا بہتر ہے ف کتاب درالمختار مین تفصیل اس مسئلہ کی یون لکھی ہے اگر کوئی دعوت کیا جاوے
اور وہان [illegible] اگر کوئی کھیل یا [illegible] راگ اور اوسکو پہلے سے معلوم نتھا ہونا اوسکا تو بیٹھ جاوے اور کھاوے اگر
کھیل وغیرہ اس [illegible] مکان مین ہو اور اگر [illegible] دستر خوان پر ہو تو نہین لائق ہے بیٹھنا بلکہ نکل آوے اعراض کرکے بموجب قول
اللہ تعالی کے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ پھر اگر مکان نہین تھا لہو وغیرہ اور وے وہان بیٹھا پس
اگر قادر ہو منع کرے اور اگر نہ قادر ہو صبر کرے اگر نہو مقتدا اور اگر مقتدا ہو اور قادر منع کرنے پر نہین ہے تو نکل آوے
اور نہ بیٹھے اسلیے کہ اسمین عیب لگتا ہے دین کو اور اگر مہمانونکو پہلے سے معلوم ہو کہ وہان کھیل وغیرہ ہے تو جاوے ہی نہین
وہ سلا برابر ہے کہ ہو مقتدا یا غیر مقتدا اسلیے کہ حق دعوت کا لازم ہوتا ہے بعد حاضر ہونیکے نہ پہلے اوسکا اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ
جیسے آلات لہو کے ہین یعنی باجے وغیرہ حرام ہین اور داخل ہوئے آلات لہو والونمین بغیر اذن اونکے واسطے منع کرنے
منکر کے کہا ابن مسعود [illegible] کہ آواز باجونکی اور راگ کی اوگاتی ہے نفاق کو دلمین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی گھانس کو اور بزازیہ
مین لکھا ہے کہ سننا باجونکی آواز کا حرام ہے بموجب فرمانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ سننا باجون کا معصیت ہے اور
بیٹھنا اوسپر فسق ہے اور لذت حاصل کرنی ساتھ اوسکے کفر ہے یعنے کفران نعمت ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے اعضا دیے
ہین عبادت کے لیے پس غیر عبادت مین صرف کرنا اونکو کفران نعمت ہے نہ شکر پس واجب ہے یہ کہ پرہیز کرے اوسکے سننے سے
اور مخالف شرع اور ممنوعات مجلس سے یہ ہین سننا گانے بجانے کا اور ظروف چاندی کے اور موجود ہونا عورتون منہ کھلی ہوئیکا
اور آداب ضیافت سے یہ بھی ہے کہ وقت آنے مہمان کے قبلہ اور جگہ استنجے کی بتاوے اور کھانیکے پہلے جو ہاتھ دھو تسمین کھلانیوالا
پہلے اپنے ہاتھ دھووے پھر اونکے دھلاوے اور بعد کھانیکے اور لوگونکے پہلے دھلاوے اور پھر اپنے دھووے اور آداب
حاضر کرنے کھانیکے یہ ہین کہ کھانیکے حاضر کرنے مین جلدی کرے کہ یہ بھی مہمانکی تعظیم و خاطرداری مین سے ہے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ یعنے جو کوئی کہ ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور روز قیامت پر
پس چاہیے کہ خاطرداری کرے مہمانکی اور جب اکثر آدمی آچکین بسبب ایک دو آدمی کے انتظار نکرے اگر وقت ہو گیا ہے تاخیر
نکرے اسلیے کہ حق حاضرونکا غالب ہے مگر یہ کہ کسی فقیر نے تاخیر کی ہو تو اوسکا انتظار کرین تا وہ شکستہ خاطر نہو یا وہ ایسا شخص ہو
کہ اوسکے انتظار مین حاضرونکو رنج نہو اور کھانا تابت تحفۃ الکرین حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جلدی شیطان سے ہے

مگر پانچ چیزون مین جلدی کرنی سنت ہے مہمانکے کہانا کہلانے مین اور تجہیز و تکفین میت مین اور باکرہ کے نکاح کردینے
مین اور ادا اسے دین مین اور توبہ کرنے مین گناہ ہونے سے اور مستحب ہے جلدی کرنی ولیمہ مین اور ولیمہ نکاح کے کہانیکو کہتے ہین
اور ترتیب کہانیکی یہ ہے کہ ابتدا ساتھ میوہ کے کرین اگر موجود ہو کہ از راہ حکمت کے یہ خوب ہے اسلیے کہ میوہ سریع الہضم ہے
پس اسفل معدہ مین ہونا اسکا بہتر ہے اور قرآن مین اشارہ ہے اوپر تقدیم میوہ کے طعام پر جہان کہ طعام اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے
وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ٥ یعنے غلمان واسطے انکے لیے میوے لیکر آوینگے جو کہ پسند کرینگے اور
گوشت جانورونکے لاوینگے جو کہ مرغوب ہونگے انکو اور بعد از میوہ کے پہلے لانا گوشت کا بہتر ہے کہ حدیث مین آیا ہے سَيِّدُ الطَّعَامِ
اللَّحْمُ یعنے سردار کہانون کا گوشت ہے اور جو کہانا کہ لطیف ہو پہلے کہاوے تا حاجت روائی لطیف سے ہو جاوے اور بہت
نہ کہایا جاوے یعنے اسلیے کہ بعد لطیف کے بہرے کہانیکو دل نہین چاہتا اور عادت اہل خواہش اور متنعمین کی برعکس اسکے ہے کہ
کہانا برا پہلے کہاتے ہین تا رغبت لطیف پر بہت ہو اور یہ خلاف سنت ہے اور جلد بہت کہانیکا ہے اور اگر ابتدا ساتھ
نمک اور ترکاری کے کرے بہتر ہے کہ اسمین زیب دسترخوان کی ہے اور رغبت ہوتی ہے کہانے پر اور درمیان کہانیکے
پانی سرد و شیرین موجود کرین کہ اس سے بہتر کوئی نعمت نہین اور عادت قدما کی یہ تھی کہ سب طرحکے کہانے یکبارگی ہی
لے آتے تھے اور اگر کئی طرحکے کہانے نہون تو ظاہر کردینا اس بات کا بہتر ہے تا لوگ حاضر ہی سے حاجت روائی کرلین اور منتظر
نہین اور دسترخوان جلدی نہ اوٹہا ڈالے تا شاید کہ انمین کوئی ایسا ہو کہ ہنوز اوسکو حاجت باقی ہو اور بسبب شرم کے
اظہار نکرسکے بلکہ جب مرتبہ فراغ کا پہونچے آپ بیٹہا رہے اور ہاتہ کہانے پر ڈالے اور کہے بسم اللہ مدد کرو اور یہ طریقہ اگلے
بزرگون سے اچھا جانا ہے اور چاہیے کہ کہانا بقدر ضرورت کے لاوے کم اوس سے بعید ہے مروت سے اور زیادہ حاجت
سے فخر اور اسراف ہے خصوصاً جبکہ جانے کہ سب نہین کہانیکا اور اگر راضی ہوا سیر کہ سب لیجاوے تو بہت سا لانا بہتر ہی
آیا ہے کہ ابراہیم ادہم طعام بہت لاتے تھے مہمانونکے لیے سفیان ثوری نے کہا کیا نہین ڈرتے یہ اسراف ابراہیم نے کہا
کہ نہین ہے کہانا کہلانے مین اسراف اور اگر یہ نیت نہو یعنے لیجانیکی تو بہت لانا تکلف اور ضایع کرنا اور علامت فخر کی ہے
اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قبول نہین کرتے تھے فخر کے کہانیکو اور چاہیے کہ پہلے کہانا مین سے حصہ گہر کے لوگون کا
نکال لے تا کہ دل اونکا مجلس والونکے کہانے مین نہ لگا رہے اور اگر شیرینی کہ حلواؤنسے آزردہ نہون اور کہانا مہمانونکو مکروہ نہو
اور بغیر رضا کہلانیوالیکے کہانا نہ اوٹہاوے یعنے لیجانیکے لیے کہ اسمین ذلت ہے اور اگر رضا اوسکی پہچانے نہ اوٹہاوے
کہ حرام ہے اور بر تقدیر اوسکی رضا کے طریقہ اعتدال کا رعایت کرے اور پاس کے لوگونکا نہ اوٹہاوے مگر جبکہ وہ راضی ہون اور
آداب کہانیکے جسقدر کہ چاہین تفصیل سے اوپر کی فصلون مین ذکر ہو چکے اور آداب رخصت ہونیکے مجلس سے یہ ہین کہ صاحبخانہ
دروازہ کے باہر تک پہونچانیکے لیے آوے کہ یہ بھی مہمانکی تعظیم مین سے ہے اور سنت بھی ہے اور کشادہ پیشانی سے
کہ پوری تعظیم اسمین ہے اور تناول وقت بہت کشادہ پیشانی رہے کہ پورا کرنا اس تعظیم کا بھی کہانا کہلانے سے بہتر ہے اور

ملانکو چاہیے کہ کشادہ پیشانی سے ملے اور اگر کچھ قصور خدمت مین ہوا ہو عفو کرے اور خوش ہو جاوے اور خوش خلقی بہترین اعمال
سے ہے اور بدخلقی بدترین اعمال ہے اور دعا خیر کرے اور بغیر رضا گھر والے کے باہر نکلے اور بیچ مدت ٹھہرنیکے رعایت خاطر صاحب خانہ
کی کرے اور زیادہ تین دن سے نرہے کہ باعث ملالت ہو اور وہ نکالنے کی فکر کرے اور بہت نرہے مگر کہ خلوص دل سے اصرار کرین گھر والے
اور مستحب ہے کہ واسطے مہمانونکے ایک فرش مہیا رکھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین فرش کافی ہین ایک اپنے لیے
اور ایک اپنی بیبی کے لیے اور ایک مہمانکے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے ف یعنے آدمی کے لیے تین بچھونے چاہیئین
اگر بیبی ہو ان ایک تو اپنے لیے اور دوسرا اپنی بیبی کے لیے کہ شاید کسی وقت بسبب مرض کے یا کسی اور عذر کے تنہا سووے
والا بیبی کے ساتھ سونا اولی اور موافق تر ساتھ سنت کے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے ساتھ
سویا کرتے تھے اور تیسرا مہمانکے لیے کہ آوے تو اسکو اوسپر سوئے یہ تین بچھونے کافی ہین اور زیادہ اسنے اسراف ہے جیسے کہ
فرمایا کہ چوتھا اگر ہو تو شیطان کے لیے ہے نسبت شیطان کیطرف اسلیے کی کہ چونکہ زیادہ قدر حاجت سے ہے اور محل
مفاخرت ہے مذموم ہے اور ہر مذموم منسوب اسکی طرف ہے یا اسلیے شیطان کیطرف نسبت کیا کہ چونکہ زائد ہے حاجت سے
اسپر شیطان رات گذارتا ہے لیکن اگر کسیکی عادت کرم و سخاوت کی ہو اور مہمان اوسکے ہان بہت آتے ہون تو ظاہر ہے
کہ کثرت فرش و اسباب مذموم نہو مذموم وہ ہے کہ واسطے مفاخرت و تکبر کے ہو یہ حضرت شیخ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے

فصل پانچوین بیچ فائدون متفرق کے کہ متعلق اس باب کے ہین کھانا بازار مین مکروہ ہے اس سے لائق گواہی کے
نہین رہتا بسبب ہونے اوسکے دلالت کرنیوالا نالائقی اور عدم مروت پر اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مختلف ہوتا ہے
ساتھ اختلاف عادتون شہرونکے اور حالتون شخصونکے بعضونسے بسبب کم مروتی اور زیادتی حرص کے ہوتا ہے اور یہ
ساقط کرنیوالا عدالت کا ہے یعنے اس سے لائق گواہی کے نہین رہتا اور بعضونسے بسبب تواضع اور ترک تکلف کے ہوتا ہے
اور نقل کیا گیا ہے بعضے صوفیونسے اور ایک اونگلی اور دو اونگلی سے کھانا ہے اور سنت یہ ہے کہ تین اونگلیونسے کھاوے
یعنے ایک انگوٹھا اور دو اونگلیان اسکے پاسکی اور چار پانچ اونگلیونسے کھانا ہے کہ دلالت کرتا ہے حرص پر اور کھانا گوشت کا
بڑھاتا ہے گوشت کو اور گوشت گائیکا موجب بیماریکا ہے اور دودھ اوسکا دوا ہے اور کھانا مچھلی کا بدنکو گھٹاتا ہے اور پڑھنا
قرآن کا اور کرنا مسواک کا بلغم کو دور کرتا ہے اور کاٹنا رگونکا بیماری پیدا کرتا ہے اور رات کو نکھانا بڈھا کرتا ہے اور صبح کو
نکھانا ضعیف کرتا ہے اور پرہیز کرنا تندرست کے لیے ضرر کرتا ہے جیسے کہ پرہیز نکرنا بیمار کو ضرر کرتا ہے آیا ہے کہ حجاج نے
ایک طبیب سے پوچھا کہ مجھکو کچھ ایسا بتا کہ اوسکے کرنیسے احتیاج کسی طبیب کی نہو اوسنے کہا کہ غیر جوان عورت سے نکاح نکر
اور گوشت غیر جوان جانور کا نکھا اور باورچیخانہ مین سے جو چیز پکی نہو نکھا اور دوا بغیر بیماری کے نکھا اور میوہ کچا نہ کھا
اور چبانے مین مبالغہ کر اور جو کچھ خوش آوے اشتہا سے کھا اور کھانے پر پانی نپی مگر کہ بعد دیر کے اور پیٹ بھرے پر کچھ نکھا اور پیشاب
اور پاخانہ نروک اور بعد دن کے کھانیکے سو رہ اور بعد رات کے کھانیکے ٹہلا کر چار چیزین بدنکو قوی کرتی ہین کھانا گوشت کا

اور سونگھنا خوشبو کا اور کثرت غسل کی بغیر جماع کے اور پہننا کتان کا کہ ایک قسم ہے کپڑے کی آور دیا ہے [illegible]
[illegible] بہت [illegible] کرنا اور بہت پانی پینا اور بسیار پانی اور ترشی بہت کھانا آور دیا [illegible]
بیٹھنا اور [illegible] پہننا سوتے وقت اور نظر کرنی سبزہ پر اور لباس پاکیزہ پہننا آور دیا [illegible]
[illegible] کا اور دیکھنا سولی چڑھے ہوؤنکا جیسے جو کہ گلے پڑا گیا ہوا اور عورت کے ستر کو دیکھنا اور قبلہ کیطرف پیٹھ کیے بیٹھنا اور
[illegible] جماع کو زیادہ کرتی ہین چڑیا کو کھانا اور اطریفل اکبر کھانا اور پستہ کھانا اور [illegible] کھانا آور دیا [illegible]
[illegible] کو زیادہ کرتی ہین ترک کرنا اوس کلام کو کہ زیادہ ہو حاجت سے اور مسواک کرنی اور ساتھ علما اور صلحا کے بیٹھنا
آور سونا چار قسم پر ہے چت سونا اور یہ سونا انبیا کا ہے کہ تفکر کرتے تھے بیچ پیدائش آسمان و زمین کے اور داہنی
کروٹ سونا اور یہ سونا علما کا ہے اور عبادت ہے اور بائین کروٹ سونا اور یہ سونا بادشاہوں کا ہے [illegible]
طعام کے اور منہ کے بل سونا اور یہ سونا شیطانوں کا ہے باب دوسرا بیچ آداب نکاح کے اور اس باب مین
پانچ فصلین ہین فصل پہلی بیچ فائدون نکاح کے اور آفتون اوسکے فصل دوسری ادن چیزون مین کہ
واجب ہے رعایت اونکی فصل تیسری بیچ آداب گذران کرنیکے ساتھ عورتونکے اور بیچ ولیمہ کے فصل چوتھی
بیچ آداب جماع کے اور بچہ پیدا ہونیکے اور طلاق کے فصل پانچوین حقوق مین میان بیوی کے فصل پہلی
بیچ فوائد اور آفتون نکاح کے جان تو کہ علما مین اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ نکاح کرنا بہتر ہے یا نکرنا مختار ہے
پسندیدہ بعضونکے نزدیک یہ ہے کہ افضل ہمارے زمانہ مین نکرنا نکاح کا ہے اور افضلیت نکاح کی اگلے زمانہ مین تھی
کہ رزق وجہ حلال سے میسر ہوتا تھا اور اخلاق عورتونکے اچھے تھے اور [illegible] اور اقوال [illegible] دو جانب مین
موجود ہین نکاح کرنیکی فضیلت مین اکثر روایتین آئی ہین اور حقیقت حال کی [illegible] بیان کرنے فوائد
نکاح کے اور آفتون اوسکی کے فوائد نکاح کے یہ ہین پیدا ہونا اولاد کا اور مقصود نکاح کے مقرر ہونے [illegible] ہے
کہ باقی رہے نسل آدم کی اور بیچ پیدا ہونے اولاد کے فائدہ اور فضیلتین بہت ہین کہ سعی کرنی آگے بیچ حاصل کرنے
مراد حق کے اسلیے کہ حکمت بیچ پیدا کرنے شہوت کے اور ستر کے حاصل ہونا اولاد کا اور باقی رکھنا جنس انسان کا ہے
اور سعی کرنی ہے بیچ حاصل کرنے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے نکاح کرو اور اولاد جنو کہ مین
فخر کرونگا بسبب تمہارے اور امتونپر کہ میری امت مین اتنے لوگ ہین آور بیچ مرنے چھوٹی اولاد کے ثواب بیشمار ہے آیا
ہے کہ قیامت کو جب چھوٹونکو بہشت مین لیجانے لگین گے تو دامن اپنی ماں اور باپ کا پکڑ لین گے کہ جبتک بہشت
مین نہین جائینگے ہم قدم نہین رکھنے کے پس حکم ہوگا کہ پکڑ لو ہاتھ ماں اور باپ اپنے کے اور لیجاؤ انکو
بہشت مین آور بیچ دعا کرنے فرزند صالح کے اپنے ماں باپ کے لیے بعد مرنیکے فائدہ بہت ہے حدیث شریف مین
آیا ہے کہ دعائین پیش کیجاتی ہین مردے کے نور کے طباقون مین اور اگر فرزند صالح نہین ہوتا تو بھی یہ قبول کی [illegible]

اور اکثر فضیلت نکاح کی بواسطہ فرزند کے ہے اور جب مقصود حاصل کرنا فرزند کا ہوا تو نکاح عورت بانجھ سے مکروہ ہوا
ہوا حدیث میں آیا ہے کہ بہتر عورتوں کی بچہ جننے والی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ بوریا پڑا ہوا گھر کے کونے میں بہتر ہے عورت
نہ جننے والی سے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کالی عورت جننے والی بہتر ہے عورت گوری نہ جننے والی سے اور نکاح کے فائدوں
میں سے دوسرا یہ فائدہ ہے کہ آدمی اس سے امن میں رہتا ہے آفتوں شیطان کے سے اور دشمنوں اوسکے سے ہر چند اگر تقویٰ
رکھتا ہو تو مانع ہوتا ہے افعال بد سے اور آفت نظر سے ولیکن محفوظ ہونا قلب کا وسوسوں اور خطروں سے اور
فکر سے دشوار ہے یعنی دل کے وسوسے نکاح ہی سے مٹتے ہیں چنانچہ اسی سبب سے کہا ہے ابن عباس نے کہ تمام نہیں تقویٰ
ابن عباد کا مگر ساتھ نکاح کے اور بعضوں نے بیچ تفسیر خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا کے کہا ہے کہ صبر عورت سے نہیں کر سکتا
(پیدا کیا گیا ہے آدمی ضعیف)
اور لکھا ہے علما نے کہ جب شہوت غلبہ کرتی ہے آدمی پر تو جاتے رہتے ہیں اوسکے دو حصے عقل کے [illegible] اور حدیث میں
آیا ہے کہ نہ جاؤ ان عورتوں کے پاس کہ خاوند انکے غائب ہوں اسلیے کہ شیطان جاری ہوتا ہے آدمیوں میں جگہ جاری ہونے
خون کے یعنی بہت تصرف کرتا ہے صحابہ نے کہا کہ آپ میں بھی یا رسول اللہ فرمایا مجھ میں بھی ولیکن میری مدد کی ہے اللہ نے
شیطان پر پس اسلام لے آیا ہے یعنی تابعدار ہو گیا ہے میرا آدمی بیچ نکاح کرنے کے امان ہے واقع ہونے بلا میں روایت
کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک عورت کو پس آئے اپنے گھر میں اور قضا شہوت کی
اپنی ایک بیوی سے اور فرمایا کہ جب آگے آتی ہے عورت آتی بیچ صورت شیطان کے پس جب دیکھے ایک تمہارا کسی عورت کو
خوش آوے چاہیے کہ آوے اپنی بیوی کے پاس یعنی صحبت کرے اور منقول ہے کہ عبد اللہ ابن عمر کہ زاہد اور علمائے صحابہ
سے تھے اول افطار ساتھ جماع کے کرتے تھے واسطے فارغ کرنے دل کی عبادت کے لیے اور اسلیے مستحب ہے فراغت کرنی
کاروبار سے پہلے نماز کے اور منقول ہے اوس سے کہ ماہ رمضان میں نماز عشا تک تین عورتوں کو خوش کرتے تھے یعنی جماع
کرتے تھے اور واسطے اسی فائدہ کے مستحب ہے نکاح زیادہ ایک عورت سے اگر حاصل ہو فراغ خاطر ایک عورت سے
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بہتر [illegible] وہ ہے کہ عورتیں بہت رکھے اور شہوت عرب والوں کو بہت ہے چنانچہ
اسلیے صلحا اونکے نکاح بہت کرتے ہیں اور صحابہ میں بہت لوگ ایسے تھے کہ تین چار بیویاں رکھتے تھے اور ایسے بہت کم تھے
کہ دو بیویوں سے کم رکھیں اور اگر حاصل ہو محبت اور الفت ایک بیوی سے تو مستحب ہے بدل ڈالنا یعنی اوسکو چھوڑ دے
اور اور کر لے کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بہت نکاح کیے تھے یہاں تک کہ زیادہ دو سو عورتوں سے
نکاح کیا اور کبھی چار چار عورتوں کو ایک ہی وقت سے نکاح میں لاتے تھے اور کبھی چار عورتوں کو ایک ہی [illegible] طلاق دیتے
تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن مشابہ ہے میری صورت اور سیرت میں اور فرمایا آنحضرت
نے کہ حسن مجھ سے ہے یعنی صورت و سیرت میں اور حسین علی کا ہے [illegible] راضی ہوا اللہ اون سے اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
بعد وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چار شادیاں کی تھیں اور ستر [illegible] حرمین رکھتی تھیں [illegible] بعد حضرت [illegible] کی

ہو جاوے یہ آنحضرت کا ہی کیا تھا اور یہ اثر نکاح کی زیادتی اور کمی کا اوپر کمی اور زیادتی شہوت کی ہے کیونکہ علاج بقدر مرض کے ہوتا ہے اور مراد تسلی نفس
کی اور فراغت دل کی ہے پس اگر کمی میں یہ بات حاصل ہو کم کرے ورنہ زیادہ اور فائدہ نکاح کا یہ بھی ہے کہ نکاح میں راحت نفس کو اور انسیت ہوتی ہے
بسبب بیٹھنے پاس بیبیوں کے اور بسبب دیکھنے اور ہنسی ہونے کے اوس سے اور اس سے قوت نفس کی حاصل ہوتی ہے اور رغبت زیادہ ہوتی ہے عبادت میں اور نفس کو ہر
ہمیشہ عبادت میں مشغول کرنا نفس کا زبردستی موجب رنج و ملال کا ہے پس خوش کرنا نفس کا بیچ بعضے وقتوں میں بسبب فرحت
دور ہونا ملال کا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہی حکمت ہو اسمیں کہ مکروہ کی گئی ہے نماز بعضے وقتوں میں اور تقریر
قیلولہ سنت ہے یعنے مثلاً دوپہر کو جو نماز مکروہ ہوئی اور قیلولہ سنت تو اسی سبب سے کہ نفس خوش ہو کر قوت عبادت کی
حاصل کرے پس یہی بات نکاح سے حاصل ہوتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے رَوِّحُوا الْقُلُوبَ
سَاعَةً فَإِنَّهَا إِذَا أُكْرِهَتْ عَمِيَتْ یعنے آرام پہونچاؤ دلونکو ایک ساعت کیونکہ جب جبر کیا جاتا ہے دلوں پر
تو اندھے ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر
ایسی باتیں حصول نفع تجارت آخرت کی کر رہی تھی کوئی کہتا تھا کہ میں تمام رات جاگا کرونگا اور کوئی کہتا تھا کہ میں ہمیشہ
روزہ رکھا کرونگا اور کوئی کہتا تھا کہ میں عورت پاس ہرگز نجاونگا اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہوئے باہر
تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا کہ رہے ہو تم قسم ہے اللہ تعالی کی کہ میں بڑا پرہیزگار ہوں اور سب تم میں نزدیک خدا تعالی کے
اور حال میرا یہ ہے کہ کھاتا بھی ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور
عورتونکے پاس بھی جاتا ہوں اور زیادتی ہر جگہ بری ہے یعنے تم جو اتنی اتنی عبادتوں کا ارادہ رکھتے ہو اچھا نہیں کہ
شاید تھک جاوے نفس کا ہے عبادت سے غرور یہ ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ
الطِّيبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ محبوب ہیں مجکو دنیا تمہاری سے تین چیزیں خوشبو لگانی اور عورتیں
اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز میں ہے یعنے نہایت فرحت ہوتی ہے نماز میں بسبب حضور رب العالمین کے اور یہ فائدہ نکاح
یعنی خوش ہونا نفس کا اور اس سے حاصل ہونا قوت کا عبادت کے لیے عام نہیں ہے ہر کسی کے حق میں اسلیے کہ ایسے آدمی
کم ہیں کہ قصد انکا نکاح میں یہ ہو بلکہ اکثر قصد دلکا دفع کرنا شہوت کا ہوتا ہے اور یہ بھی سبب ہے کہ یہ فائدہ کچھ نکاح ہی پر
منحصر نہیں بہت آدمی ایسے ہیں کہ دیکھنے سے پانی اور سبزہ وغیرہ کے اپنے دلکو خوش کرتے ہیں پس وہ محتاج نہیں ہیں
نفس کے خوش کرنے میں مصاحبت عورتوں کی پس مختلف ہوتا ہے یہ ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے یعنے کسیکو
کسی چیز سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور کسیکو کسی چیز سے اور فائدہ نکاح کا یہ ہے کہ اوس سے فراغت دلکو حاصل
ہوتی ہے کاروبار گھر داری سے یکانے سے کیونکہ اگر آپ بوجہ کھانے پکانے کا اوٹھاوے تو اکثر اوقات فکر میں [illegible]
ضائع ہوتے ہیں پس عورت نیک مدد کرتی ہے امور دین میں [illegible] اسیواسطے ابو سلیمان دارا
نی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اَلزَّوْجَةُ الصَّالِحَةُ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا تُفَرِّغُكَ لِلْآخِرَةِ یعنے عورت نیک جو

دنیا سے نجات ہے کیونکہ اوس سے فراغت حاصل ہوتی ہے واسطے کار آخرت کے اور بعضوں نے بیچ تفسیر ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ کے کہا ہے کہ مراد حسنۃ سے عورت صالحہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ بعد ایمان کے بہتر کوئی نعمت عورت صالحہ سے نہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ فضیلت دی گئی میرے آدم صلوات اللہ علیہ پر دو وجہ سے ایک یہ کہ بیوی انکی باعث گناہ کی ہوئی اور میری بیویاں مددگار ہیں طاعت پر دوسرے یہ کہ شیطان اونکا کافر تھا اور شیطان میرا مسلمان ہے اور یہ فائدہ بھی مخصوص ہے ساتھ بعضے شخصوں کے کہ جو ایسا ہو کہ کوئی سرانجام اسکے امور کا کرنیوالا نہو البتہ اسکو نکاح میں یہ فائدہ ہے دوا الاثنین اور اسی فائدہ کیواسطے مستحب نہیں ہے نکاح کرنا دو عورتوں سے اور زیادہ سے کیونکہ یہ اکثر سبب رنج اور ملال اور خلل کا گھر کے کاموں میں ہے اور خلاف اسکا نادر اتفاق سے ہے اور فائدہ نکاح کا یہ بھی ہے کہ اوس سے مجاہدہ اور ریاضت نفس کی ہوتی ہے بسبب صبر کرنیکے اوپر ایذیوں اور بدخلقی اور کج فہمی بیوی کے اور بسبب خبرگیری احوال اونکیکے اور موجود رکھنے اسباب معاش کے انکے لیے اور صبر کرنیسے ایذا اونپر بہت ہی ثواب ملتا ہے اور فضیلت بشمار ہے اسکی اور مرتبہ صبر کا بلند ہے اور خصائل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ پیغمبروں اولی العزم علیہم السلام کیسے ہے کہتے ہیں کہ کتنے ایک آدمی حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں مہمان آئے پس انہوں نے معلوم کیا کہ ہر بار جانے اور نکلنے میں حضرت یوسف پر آثار ایذا کی بہت پائے جاتے ہیں اور یہ بہت سکوت اور صبر کرتے ہیں اون لوگونکو انکے حال دیکھنے سے تعجب ہوا حضرت یوسف نے کہا کہ تعجب نکرو کہ مینے ہی اللہ تعالی سے عرض کیا تھا کہ یا اللہ جو بلا اور عذاب کہ مجھپر آخرت میں کرے تو یہیں کرے کہ مجکو تحمل بلای آخرت کا نہیں پس حکم ہوا کہ عذاب تیرا یہ ہے کہ فلانیکی بیٹی سے نکاح کر پس نکاح کیا مینے اور اب اوسکی ایذا پر صبر کرتا ہوں اور صبر کرنیمیں انکسار نفس ہے اور اچھا کرنا خلق کا اسلیے کہ اکیلے کی اور مصاحب اچھی خلق والونکی نہیں نکلتی ہے خباثت باطن کی اور ظاہر نہیں ہوتے ہیں عیب نفس کے پس اسباب ہے چلنے والی راہ آخرت پر کہ آزماوے اپنے نفس کو ساتھ ایسے ریاضت کے تا عادت پڑے صبر کرنیکی اور معتدل ہوئے اخلاق اوسکا اور مرتاض ہو اوسکا نفس اور یہ فائدہ بھی مخصوص ساتھ اون لوگونکے ہے کہ چلتے ہیں راہ مجاہدہ کی اور حسن خلق نہیں رکھتے اصل خلقت میں یا ریاضت پہلی سے نہیں حاصل ہکتی اور جو کہ محتاج نہیں ہیں اسکے بسبب اچھی ہونے اصل خلقت کے یا پہلے مجاہدہ کے پس اونکے حق میں نکاح کرنا مفید نہیں اس مطلب کو اور راہ اوسکو ریاضت اور فکر کرنی علوم میں اور مجاہدہ کرنا ساتھ اور طاعتوں کے کافی ہے اور نکاح کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اسکے سبب سے حاکم ہوتا ہے یعنے اہل و عیال پر اور رعایت کرتا ہے اونکی اور حقوق ادا کرتا ہے انکے اور کوشش کرتا ہے بیچ حاصل کرنے وجہ حلال کے اور سعی کرتا ہے اہل و اولاد کی تعلیم کرنیمیں اور راہ بتانیمیں دین کی اور اہل و اولاد اسکی رعیت ہیں اور یہ حاکم اونکا پس یہ جو رعایت و عدل کریگا انمیں بڑا ثواب پاویگا کہ اسکی بڑی بزرگی آئی ہے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ عدل کرنا ایک ساعت کا حاکم عادل سے افضل ہے ستر برس کی عبادت سے اور اسی سبب سے وارد ہوئی ہیں فضیلتیں

حق حاکم عادل کی آدہی کیونکر برابر ہووے وہ شخص کہ مشغول ہو فقط اپنے ہی نفس کی درستی مین اور وہ شخص کہ باوجود درستی
اپنی اسکے مدد مخلوق کی کرتا ہو اور کیونکر برابر ہو وہ شخص کہ ہمیشہ فراغت رکھتا ہو اور وہ شخص کہ ہمیشہ صبر کرتا ہو ایذا اونپر اور
خبرگیری اہل و عیال کی بمنزلہ جہاد کے ہے اور فضیلت جہاد کی معلوم ہی ہے کہ کیا کچھ آئی ہے اور اسی سبب سے حضرت
حق سبحانہ تعالیٰ نے انبیا میں سے بہادری کیا ہے قرآن مین مگر تعریف ان دو انکو آیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے نکاح
کیا تھا اور جہاں تک یہ نہ ہوا اور فضیلت نکاح کے لیکن جماع نہین کیا اور انبیا مرسلین مین سے جو مجرد تھے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام تھے کہتے ہین کہ وہ بھی نکاح کرینگے اوس وقت مین کہ اوترینگے آسمان سے یعنے قریب قیامت کے اور اونکو اولاد ہو گی
اور کہا بشیر بن حارث نے کہ فضیلت احمد بن حنبل کی مجھپر تین وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ وہ حاصل کرتے ہین مال حلال اپنے
لیے اور غیروں کے لیے اور مین تنہا اپنے ہی لیے کرتا ہون اور دوسرے یہ کہ وہ فراخی رکھتے ہین نکاح مین اور مین تنگی
کرتا ہون تیسرے یہ کہ وہ امام ہوے لوگونکے مین اور مین اپنی ہی نفس کی درستی مین مشغول ہون اور آیا ہے کہ ایک عابد
نے ایک عالم سے کہا کہ حق تعالیٰ نے ہر عمل نیک نصیب مجھکو کیا اور بیان کیا حج کو اور جہاد کو اور اور نیک اعمال کو یعنے
بیان کیا کہ یہ یہ عمل نیک مجھکو نصیب ہوے ہین پس کہا اوس عالم نے کہ کہان ہے تو عمل ابدال سے یعنے عمل ابدال کا عاقل تیرے وہ تو نہین
حاصل کیا تو اوس عابد نے کہا کہ کیا ہے عمل ابدال کا کہا اوس عالم نے کہ حاصل کرنا حلال کا واسطے نفقہ عیال کے اور کہا ہے
علما نے کہ عبادت قبیل دار کی افضل ہے ستر درجہ عبادت مجرد کی سے اور ایک شخص نے ابراہیم ابن ادہم سے کہا کہ خوشحال
ہے تیرا کہ فارغ کیا تو نے اپنے تئین واسطے عبادت کے فرمایا ابراہیم نے کہ ایک غم تیرا بسبب عیال کے بہتر ہے میری عبادتون
سے اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی بیٹی رکھتا ہو اور بیچ خرچ کرنے اور خبرگیری اوسکے نیکی کرے یعنے اچھی طرح خبرگیری کرے
واجب ہے اوسکے لیے بہشت مگر کہ وہ عمل کیا ہو کہ نہ بخشا جاوے یعنے شرک اور حدیث مین آیا ہے کہ غم اور محنت کفارہ ہے
گناہونکا اور بعضے اگلے علما نے کہا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ کفارہ اونکا نہین ہے سوا غم عیال کے اور طلب کرنے
معیشت کے اور یہ فائدہ بھی مخصوص ہے ساتھ اہل عبادت کے کہ اونکے لیے سوا اعمال ظاہر کے کوئی شغل عبادت اور نہو
اسلیے کہ یہ بھی عبادتون مین سے ہے بلکہ یہ عبادت متعدی ہے اور فضیلت عبادت متعدی کی اوپر عبادت لازمی کے
بیشمار ہے اور جسکو کہ حاصل ہو سیر باطن اور فکر کرنا علوم مین اور مکاشفات ہو تو نہین نفع دیتا اوسکو یہ فائدہ اسلیے کہ
علم افضل عبادت ہے اور اسلیے فضیلت دیگئی ہے علم دین کے سکھانے اور سیکھنے کو اوپر عبادت نفل کے اور فائدہ علم کا
عام ہے تمام خلق کے لیے اور افضل ہے حاصل کرنے نفقہ کے سے واسطے عیال کے اور فائدہ نکاح کا یہ بھی ہے کہ بہت
ہوتا ہے اس سے کنبہ قبیلہ اور اونسے حاصل ہوتی ہے قوت بازو اور زیادہ ہوتی ہے عزت اور دور ہوتی ہے ذلت
کہ سبب دفع شر اور سلامتی کی ہے آفتونسے چنانچہ اسی سبب سے کہا ہے علما نے ذَلَّ مَنْ لَا نَاصِرَ لَہٗ یعنے ذلیل ہوا
وہ کہ نہین کوئی مددگار اوسکا اور یہ باعث فراغت دل اور جمعیت خاطر کا بھی ہے جاننا چاہیے کہ نکاح کے ان فائدونکی

رعیت رکھنے والے ہو اور تم سب پوچھے جاؤ گے اپنی رعیت سے فقط یہ عبارت حدیث مشکوٰۃ میں بخاری و مسلم سے منقول
کی ہے خبردار ہو سب تم ایسے ہو نگہبان رعیت کے ہیں اور تم سب پوچھے جاؤ گے اپنی رعیت سے پس امام جو حاکم ہو لوگوں پر نگہبان
ہے اور وہ سوال کیا جاویگا احوال رعیت اپنی سے اور مرد نگہبان ہے اوپر گھر والوں اپنی کے اور وہ سوال کیا جاویگا حقوق
رعیت اپنی سے اور عورت نگہبان ہے اوپر گھر خاوند اپنے کے اور فرزندوں اوسکے کے اور وہ سوال کی جاویگی حق اونکے سے اور
غلام مرد کا نگہبان ہے اوپر مال مالک اپنے کے اور وہ سوال کیا جاویگا اوس سے خبردار ہو پس تم سب نگہبان ہو اور تم سب
سوال کیے جاؤ گے رعیت اپنی سے انتہیٰ فقط راعی کہتے ہیں نگہبان اور امانت دار کو بیچ اوس چیز کے کہ اسکے تصرف میں
ہو پس لازم ہے اسکو ادا کرنا اوسکے حق کا اور یہ موجود ہے سب میں اگرچہ حقوق مختلف ہوں اور اس حدیث میں نصیحت
ہے سبکے لیے بیچ رعایت حقوق کے اور تنبیہ ہے اسپر کہ سب پوچھے جاوینگے اور لکھا ہے علماء نے کہ ہر شخص نگہبان ہے اوپر اعضا
اور حواس اپنے کے بھی اور وہ پوچھا جاویگا احوال اونکے سے کہ کہاں استعمال کیا تھے اونکو اور کسطرح استعمال کیا اور
حدیث میں انکو نہ ذکر کیا اسلیے کہ ظاہری یہ لکھا ہے شیخ عبد الحق اور سید جمال الدین نے شرح مشکوٰۃ میں اور حدیث میں آیا ہے
کہ بھاگنے والا اپنی عیال سے بمنزلہ غلام بھاگے ہوئے کے ہے کہ قبول نہیں ہوتی اوس سے کوئی چیز قسم نماز اور روزہ اور
حج سے یہانتک کہ رجوع کرے طرف اونکے اور قصور کرنیوالا اونکے حق میں اگرچہ حاضر ہے لیکن حقیقت میں غائب ہی ہے
یعنے یہ بھی بمنزلہ غلام بھاگے ہوئے کے ہے جو کہ اوپر مذکور ہوا اور آدمی عاجز ہے یعنے ادا کرنے حق نفس اپنے سے چہ جائے
ادا کرنا حق غیر کا اور یہی تھا عذر بعضے مشائخ کا بیچ ترک کرنے نکاح کے اور اختیار کرنے تجرد کے مانند ابراہیم ادہم اور بشیر
ابن حارث رضی اللہ عنہما کے اور یہ آفتیں اگرچہ خطر عظیم رکھتی ہیں لیکن بہ نسبت پہلی آفتوں کے کم ہیں اسلیے کہ خوش گذراننے
ساتھ عورتوں کے یعنے نیک خلقی سے اونکے ساتھ رہنا اور اونکے حق ادا کرنے آدمی سے ممکن ہیں کہ ہو سکتا ہے لیکن
طلب کرنا حلال کا تمام حالتوں میں نہایت مشکل ہے اور آفات نکاح کی سے یہ بھی ہے کہ اہل و اولاد اکثر حالتوں میں
غافل کرنیوالے ہیں اللہ سے اور باعث ہیں طلب دنیا پر اور رغبت سے جمع کرنے مال پر اور طلب کرنے مال پر اور
فخر کرنے پر کہ ہم کثیر الاولاد ہیں اور جو چیز کہ غافل کرتے ہیں حق سے آفت ہے فرمایا حق سبحانہ تعالی نے اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ
زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ یعنے مال اور اولاد زینت ہیں زندگانی دنیا
کی اور نیکیاں باقی رہنے والی بہتر ہیں نزدیک پروردگار تیرے کے اور مراد ہماری اس جگہ سے یہاں یہ نہیں ہے کہ وہ باعث
ہوتے ہیں اوپر ارتکاب حرام کے اسلیے کہ اسکا ذکر تو اوپر ہو چکا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کثرت کرنے جمع کی چیزوں میں اور
لذتوں میں اگرچہ مباح و مشروع ہوں یہ بھی مانع ہیں دوام ذکر سے اور فراغت دل سے اسلیے کہ اکثر شغل اور موانع
کہ سبب قصور دین کے ہیں پیدا ہوتے ہیں اہل و اولاد سے کہ شب و روز انکی فکر میں رہتا ہے پس ضائع ہوتا ہے وقت
باطل چیزوں میں اور باعث ہوتا ہے ندامت کا اور اسی سبب سے ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسنے عادت کی

فقرا مین سے بیوی کے ساتھ ہونیکے اوس سے ہرگز کچھ کام نہین ہوئیگا اور ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ جو چیز کہ تجھے روکے
اللہ سے دُنیا یعنے جسنے بیوی کی میل کی طرف دنیا ہے اور فرمایا کہ نہ چاہیئے کسیکو اپنے یار سے جو کہ بیوی سے بچا ہوا اپنے
حال پہلے پر قائم رہا ہو اور حسن بصری نے کہا کہ جب چاہتا ہے اللہ نیکی ہوئیگا ساتھ بندیکو غافل نہین کرتے اوسکو اہل مال
حق سے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخیر زمانہ مین ایکوقت آویگا کہ ہلاکت آدمی کی اوسکے ہاتھ ہان اور ماں باپ
اور بیوی اور فرزند اسیکے ہوگی کہ سرزنش کرینگے اوسکو محتاجگی پر اور تکلف دینگے ایسی چیز کی طاقت نہ رکھیگا اونکی
پس گرفتار ہوگا وہ ایسی جگہ کہ جاتا رہیگا دین اوسکا پس ہلاک ہوگا نعوذ باللہ من ذلک یہ ہے بیان فائدہ اور آفات
نکاح کا پس ظاہر ہوا کہ سزاوار نہین حکم کرنا ہر شخص پر مطلق کہ نکاح افضل ہے یا مجرد رہنا بلکہ حق یہ ہے کہ
کہ بعض کے لیے افضل ہے اور بعض کے لیے نہین پس صدق نیت والے کو چاہیے کہ بنظر بیچ فائدون اور آفتون نکاح کے
تا حصہ اپنا آخرت سے اوٹھاے اور توفیق اللہ کے ہاتھ ہے ف مولانا عبد العزیز علیہ الرحمہ نے اس تمام کی تقریر مختصر اور
جامع لکھی ہے واسطے نفع بھائی مسلمانون کی بیان لکھی جاتی ہین کہ فوائد نکاح کے پانچ ہین کم ہونا شہوت کا اور بندوبست
ہونا گھر کا اور کثرت کنبے کی اور مجاہدہ نفس کا بسبب خبر گیری کرنے بیوی اور عیال کے اور پیدا ہونا فرزند صالح کا اور آفات
نکاح کی چند ہین عاجز ہونا طلب حلال سے اور فراخی کرنی حرام مین اور قصور ہونا ادای حقوق عورت مین اور صبر کرنا
عورت کی بداخلاقی پر اور اوٹھانا ایذا کا عورت سے اور باز رہنا بسبب بیوی اور اولاد کے حقوق اللہ تعالی سے پس
اگر نہ موجود ہون فوائد اور جمع ہون آفات تو مجرد رہنا افضل ہے اور اگر مقابل ہون دونون امر یعنے فوائد اور آفات برابر
ہون تو جس چیز سے دین کی باتون مین زیادتی ہو اوسکو ترجیح دیجائے مثلاً نکاح کیے سے شہوت کم ہوتی ہے اور نکاح نکرنے مین
خلل دینی یہ ہے کہ صبر نہین ہو سکے گا عورت کی بداخلاقی پر تو ترجیح نکاح کو ہے اسلیے کہ نکاح نکریگا تو زنا مین گرفتار ہوگا
تمام ہوئی تقریر مولانا علیہ الرحمہ کی اور ردالمختار وغیرہ مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے وقت توقان یعنے غلبہ شہوت کے
اور اگر یقین ہو کہ بغیر نکاح کے زنا مین گرفتار ہوجاؤنگا تو فرض ہے اور یہ واجب اور فرض اوس صورت مین ہے کہ مالک ہو مہر
اور نفقہ کا اور اگر مالک نہو مہر اور نفقہ کا تو گناہ نہین ہے ترک کرنا اوسکا اور روزہ رکھکر شہوت مٹادے اور سنت موکدہ ہے حالت اعتدال
مین یعنے قدرت رکھتا ہو وطی کی اور نفقہ دینے کی پس گنہگار ہوتا ہے ساتھ ترک کرنے نکاح کے اور ثواب پاتا ہے اگر نیت کرے بچنے کی زنا سے اور
بچے ہونیکی اور کوئی عبادت ایسی نہین ہے کہ مشروع ہو حضرت آدم کیوقت سے اب تک اور پھر جنت مین بھی باقی ہے سوائے نکاح اور ایمان کے
اور نکاح مکروہ ہے وقت خوف ظلم کے یعنے اگر خوف ہو اسکا کہ مزاج کا بیرحم ہے بیوی سے بد سلوکی کرونگا اور صبر کرنا اوسکی نہین کر سکنے کا تو مکروہ ہے اور یقین ظلم
کرنے کا تو حرام ہے نکاح کرنا **فصل دوسری** بیچ بیان آداب احوال کے کہ واجب ہے رعایت اونکی نکاح مین جاننا چاہیے کہ وہ آداب کہ واجب
ہے رعایت اونکی بعد رعایت ارکان اور شرائط نکاح کے کہ فقہ مین لکھی ہین بعضے اونمین سے متعلق نکاح کرنیوالے کے
اور بعضے متعلق ہین بیوی کے وہ جو متعلق ہین نکاح کرنے والے کے وہ یہ ہین

کہ قصد کرے نکاح کرنیمین اتباع اور اجراے سنت کا اور پیدا ہونا اولاد کا اور محفوظ رہنا نظر کا نامحرم سے اور قصد کرے
اور سایرے فائدے کہ جو اوپر ذکر ہوے تاکہ وہ نکاح اعمال آخرت سے ہو نہ نری خواہش نفسانی اور قضا شہوت کہ یہ داخل
اعمال دنیا کے ہین اگرچہ اوسکے ضمن مین یہ حاصل ہو جاتے ہین لیکن چاہیے کہ خواہش تابع حق کی ہو اور چاہیے کہ پہلے نکاح سے
احوال مرد و عورت کا آپسمین پوچھ لین کہ اسکو محبت و دخل ہے شوق و الفت مین چنانچہ اسلیے مستحب ہے دیکھ لینا مرد کا عورت کو
پہلے نکاح کے اور جو آداب و احوال کہ متعلق ہین بجا لاویگے اور ہین وہ ایسے کہ ہونا انکا موجب ہیشگی اور حاصل ہونے فواید کا
ہے انمین سے بڑی چیز بعد موانع شرعی کے یہ ہے کہ عورت عفت و پارسائی رکھتی ہو کہ یہ مقدم ہے اسپر اور مقصود اصلی
یہی ہے اسلیے کہ سست ہونا عورت کا دین مین اور بد وضع ہونا اوسکا سبب سیاہ روئی اور منغص ہونے عیش مرد کا ہے
بسبب غیرت اور رشک کے اور اگر باوجود بد وضع ہونیکے حسن و جمال بھی رکھتی ہو تو اور بھی بدتر ہے کہ اگر چھوڑتا ہے
تو صبر اوسکی جدائی پر نہایت دشوار ہے اور اگر منع کرتا ہے تو باعث تشویش دنیا کا ہے اور اگر ساکت رہتا ہے تو سبب
عذاب آخرت کا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی نکاح کرے ایک عورت سے بسبب مال اور جمال اوسکے کے نہ مال پاویگا
نہ جمال اور جو کوئی نکاح کرے بسبب دین کے مال بھی پاویگا اور جمال بھی پاویگا اور جو کچھ کہ واجب ہے رعایت اوسکی منکوحہ مین
حسن خلق اور خصلت نیک ہے کہ یہ ہے موجب فراغ خاطر اور خوش گذرانی کا ہے اسلیے کہ عورت بدخلق خدا تعالی کے
عذابون مین سے ہے اور مصاحبت اوسکے برابر عذاب دوزخ کے ہے بیت زن بد در سرای مرد نکو ہم درین عالم ست
دوزخ او زینہار از قرین بد زنہار وقنا ربنا عذاب النار اور ضرر اوسکا زیادہ ہے نفع سے اور کلام عرب مین آیا ہے
لا تنکحن انانۃ ولا منانۃ ولا حنانۃ ولا حداقۃ ولا براقۃ ولا شداقۃ یعنے نہ نکاح کیجاوے
انانہ اور نہ منانہ اور نہ حنانہ اور نہ حداقہ اور نہ براقہ اور نہ شداقہ اور انانہ وہ ہے کہ ہمیشہ روتی چلاتی رہے اور منانہ وہ ہے
کہ احسان رکھے ساتھ مال اپنی کے مرد پر اور حنانہ وہ کہ مہربان ہو اپنے فرزند پر کہ پہلے خاوند سے ہون کہ مال اسکا اونکو کھلاویگی اور
حداقہ وہ کہ غیر چیزونکو چاہے اور خاوند کو اس سے ملاوے اور براقہ وہ کہ ہر وقت بناو سنگار مین لگی رہے اور شداقہ وہ کہ زبان دراز
بڑھ بولی ہو اور آیا ہے کہ ایک سیاح سے ملے حضرت الیاس اور حکم کیا اوسکو ساتھ نکاح کرنیکے اور منع کیا چار طرح کی عورتونکے
نکاح کرنیسے ایک تو وہ عورت کہ ہر وقت اچھے اور نئے کپڑے مانگتی رہے اور دوسرے وہ کہ فخر کرے ہر وقت ساتھ اسباب دنیا کے
اور تیسرے وہ کہ بدکار ہو اور چوتھے وہ کہ نافرمان ہو خاوند کی اور غالب ہو اوسپر اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
منقول ہے کہ جو صفتین کہ بری ہین مردون مین وہ اچھی ہین عورت مین مانند بخل اور تکبر اور بزدلی کے کہ یہ عورت مین اچھی ہین
اور یہ قول جامع ہے سب اخلاق کے تئین کہ مطلوب ہین عورتون مین اور جو کچھ کہ واجب ہے رعایت اوسکی منکوحہ مین
خوبصورتی ہے کہ محافظت شہوت کی بسبب اوسکے خوب ہوتی ہے اور باعث ہے الفت اور انتظام معاش کی اور حالانکہ
غالب یہ ہے کہ خوبصورتی نیک سیرتی سے جدی نہین ہوتی اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو خوبصورت ہوتی ہین اوسکی خصلتین بھی

یعنی موافق شرع کے ۱۲
دین سے مراد ہے مثل نماز اور زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ ذلک ۱۲
یعنی نیکی کا انجام نیک
بدی کا انجام برا ۱۲

اوسمین اچھی ہوتی ہین مانند اخلاق نیک وغیرہ لک کے اور یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ نکاح نکی جاوے عورت بسبب جمال کے
مراد یہ نہین ہے کہ منع ہے رعایت حسن و جمال کی بلکہ مراد یہ ہے کہ منع ہے رعایت کرنے سے جمال کی بغیر رعایت کرنے دین و
نیک خلقی کے والا اسمین شک نہین ہے کہ عورت صاحب جمال کہ نیک خلق اور صلاحیت دین کی رکھتی ہو وہ بیچ اعمال
اور نیکیون سے ہے اور سبب الفت اور محبت کی ہے اور جو چیز کہ سبب الفت کی ہو مستحب ہے رعایت اوسکی چنانچہ اسیلیے مستحب
ہے دیکھ لینا عورت کا پہلے نکاح کے اور ظاہر کر دینا حسن و قبح جانبین کا کہ ظاہر کر دی ہر ایک عیب یا صواب و سر دیا اور حالانکہ
عادت جاری ہے کمی زیادتی کرنیکی بیچ بیان کرنے وصف میان بیوی کے اور فریب دینے کے مقدمہ نکاح مین کہا اعمش نے
کہ جو نکاح ہو بغیر دیکھنے کے انجام اوسکا غم و محنت ہے اور آیا ہے کہ ایک شخص نے بیچ عہد امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ کے ایسا ہی کیا تھا یعنے فریب یا تھا کہ وہ بڈھا تھا خضاب کر کے ایک عورت سے نکاح کر لیا جب قوم اوس عورت کی
مطلع ہوئی اس بات پر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس لیگئے کہ ہمنے اسکو جوان خیال کیا تھا اور یہ بڈھا نکلا پس تعزیر دی اسکو
حضرت عمر نے اور آیا ہے کہ بلال اور صہیب کہ خادم حضرت کے تھے ایک شخص کے پاس کہ اہل عرب مین سے تھا ہو پہنچے اور
طلب نکاح کی کی اون لوگون نے پوچھا کہ کون ہو تم بلال نے کہا کہ مین بلال ہون اور یہ دوسرا صہیب ہی تھے ہم گمراہ ہدایت
کی ہمکو اللہ پاک نے اور تھے ہم غلام پس آزاد کروایا ہمکو اور تھے ہم فقیر پس غنی کر دیا ہمکو اگر قبول کرو تم ہمکو شکر ہے اللہ کا اور اگر نہ
قبول کرو تو بھی شکر ہے اللہ کا پس کہا اونہون نے قبول کیا ہمنے تمکو صہیب نے کہا بلال سے کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت اور خدمت مین رہنا اپنا ذکر کرو تو بہتر ہے پس منع کیا اوسکو بلال نے اور کہا چپ رہ کہ سچ کہہ چکے ہین ہم اور اگر
کوئی نکاح کرنے مین نرا اتباع سنت کا اور پیدا ہونا بچونکا اور کاروبار گھر کا ارادہ کرے اور رعایت حسن و جمال کی نکرے
تو یہ نہایت زہد اور بندگی ہے ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ زاہد ہر چیز مین ہے یہانتک کہ بیوی مین بھی یعنے بدشکل بیوی محض
اتباع سنت کے لیے کرنی اور رعایت جمال کی اسباب دنیا مین سے ہے لیکن اگر کوئی ایسا ہو کہ اوسکو بغیر مزے اور لذت
اوٹھانیکی پارسائی اور بچنا حرام سے حاصل نہو تو واجب ہے اوسکو رعایت جمال کی کہ لذت اوٹھانی ساتھ مباح کے
قلعہ دین کا ہے یعنے دین اس سے محفوظ رہتا ہے اور جو خوبیان کہ عورتونکی چاہیین وہ وہ ہین کہ کہی گئی ہین بیچ تعریف
عورتون بہشت کے اور وہ یہ ہین خوش شکل نیک سیرت سیاہ چشم دراز بال گوری خاوند دوست حدیث شریف مین آیا
ہے کہ بہترین عورتون کی وہ عورت ہے کہ جب نظر کرے طرف اوسکے خاوند اوسکا خوش ہو جاوے اور جب حکم کرے اوسکو اطاعت
کرے اور جب جدا ہو محافظت اور امانت داری کرے جان و مال مین اور اون چیزون مین سے کہ واجب ہے رعایت انکی
منکوحہ مین ہلکا ہونا مہر کا ہے اور گرانی مہر کی جہالت و بال ہے حدیث مین ممانعت اوسکی آئی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ بہترین عورتونکی وہ ہے کہ خوبصورت ہو اور مہر اوسکا ہلکا ہو اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے
بیوی سے دس درم کے مہر پر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ منع فرماتے تھے گرانی مہر سے اور نکاح نہین کیا اپنے بیٹے کا زیادہ

چار سو درم ہے ف مہر ازواج مطہرات کا سوائے حضرت ام حبیبہ کے اور مہر حضرت کی صاحبزادیون کا سوائے حضرت
فاطمہ کے پانسو درہم تھا جسکے کلدار اور ڈبل ۱۳۵ ہیں اور مہر حضرت ام حبیبہ کا ... درم یا ... دینار کلدار اور ڈبل
۱۵ اور مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ کا ۴۸۰ مثقال نقرہ کلدار اور ڈبل ۱۱۵ اور بعضے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے نکاح مین مہر مقرر کرتے تھے کھجور کی گٹھلی برابر سونا اور حدیث مین آیا ہے کہ برکت عورت کی یہ ہے کہ نکاح اوسکا جلدی ہو
اور بچہ بھی جلدی ہو اور مہر اوسکا تھوڑا ہو اور اون چیزون مین سے کہ واجب ہے رعایت اونکی منکوحہ مین جننا ہے اور نکاح
کرنا بانجھ عورت کے سے منع آیا ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لازم کرو تم اپنے پر نکاح کرنا عورتون جننے والی
محبت کرنے والی خاوند کیسے اور پہچاننا اسکا اوس عورت مین کہ کسی اور کے نکاح مین ہو ظاہر ہے اور کنواری مین اسکی
رعایت کرنی چاہیے کہ تندرست ہو اور سالم ہو علت سے اور رجحان اغلب ہے کہ عورت ان صفتونکی جننے والی ہو گی
اور اون آداب سے باکرہ ہونا ہے کہ سبب محبت اور الفت کا ہے مگر یہ کہ ضرورت ہو غیر باکرہ مین کچھ مصلحت حدیث مین
آیا ہے کہ جب جابر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ایک عورت ثیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون نہ نکاح کیا تو نے
باکرہ سے کہ کھیلتا تو اوس سے یعنے خوش ہوتا اور وہ کھیلتی ساتھ تیرے اور اون آداب و احوال مین سے کہ لازم ہے رعایت
اونکی شرافت اور صلاحیت دین کی ہے عورت کے کنبے قبیلہ مین کہ کم اصل اور فاسقون مین فلاح نہین ہوتی اور حدیث مین
آیا ہے اِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ یعنے دور رکھو اپنے تئین سبزہ کوڑی کیسی کہ مراد اوس سے عورت حسین ہے کہ قبیلہ
بد اصل مین پیدا ہوا اور اون آداب مین سے کہ لازم ہے رعایت اونکی یہ ہے کہ نہو عورت قرابت قریبہ مین سے کہ ہمیشہ اختلاط
رکھتا ہو اوس سے کہ سبب قلت شہوت اور نہ زیادہ ہونے محبت کا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَنْکِحُوا الْقَرَابَۃَ
الْقَرِیْبَۃَ فَاِنَّ الْوَلَدَ یُخْلَقُ ضَاوِیًا یعنے نکاح کرو نہایت قرابت قریبہ والی سے اسلیے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے نحیف
حکمت اسمین یہ ہے کہ اوٹھنا شہوت کا قوت حاسہ سے ہے کہ دیکھنے اور چھونے سے ہوتی ہے اور قوت حاسہ امر نئے مین
قوی ہوتی ہے جیسے کہ کہا گیا ہے لِکُلِّ جَدِیْدٍ لَذَّۃٌ اور جو امر کہ ہمیشہ نظر مین رہتا ہے ضعیف ہوتی ہے اوسمین قوت
حاسہ پس نہین اوٹھتی اوس سے شہوت اور قوت نہین پکڑتا ہے نطفہ پس اوس سے لڑکا ضعیف پیدا ہوتا ہے چنانچہ اسلیے
جو لڑکا کہ بڑھاپے مین پیدا ہوتا ہے ضعیف ہوتا ہے ف کتاب صراح مین لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے اِغْتَرِبُوْا وَلَا
تُضْوُوْا یعنے نکاح کرو تم اجنبی عورتون سے اور نہ نکاح کرو چچا تایو مین اور یہ اسلیے ہے کہ عرب گمان کرتے ہین کہ
فرزند آدمی کا کہ قرابت قریبہ سے ہوتا ہے نحیف یعنے دبلا ہوتا ہے مگر ہوتا ہے کریم یعنے بزرگ بخلقت اوپر طبیعت قوم
اپنی کے انتہے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت نے جو اس سے منع فرمایا بنا بر گمان قاعدہ اہل عرب کے فرمایا ہے
کہ وہ ضعف کے لیے اسکو اچھا نجانتے تھے کچھ اسمین قباحت شرعی نہین ہے بلکہ لڑکا اچھا پیدا ہوتا ہے قرابت قریبہ
والی سے پس یہ منع فرمانا بنا بر حکمت کے ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایسی قرابت مین نکاح کرنا گناہ ہے اور یہ

روایتین بھی کچھ قوی نہین ہین کہ انپر تمسک کرنیکو لازم سمجھے اور احتمال ہے کہ یہ حکم منسوخ ہوا ہو اور بڑی سند یہی اس تقریر کی فعل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپنے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کیا اگر یہ منع ہوتا تو آپ کاہیکو کرتے اور اسیطرح اور صحابہ کرام اور صلحاء امت مین الی الآن یہ معاملہ جاری ہا پس ان روایتون کو دیکھکر کوئی اسطرح کے ناتا کرنیکو برا نجانے واللہ اعلم بالصواب پس یہ امور ہین کہ لازم ہے رعایت انکی عورتونپر اور لازم ہے عورتونکے وارثون پر کہ رعایت کرین خاوند کے خصلتونکی کہ دیندار اور نیک خلق ہو اور شریف النسب اور عالی ہمت کہ خلاص ہونا عورت کا خاوند کی قید سے بغیر مرگ کے ممکن نہین ہے حدیث مین آیا ہے اَلنِّکَاحُ رِقٌّ یعنے نکاح مین گویا لونڈی کرکے دینا ہوتا ہے پس لازم ہے لحاظ کرنا مرد کے احوال کا چاہیے کہ ظالم اور شرابخوار اور بے نمازی کو بیٹی نہ دے کہ یہ بیچ حکم قطع رحم کے یعنے کاٹنے ناتے کی ہے اور باعث ہے غضب خدا کا نعوذ باللہ من ذلک فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَوَّجَ کَرِیْمَتَہٗ فَاسِقًا فَقَدْ قَطَعَ رَحِمَہٗ یعنے جس شخص نے نکاح اپنی بیٹی کا فاسق سے کیا پس تحقیق ناتا کاٹا اوسنے

فصل تیسری بیچ آداب گذران کرنیکے ساتھ عورتون کے ادب اول طعام ولیمہ ہے اور وہ مستحب ہے کہ جب مرد عورت کو گھر مین لاوے تو چاہیے کہ کچھ کھانا موافق اپنے مقدور کے پکا کر لوگونکی مہمانی کرے کہ یہ سنت ہے اور بہتر یہ ہے کہ یہ کھانا اول دنمین ہووے اور اگر دوسرے یا تیسرے دن کرے تو بھی جائز ہے اور مستحب ہے مبارکبادی دینی نکاح کی اور دعا کرنی میان بیوی کے موافقت کی اور مستحب ہے اظہار نکاح کا اگرچہ ساتھ دف اور راگ کے ہو اور راگ جائز ہے ولیمون مین آیا ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے گھر مین تشریف لیگئے دف بجا رہی تھین اور گا رہی تھین اونمین سے ایک لڑکی نے تعریف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شروع کی فرمایا کہ چپ رہ اس سے اور جو کچھ پہلے کہتی تھین وہی کہیجا اور غرض اس منع کرنیسے یہ تھی کہ حضرت کی تعریف مین یہ مضمون کہ انکی شعر کہم مین نبی ہے کہ وہ کل کی بات جانتا ہے پس یہ بات حضرت کو ناگوار ہوئی کہ غیب دانی میرے لیے ثابت کرتی ہین واضح رہنا چاہیے کہ حضرت شیخ نے جو جواز راگ کا لکھا ہے بموجب مذہب محدثین کے لکھا ہے اور فقہاء معتبرین کے نزدیک اگر حرام ہے چنانچہ کتاب در المختار مین لکھا ہے مِنْھُمْ اَبَاحَہٗ مُطْلَقًا وَمِنْھُمْ مَنْ کَرِہَہٗ مُطْلَقًا وَفِی الْبَحْرِ وَالْمَذْھَبُ حُرْمَتُہٗ مُطْلَقًا فَانْقَطَعَ الْاِخْتِلَافُ بَلْ ظَاھِرُ الْھِدَایَۃِ اَنَّہٗ کَبِیْرَۃٌ وَلَوْ لِنَفْسِہٖ اِنْتَھٰی عِبَارَۃُ الدُّرِّ یعنے علماء وہ ہین کہ راگ کو انہون نے مباح مطلق کہا ہے اور بعضون نے منع مطلق کہا ہے اور بحر الرائق مین لکھا ہے کہ اصل مذہب حرمت اسکی ہے مطلقا پس منقطع ہوگیا اختلاف بلکہ ظاہر ہدایہ یہ ہے کہ تحقیق وہ کبیرہ ہے اگرچہ واسطے نفس کے لیے ہو تمام ہوئی عبارت در المختار کی اور حضرت شیخ الاسلام نے کہ بڑے محدث ہین اولاد حضرت عبد الحق کے ترجمہ بخاری مین لکھا ہے کہ فقہا کو کلام نہین ہوی اور روایات اور مقتدای دین مین بیچ حرمت اور کراہت راگ کے تشدید و تغلیظ ہے اور صحیح تر اور مشہور تر چارون اماموں سے منقول تو اسما تر کراہت کے ہے اور انصاف سے دیکھیو وہ گانا

حضرت کیوقت کا ایسا جھوٹ اور متضمن بیان خد و خال وغیرہ عورتونکا تھا بلکہ کچہ شجاعت صحابہ کی اور ہجو کفار کی یا مضمون
مبارک کیا دیکھا ہو تا تب ہم اپنے وقت کے گانیکو کیونکر اسپر قیاس کرین پس گانے سے بالکل احتراز کرے لیکن دف کا مضائقہ
نہین اور جملہ آداب خاوند سے خوش خلقی کرنی ہے بیوی سے اور متحمل ہونا اوسکی ایذا کا بسبب قصور عقل اونکی کے حدیث
شریف مین آیا ہے جو مرد کہ صبر کرے اوپر کج خلقی عورت کے دیا جاتا ہے اوسکو ثواب مانند ثواب حضرت ایوب پیغمبر علیہ السلام کے
اور جو عورت کہ صبر کرے مرد کی بد خلقی پر اوسکو ثواب دیا جاتا ہے مانند ثواب فرعون کی بیوی کے ف خواجہ عبد اللہ انصاری
نے لکھا ہے کہ جو کوئی دس خصلتین پیشہ اپنا کرے دنیا اور آخرت مین کام اپنا بناوے با حق بصدق با خلق بانصاف
بالنفس بقہر با بزرگان بخدمت با خوردان بشفقت با درویشان بسخاوت با دوستان بنصیحت با دشمنان بحلم با جاہلان
بخاموشی با عالمان بتواضع اور بیچ رحم کرنیکے عورتون پر اور درگذر کرینگے اونکی بیوقوفی سے پیروی ہے سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم کی آیا ہے کہ بیویان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی حضرت کے مقابلہ مین جواب دیتی تھین اور کبھی کوئی اونمین سے
تمام دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام نکرتی تھی اور پاس نہ آتی تھی غرضکہ وہان ظہور حضرت کی خوبی کا تھا خوشنمائی
منظور نتھی ؎ غرض تجلی حسن ست خودنمائی نیست ؛ اور آیا ہے کہ ایکروز بیٹی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یعنے حضرت
حفصہ رض نے کہ ازواج مطہرات سے تھین مقابلہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دیا پس اونکی مان نے دیکھا اور اونکو
گھر مین آئین اور کہا اے بیٹی ہرگز نہ مغرور ہونا تو دیکھکر ابوبکر کی بیٹی کو یعنے حضرت عائشہ کو کہ وہ محبوبہ پیغمبر خدا کی ہین
اور ایکروز ایک بیوی نے آنحضرت کی بی بیو نمین سے ہاتھ سینہ مبارک پر مارا اور اپنے آگے سے ہٹا دیا پس مارا اونمین یکو
اوسکی ماں نے پس منع کیا اونکی ماں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایک روز حضرت عائشہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے درمیان مین کچھ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے مین آئے حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ پس اونکو حکم بنایا پس فرمایا حضرت نے
حضرت عائشہ رض کو کہ تو کہتی ہے پہلے یا مین کہون کہا عائشہ نے تمہین کہو لیکن جھوٹ نکہنا پس طمانچہ مارا امیر المومنین حضرت
ابوبکر رض نے حضرت عائشہ رض کے منہ پر اسطرح کا کہ اونکے منہ سے خون نکلا پس پناہ ڈھونڈھی حضرت عائشہ نے ساتھ حضرت کے
اور حضرت کے پیچھے ہو بیٹھین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو فرمایا کہ ہمنے تمکو اسلیئے نہ بلایا تھا اور کہتے ہین کہ اول
محبت جو پیدا ہوئی ہے اسلام مین محبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے حضرت عائشہ رض سے اور اور ادبون مین سے یہ ادب ہے
کہ بیبیون سے ساتھ مہر اور نرمی اور خوش طبعی کے گذران کرو اور ترش رو اور خفا نہو اور اونسے موافق عقل اونکی کلام
اور معاملہ کرے کہ عادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی تھی یہانتک کہ آیا ہے کہ ایکروز آپ عائشہ رض کے ساتھ دوڑے
کبھی آنحضرت آگے ہو جاتے تھے اور کبھی وہ اور فرمایا حضرت نے کہ بہتر تم مین وہ ہے کہ نیک ہو ساتھ بیویونکے اور مین بہترین
تمہارا ہون ساتھ بیویونکے اور امیر المومنین حضرت عمر رض نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے گھر کے لوگونکے ساتھ مانند لڑکونکے رہے
حدیث مین آیا ہے کہ خدا دوست نہین رکھتا ہے اوس مرد کو کہ سخت ہو ساتھ اہل اپنے کے اور ادب ہے کہ نہ زیادتی

کہ انہون نے انکو [illegible]
اور مصیبت مین بڑا
صبر کیا تھا ۱۲ ص
کہ وہ مسلمان ہوئین اور
برادری والون نے پایا
[illegible] نسبت
اور بیویونسے ان کے
کمال محبت تھی ۔

خوش خلقی مین اور رعایت کرنی ہین بیجا بلکہ تابع اور محکوم عورت کا ہو جاوے کہ بہتر اسکا بہت ہے اور کبھی بھی نکریں اتنا تشدد اونپر
حتے کہ نوبت ظلم کی پہونچے بلکہ راہ اعتدال کی تمام امور مین پسندیدہ ہے اور اگر کوئی بری چیز اور خلاف شرع اور نامناسب
دیکھے منع کرے اور تابع اور مددگار نہو اینہین اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی اطاعت کرے بیوی کی اوسکے خواہش نفس مین
منہ کے بل ڈالیگا اوسکو حقتعالی آگ دوزخ مین اور یہہ بھی آیا ہے کہ مخالفت کرو عورتونکی کہ انکی مخالفت مین برکت ہے اور
لکھا ہے علماء نے کہ عورتونکے ساتھ مشورہ کرنا چاہیے تاجو کہہ وہ کہین خلاف اونکے کیا جاوے اور قرآن مین حقتعالی نے
خاوندکو سید فرمایا ہے اس آیت مین وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ یعنے پایا یوسف اور زلیخا نے زلیخا کے سردار کو
یعنے خاوندکو کہ عزیز تھا نزدیک دروازہ کے پس اطاعت کرنی مرد کو عورت کے عکس موضوع کا ہے یعنے مرد سید ہے عورت کا
عورت کو اطاعت کرنی چاہیے اوسکی سیان اولٹی بات پائی جائیگی اگر مرد اطاعت کریگا عورت کی اور اطاعت کرنی مرد کو عورت کی
بدل ڈالنا نعمت کا ہے ساتھ کفران یعنے ناشکری کے یعنے نعمت اسکو یہ ملی تھی کہ اسکو حاکم کیا تھا اللہ نے اسپر اسنے بدل ڈالا
ساتھ ناشکری کے کہ اس نعمت کی قدر نجانی اور آپ تابعدار ہوگیا اور مثال عورت کی مانند مثال نفس آدمی کے ہے کہ
اگر چھوڑتا ہے تو غالب ہوتا ہے اور ہلاک کرتا ہے اور اگر بارتا ہے تو مغلوب درست ہوتا ہے اور عورتونکے مزاج پر بدخلقی
اور نقصان عقل غالب ہے پس راہ اونکے درست کرنیکی یہ ہے کہ نرمی سے اونکو درست کرے اور یہی ہے طریقہ حاکم کا بیچ
محافظت رعیت کے اور حدیث مین آیا ہے کہ مثال عورت صالحہ کی مانند کوے سفید سینہ کے ہے بیچ کتنے کوون سیاہ کے یعنے
عورتین نیک بہت کم ہوتی ہین اور حضرت لقمان کی وصیتونمین آیا ہے کہ پرہیز کر عورت بری سے کہ وہ بڈھا کردیتی ہے پہلے
آنے بڑھاپے کے اور طریقہ عورت کے ادب دینے کا یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ادب سکھاوے اول ساتھ نصیحت اور نرمی کے منع کرے
اور اگر وہ کام نہ آوے تو تہدید اور تنبیہ سے پیش آوے اور اگر پھر بھی باز نہ آوے تو پیٹھ پھیر کر سووے اوسکی طرف سے یا تنہا سووے
ایک شب سے تین شب تک اور اگر یہ بھی فائدہ نکرے تو مارے لیکن اسطرح مارے کہ ہڈی اوسکی نہ ٹوٹے کہ غرض ادب سکھانا ہے
اور منہ پر نہ مارے کہ اس سے منع آیا ہے اور زیادہ تین روز سے کینہ نرکھے کہ اس سے بھی منع آیا ہے اور اگر عورت نافرمان اور
ناموافق ہے تو چاہیے کہ بعضے اقربا اوسکے اور بعضے اقربا مرد کے حکم یعنے منصف بنین تا کہ وہ اونمین صلح کرادین اسی طرح ہے
حکم قرآن شریف مین اور اگر کسی امر مین امر دین سے تقصیر کرے تو دس دن تک بلکہ مہینہ بھر تک جدا رہے کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی یون ہی کیا تھا حضرت زینبؓ سے ف حدیث مین آیا ہے کہ بیمار ہوگیا اونٹ حضرت صفیہ کا کہ نام ہے حضرت کی
ایک بیوی کا اور حضرت زینب پاس کہ یہ بھی بیوی ہین آپکی ایک اونٹ زیادہ تھا سواری سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت زینب کو کہ دو تو صفیہ کو یہ اونٹ پس کہا زینب نے کیا دونگی مین اس یہودیہ کو پس خفا ہوے آنحضرت صلعم زینب
سے اور ترک کی ملاقات اونسے ذیحجہ اور محرم اور کچھ دنون صفر کے مین یہ حدیث مشکوۃ مین ہے حضرت خفا ہوے انسے بسبب انکے
غیبت کی اور برا کہا ایک مسلمان کو پس تعلیم ہے اسمین لوگونکو کہ گناہ کی چیز و نمین بیویونکو تنبیہ کرتے رہین اور جملہ آداب سے

یہی ہے کہ مرد بیغیرت ہو کیونکہ بیغیرت مرد ویسا ہی گنا جاتا اور حدیث مین آیا ہے کہ ثَلٰثَةٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِمْ بروز حال کہ
اللہ تعالیٰ اوس کیطرف کہ غیرت نرکھے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مین غیرت والا ہون اور جو کوئی غیرت نرکھے دل اوسکا اولٹا ہے اور
یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ مین غیرت والا ہون اور خدا غیرت والا زیادہ ہے مجھسے اور خدا کی غیرت ہی کا سبب ہے کہ حرام کیا اپنے
بندون پر گناہ اور بیحیائی کو موجب تغیر دنیا اور آخرت کے ہین آور قصہ مشہور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ حضرت عائشہ کے
جو سبب افک یعنے بہتان ناحق کہ ایک منافق نے لگایا تہا اور اللہ تعالیٰ نے پاکدامنی کلام اپنے مین نازل فرمائی چنانچہ یہ قصہ
سورہ نور مین مذکور ہے لیکن چاہیے کہ غیرت مین بھی طریقہ اعتدال کا رکہو اور طریقہ اعتدال کا یہ ہے کہ ابتدا سے اون کامون کہ
انجام اونکا برا ہے تغافل نکرے اور بیچ بدگمانی اور جاسوسی کے مبالغہ نکرے کہ یہ بھی منع ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ بعضی غیرت سے
دشمن رکہتا ہے اوسکو خدا اور وہ غیرت مرد کی ہے ساتھ اہل اپنی کے بغیر آثار قرائن فساد کے یعنے بے سبب غیرت کرے اور غیرت بلا سبب
وسوسون شیطانی سے ہے اور موجب فساد اور ہلاک جانبین کی ہے اور طریقہ خوب اس بات مین یہ ہے کہ نامحرم کو اپنے
گہر مین راہ ندے اور عورت پاؤن اپنا گہر سے باہر نکالے آیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
سے پوچھا کہ کونسی چیز بہتر ہے عورت کو اونہون نے عرض کیا یہ کہ وہ منہ مرد اجنبی کا دیکھے اور نہ مرد اجنبی منہ اوسکا دیکھے
گلے سے لگایا حضرت نے اونکو اور فرمایا کہ تو اونہین مین سے ہے کہ جنکے حق مین فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ذُرِّیَّةً بَعْضُہَا
مِنْ بَعْضٍ یعنے یہ جماعت ہے کہ پیدا ہوے بعض انکے بعض سے یعنے تو بھی نبیون کی اولاد مین سے ہے کہ ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے او
اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوراخ دیوار اونکے بند کردیتے تہے تا نظر عورت کی باہر نپڑے اور آیا ہے کہ معاذ
رضی اللہ عنہ کی بیوی سیب کہا رہی تہی آدہا سیب کہایا ہوا اپنا ایک غلام کو دیا پس مارا معاذ نے اوسکو یعنی بسبب غیرت
کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین عورتین مسجدون مین اور جمعہ مین اور عیدین مین حاضر ہوتی تہین اور صحابہ
کے زمانہ مین منع کی گئین مگر بڈہیان آتی تہین اور مختار اس زمانہ مین منع ہے مطلق یعنے جوان آوین نہ بڈہیان اور جائز نہین ہے
نکلنا ہرگز ولیکن موافق عالم معاش کے یہ ہے کہ واسطے ضرورت کے اذن دیوے اسلیے کہ مباح ہے نکلنا عورت پارسا کا مرد
کی اجازت سے ساتھ رضاے مرد کے اور واسطے تماشا و نظارہ بازی کے اذن ندیوے کہ یہ باعث فساد ہے اور اگر واسطے ضرورت
کے نکلے تو آنکھ اور منہ چہپالے واسطے خوف فتنہ کے اور مرد کو پہونچتا ہے کہ عورت کو ماں باپ کے گہر نجانے دے یا وہ اوسکے پاس
آوین تو نہ آنے دے ولیکن مناسب یہ ہے کہ کبھی کبھی بعد ایک ہفتہ کے یا مہینے کے منع نکرے فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ منع نکرے
بیویکے ماں باپکو اوسکے پاس آنیسے ملاقات کے لیے ہر ہفتہ مین اور اسیطرح اسکی بیوی اپنے ماں باپکے ہان جاوے تو
منع نکرے اوسکو جانیسے ہر ہفتہ مین ایکبار اور اگر بیوی سواے ماں باپکے اور محرم قرابتیونکے ہان جایا چاہے یا اونکو بلاوے
اپنے یہان تو منع نکرے آمد و رفت اونکی سے سال بہر مین ایکبار اور بعضون نے کہا ہے کہ ہر مہینہ مین ایکبار آور یہ ادب ہے
کہ اعتدال کرے بیویکے نفقہ مین اتنا زیادہ دے کہ اتنا زیادہ از حد ہو اور وہ اوس سے عیش و اسراف مین پڑجاوین

اور اتنا کم دیوے کہ ضروریات سے محتاج رہیں فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ
یعنے کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ نہ خرچ کرو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہے حد سے زیادہ خرچ کرنیوالونکو اور بیچ خرچ
کرنے مرد کے اپنے گھر کے لوگوں پر فضیلت بہت آئی ہے حدیث مین آیا ہے کہ خرچ کرنا اپنے گھر والوں پر افضل ہے تصدق کرنے
فقیروں اور مسکینوں پر اور چاہیے کہ معاش اہل و عیال پر تنگ نکرے ابن سیرین نے لکھا ہے کہ مستحب ہے مرد کو کہ ہر جمعہ مین
واسطے اہل اپنے کے فالودہ پکایا کرے مقصود اس سے فراخی کرنی ہے کھلانے پلانے مین اور چاہیے کہ آپ وہ کھانا نکھا دے
کہ اونکو نہ دیوے کہ یہ عادت تن پروروں کی ہے اور بعید ہے مروت سے اور اگر تنہا خوری ہی منظور ہو تو چاہیے کہ پوشیدہ
کھاوے اونکو دکھاوے نہیں اور جو کھانا کہ اونکو نہ دیوے تعریف اوسکی نکرے اونکے سامنے کہ یہ بدتر ہے ندینے سے اسلیے
کہ انکو رنج ہوگا اور وقت کھانیکے ہمراہ عیال و اطفال کے کھاوے اور اگر سب ایک دسترخوان پر کھاوین تو بہتر ہے اور
غرض اکٹھے کھانا ہے کہ جدا کھانا بہت مکروہ ہے کسی صحابی سے منقول ہے کہ خدا اور فرشتہ اوسکی رحمت بھیجتے ہین اون
گھر والوں پر کہ کھاتے ہین اکٹھے اور اکثر اہتمام اسکا کرے کہ وجہ حلال سے پیدا کرے اور اہل و عیال کے مقدمہ مین تساہل نکرے
کہ قیامت مین گرفتار حساب مین ہوگا اور بسبب اونکے پکڑا جاویگا نعوذ باللہ منہ اور اور آداب سے یہ ہے کہ سکھاوے گھر والونکو
احکام شرع کے کہ متعلق ہین ساتھ نکاح کے قسم علم حیض و نفاس و طلاق اور مانند انکے سے اور تعلیم کرے عورت کو احکام
نماز اور روزہ کے اور اور جو ضروریات دین سے ہین اونکے سکھانے مین تساہل نکرے کہ روز قیامت کے اس سے سوال
کیا جاویگا جیسے کہ فرمایا ہے حضرت نے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ یعنے تم سب نگہبان اور حاکم ہو اور
تم سب پوچھے جاؤگے اپنی رعیت سے اور اگر مرد تعلیم مین قصور کرے تو جائز ہے عورت کو کہ علما کے پاس جاوے اور سیکھے اور
اگر بقدر ضرورت کے سیکھ چکے تو پھر جائز نہیں ہے کہ واسطے ملاقات علما کے جاوے اور ودرس مین حاضر ہووے اور ادب یہ ہے
کہ اگر اسکی کئی بیبیان ہووین تو عدل کرے باری مقرر کرنیمین ایک ہی طرف کا نہو رہے اسلیے کہ رعایت باری مقرر کرنیکی
واجب ہے اور اگر رات باری کسیکی ترک ہو تو قضا کرے حدیث مین آیا ہے کہ جسکی دو بیبیان ہون اور میل کرے ایک کیطرف
دن قیامت کے ایک آنکھ اوسکی پھوٹی جاویگی اور بغیر تکرے پرانی اور نئی بیبیان مین اور حصہ لونڈی کا بہ نسبت آزاد کے آدھا ہے
یعنے اگر کسیکی لونڈی سے نکاح کرے تو بہ نسبت آزاد عورت کے آدھی باری اوسکی مقرر کرے مثلاً دو روز آزاد پاس رہے
تو ایک روز لونڈی پاس رہے اور سفر مین جسکو چاہے لیجائے اور اگر قرعہ ڈالے تو بہتر ہے کہ جسکا نام نکلے اوسکو لیجاوے
اور اعتبار عدل کرنیکا بیچ نفقہ اور رات کے رہنے کی ہے نہ بیچ محبت اور جماع کے کہ یہ اختیار سے خارج ہے لیکن چاہیے
کہ قصد نکرے اور بہانہ نکرے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ کھانا دینے اور رات کے رہنے کے سب بیبیونکی باہم
برابری کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بار خدایا یہ میرے اختیار مین ہے اور کام دل کا میرے اختیار مین نہین اور حضرت عائشہ
کو آنحضرت بہت چاہتے تھے بہ نسبت اور بیبیونکے لیکن ہرگز رات کے رہنے مین اور نفقہ دینے مین زیادتی نکرتے تھے

اور ایک بیوی نے باری اپنی حضرت عائشہ رض کو بخشدی تھی بسبب خوشی خاطر حضرت کے اور آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ہر دن و رات بیچ گھر ہر ایک بیوی کے لوگ لیجاتے تھے لیکن بیماری مین بھی آپ عدالت باریکی کرتے تھے
ایکروز پوچھا کہ کل مین کسکی ہان جاؤنگا ایک بیوی سمجھی کہ منظور حضرت کو حضرت عائشہ کی باری پوچھنا ہے کہ کب ہوگی
کہا بیبیون نے کہ یا رسول اللہ ہمنے اذن دیا آپکو کہ جبتک آپ بیمار ہین بیچ حجرۂ عائشہ کے رہیے کہ اوٹھاکر لیجانے مین
آپکو تکلیف ہوتی ہے فرمایا کہ دل سے راضی ہو کہا اونھون نے ہان یا رسول اللہ پس لیگئے حضرت عائشہ کے حجرہ مین اور
منقول ہے کتاب سراج الہدایہ سے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ زہرا کا ساتھ حضرت علی کے
نکاح کیا اور حضرت علی کے گھر بھیجنے لگے تو اوس رات حضرت فاطمہ کو گیارہ نصیحتین کین کہ سب امت پر بجالانا اونکا بہتر ہے
فرمایا کہ جب علی کے گھر جاتو تو وقت جانیکے کہے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسرے دربان صحن گھر کے کسی لکڑی پر بیٹھنا
اور کچھ وہان بیٹھی ہوئی یعنے کھیلین سر پر ڈالنا اور تیسرے علی کو کہنا کہ دونو پانو تیرے دھووین اور گھر کے چارون کونین
ڈالین اور چوتھے ہمیشہ کپڑے نمازی دھوئے ہوئے پہنے رہنا پانچوین دونو آنکھون مین سرمہ ہمیشہ لگایا کرنا اور چھٹے بغیر تیل کے سر
اور بدن نہ ہونا اگرچہ ایک دن مین دوبار یا زیادہ نہاوے اور جب علی تیری طرف دیکھے تو تو نگاہ نیچی کرلینا اور ساتوین مانند
بردہ زرخرید کے تابعدار رہنا اور آٹھوین ہمیشہ اپنے تئین عطر ملتی رہنا نوین وقت کلام کرنیکے ساتھ علی کے مسکرا دیا کرنا
اور دسوین سات دن تک کچھ کڑوی چیز اور سرکہ اور ترشی نکھانا گیارھوین ایک جگہ مین سات رات و دن رہنا جو عورت
کہ یہ شرائط بجالاوے اپنے خاوند کے دلمین عزیز و محبوب ہووے اور جلد بچہ جنے اور ایکروز قطب العالم رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ
جو کچھ کہ اسباب دنیا سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کار خیر حضرت فاطمہ کے دیا کوئی مخلوق نہ دیسکیگا اول کملی تھی
کہ بیٹھنے کی جگہ بچھاوین اور دوسری چارپائی کہ اوسپر سووین اور تیسرے خادمہ کہ تا کار اونکی گھر کا کرے اور بیچ ملک آنحضرت
کے سوا اونکے اوس دن کوئی چیز نتھی یہ ہین آداب گذران کے ساتھ عورتونکے کہ لازم ہے رعایت انکی تا حاصل ہووے
عیش اور پورا ہووے اتباع سنت فصل چوتھی بیچ آداب جماع کے اور لڑکا ہونے اور طلاق دینے کے آداب جماع کے
یہ ہین کہ اول باتین اور چھیڑ چھاڑ شروع کرنے کہ اوسکو بہت دخل ہے انسیت پیدا ہونے اور حاصل ہونے لذت مین
حدیث مین آیا ہے چاہیے کہ نگر پڑے ہر ایک تمہارا اپنی بیوی پر مانند حیوانات کے ولیکن چاہیے کہ اول پیامی بھیجو لوگون
نے عرض کیا کہ پیامی کون ہے فرمایا بوسہ لینا اور کلام کرنا اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ تین چیزین چاہیین کہ نہ ترک
ہووین مرد سے اول نام و نسب بغیر پوچھے جدا نہووے اوس شخص سے کہ چاہتا ہے دوستی اوسکی اور دوسری یہ کہ اگر کوئی اکرام کرے
اسکا تو قبول کرے اور رد نکرے اسکو یعنے مثلاً اگر کوئی خوشبو یا تکیہ وغیرہ دیتا ہے تو رد نکرے اور تیسرے یہ کہ نہ پڑے اپنی بیوی پر
پہلے انسیت حاصل کرنیکی اور بات کرنیکی اور ننگے نہووین مرد و عورت کہ سنت اسیطرح ہے حدیث مین آیا ہے کہ جب چاہے
ایک تمہارا جماع کرنا اپنی بیوی سے چاہیے کہ ننگے نہووین مانند گدھونکے اور دیکھنا بیوی کی ستر مخصوص کا مکروہ ہے منقول ہے

حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرتؐ نے ہرگز ستر اونکا نہین دیکھا اور نہ اونھون نے ستر حضرت کا اور طبیعت بھی اسکو مکروہ رکھتی ہے
ولیکن دیکھنا سوای ستر مخصوص کے مکروہ نہین کہ باعث ہے شہوت کا اور منقول ہے بعضے صحابہ سے کہ مستحب ہے دیکھنا عورت کے
بدنکو کہ یہ باعث زیادتی لذت و شکر کا ہے اور چاہیئے کہ شروع ساتھ بسم اللہ کے کرے اور خدا کو یاد رکھے کہ وہ جگہ غفلت
کی ہے اور قل ہو اللہ احد پڑھے پہلے صحبت سے اور کہے بسم اللہ العلی العظیم اللّٰھم اجعل لنا ذریۃ طیبۃ یعنے شروع کرتا ہون
ساتھ نام اللہ بڑی عظمت والیکے یا اللہ دے تو ہمکو اولاد نیک اور قبلہ رو نہووے بسبب تعظیم قبلہ کے اور مکروہ ہے جماع کرنا
تین شب مین مہینے کی اول شب مین اور بیچکی شب مین اور آخر شب مین کہتے ہین کہ اکثر ان راتون مین شیطان حاضر ہوا کرتے ہین
اور منقول ہے کراہت اسکی امیر المومنین حضرت علی اور ابوہریرہ سے اور عورت اور مرد بعد جماع کے اپنی ستر پاک کرنیکے لیے
کپڑا علیحدہ لیوین اور بعد جماع کرنیکے بیٹھے بیٹھے لگا کر نسووین بلکہ سیدھے سینہ لگا کر سووین کہ یہ کتاب لب وغیرہ مین لکھا ہے
اور اگر عورت مرد کے ستر کو ساتھ کپڑے کے اپنے ہاتھ سے پاک کرے تو ثواب اوسکا بہت ہے اور سبب جماع کا صحت بدن کی ہے
اور امید فرزندون خدا دوست اور صالح کی کہ ذخیرہ قیامت کے ہین ماں باپونکے لیے اور بعضے عالمون نے کہا ہے کہ
مستحب ہے جماع کرنا دن جمعہ کے تا عمل ہو قول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ ف یعنے حدیث
مین آیا ہے مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ
وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِہَا وَقِیَامِہَا یعنے جو کوئی دُھلاوے کپڑے یا نہلاوے
بیویکو یعنے جماع کرے دن جمعہ کے اور آپ نہلاوے اور اول وقت جاوے نماز جمعہ کے لیے اور پاوے اول خطبہ اور پیادہ پا
جاوے اور سوار نہو اور قریب ہو امام کے اور سنے خطبہ اور لغو نکرے ہوگا اوسکے لیے عوض ہر قدم کے ثواب عمل برس دنکا کہ اس
برس مین دنکو روزے رکھے اور راتکو شب بیداری کرے یہ حدیث مشکوۃ مین ہے پس لفظ غسل کے علماؤن نے معنی لکھے ہین
دُھلاوے کپڑونکو یا سر کو خطمی وغیرہ سے یا بیویکو نہلاوے یعنے صحبت کرے کہ اوسپر بھی غسل لازم ہوا اسکی فضیلت اسلیے ہے کہ خطرے
برے دلمین اس سے نہین آتے پس جنہون نے غسل کے یہ معنی لیے ہین بحسب انکے قولکے حضرت شیخ فرماتے ہین کہ جماع کرنا مستحب ہے
دن جمعہ کے تاکہ عمل ہو قول آنحضرتؐ پر غسل واغتسل واللہ اعلم بالصواب ف اور یہی ایک غسل جمعہ کے لیے بھی کافی ہے اور اگر
متعدد کرے تو اولی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ بعد غسل کے ڈالے پانی بنیت جمعہ کے اور چاہیئے کہ بعد چار دنکے جماع
کیا کرے اسلیے کہ اگر چار بیبیان ہوئین تو نا غیر اس مدت تک کریگا اور حرام ہے جماع کرنا حالت حیض مین اور بعد انقطاع حیض کے
بھی پہلے غسل کے مگر یہ کہ حیض کو دس دن گذر چکے ہون ف اگر پاک ہووے عورت پورے دس دنمین تو حلال ہوگی صحبت
کرنی اوس سے پہلے نہانیکے بمجرد انقطاع خون کے اور اگر پاک ہو اپنی عادت پر حالانکہ عادت کم ہو دس دنسے اور زیادہ ہے
تین دنسے نہین حلال ہے صحبت کرنی اوس سے یہانتک کہ نہاوے یا گذر جاوے اوسپر ادنی وقت نماز کامل کا یعنے دو رکعت
کی قدر کذا فی الشرح الاکبر اور جائز ہے باقی نفع اوٹھانا حیض مین مانند ایک جگہ کھانا اور ساتھ سونے وغیر ذلک کے لیکن

ناف کے نیچے سے زانو تک ہاتھ نہ لگاوے اور اگر چاہے کہ دوبارہ جماع کرے تو بہتر دھو لیوے اور اگر بعد احتلام کے جماع کیا چاہے
تو اول پیشاب کرے اور دھولے ستر اور مکروہ ہے جماع کرنا اول شب مین تا بغیر طہارت کے نہ سووے اور اگر غسل کی حاجت مین
چاہے کہ سووے یا کھاوے تو وضو کرلے کہ سنت ہے اور چاہیے کہ نہانیکی حاجت مین خون نہ نکلواوے اور نہ ناخون اور بال لیوے
کہ دن قیامت کے یہ چیزین اسکے آگے آوینگی بیچ واسطے شکایت کے اور عزل نکرے یعنے منی باہر نگراوے آزاد عورت کی
ستر سے مگر برضا اوسکے اور لونڈی سے جائز ہے عزل کرنا بغیر اوسکی رضا کے آداب اولاد ہونیکے یہ ہین کہ بیٹا ہونیسے
خوش نہووے اور بیٹی کے ہونیسے غمگین نہووے معلوم نہین کہ بھلائی کسمین ہے اور بیٹیونکے رحم کرنے اور غمخواری کی فضیلت
اور ثواب بہت سارا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے ہان بیٹی ہووے اور پرورش کرے اوسکو اور اچھا ادب
سکھاوے اور غمخواری کرتا رہے اوسکی ہوگی وہ بیٹی سپر اوسکی دائین اور بائین سے کہ بچاوے گی آتش دوزخ سے اور یہ بھی حدیث مین
آیا ہے کہ کوئی نہین ہے کہ ہون اوسکی دو بیٹیان پھر نیکی کرے اونسے مگر یہ کہ داخل کرینگی اوسکو بہشت مین اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ جسکے ہون دو بیٹیان یا دو بہنیان پھر نیکی کرے اونسے اونکی زندگی تک ہونگا مین اور وہ بہشت مین ایک جگہ اور چاہیے
کہ کھانا دینے مین اور مانند اوسکے مین بیٹیونکو بیٹون پر مقدم رکھے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی جاوے بازار بیچ
اور خرید کرے کچھ اور لاوے گھر مین پھر مخصوص کرے ساتھ اوسکے بیٹیونکو نہ بیٹونکو نظر رحمت کریگا اوسکی طرف اللہ تعالی اور
جسکی طرف نظر رحمت کی اللہ تعالی نے عذاب نہین کریگا اوسکو ہرگز اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی خوش کرے بیٹیونکو
پس گویا کہ رویا خوف خدا سے اور جو کوئی کہ رویا خوف خدا سے حرام ہے اوسپر آگ دوزخ کی اور چاہیے کہ اذان کہی جاوے
بچہ کے کان مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان مین جسوقت کہ پیدا ہوے یعنے دائین کان مین
اذان کہے اور بائین مین تکبیر حدیث مین آیا ہے کہ اس سے ضرر نہین کرتی اوسکو ام الصبیان اور جب زبان کھلے فرزند کی
اول لا الہ الا اللہ سکھاوے تا اول بات اوسکی یہی ہو اور مستحب ہے ختنہ کرنا اور سر مونڈنا ساتوین دن یا چودہوین دن
یا اکیسوین دن ف اور نام رکھنا بھی ساتوین دن مستحب ہے اور سر مونڈنے مین اولی اور اصل ساتوان دن ہے
اور فرزند کے حقون مین سے یہ بھی ہے کہ اوسکا نام اچھا رکھے اور حدیث مین آیا ہے کہ تمہارے نامون مین سے بہت پیارے
نام نزدیک اللہ کے عبد اللہ عبد الرحمن ہین اور حدیث مین آیا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام پر نہ کنیت پر یعنے مثلاً محمد نام رکھے نہ ابو القاسم آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت کے زمانہ مین پکارا ایک شخص کو کہ محمد
نام تھا اوسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوے اوسکی طرف اوسنے کہا کہ کسی اور کو پکارتا ہون یا رسول اللہ پس منع
کیا آنحضرت نے رکھنے نام اور کنیت اپنی کی سے پھر بعضون نے کہا ہے کہ منع ہے جمع کرنا درمیان نام اور کنیت کے
بیچ ایک شخص کا نام محمد رکھے اور کنیت ابو القاسم تو یہ درست نہین اور بعضون نے کہا ہے کہ جو حضرت کے زمانہ
مین تھا اب جائز ہے مطلق اور مختار یہی ہے اور آیا ہے کہ عیسی کا نام ابو عیسی رکھا پس فرمایا آنحضرت نے عیسی کے

باپ نے تالیس مکروہ جانا اسکو اور اگر نام برا ہو تو مستحب ہے بدل ڈالنا اوسکا ایک شخص کا عاصی نام تھا اوسکا عبد اللہ نام
بدل ڈالا اس سے یہ معلوم ہوا کہ بعضے لوگ جو خطوں مین عاصی یا آثم اپنی نام پر لکھتے ہین اچھا ہے لکھنا اسکا اسلیے
کہ اظہار اپنے گناہ کا اچھا نہین دلیری ثابت ہوتی ہے گناہ کرنے پر اور اللہ تعالیٰ کے آگے ازراہ عاجزی کے اظہار اپنے
گناہ کا کرنا اور بات ہے کہ وہ عاجزی اور التجا ہے اور اسیطرح سالار بخش یا نبی بخش یا عبد النبی یا مانند انکے کسیکا
نام ہو تو بدلکر اچھا نام رکھے اور آیا ہے کہ زینب کا پہلے برّہ نام تھا یعنی نیکوکار پس حضرت نے بدلکر زینب نام رکھا اور منع
فرمایا ہے حضرت نے ان ناموں کے رکھنے سے یعنی برکت اور رحمت اور صلاح اور نافع اور مانند انکے اسلیے کہ اگر کوئی شخص
پوچھے کہ یہان برکت ہے اور اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہان برکت نہین ہے تو یہ اچھا نہین اور حمل گر کر جو بچہ پیدا ہو
چاہیے کہ نام رکھین اوسکا کہ روز قیامت کے وہ بھی اوٹھیگا شاید اوس بچہ کا ہے کہ جسمین علامت حیات کی پائی گئی
مانند آواز کرنے یا ہاتھ پانو ہلانے وغیر ذلک کے اور چاہیے کہ لڑکے کیلیے پیدا ہونے مین دو بکریان اور لڑکی کے پیدا ہونے مین ایک بکری
ذبح کرے اور اسکو عقیقہ کہتے ہین اور عقیقہ کرنا سنت ہے اور اگر ایکہی بکری پر اکتفا کرے بیٹے کے ہونے مین تو بھی جائز ہے
اور ہڈی بکری کی عقیقہ مین توڑے نہین کہ سنت یون ہی ہے اور یہ بھی سنت ہے کہ بالونکی قدر سونا یا چاندی تصدق کرے اور
عقیقہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین سنت نہین وہ کہتے ہین کہ پہلے سنت تھا بعد اسکے منسوخ ہوا اور آداب طلاق کے یعنی طلاق
مباح ہے لیکن مبغوض ترین مباحونکی ہے نزدیک خدا تعالیٰ کے اور چاہیے کہ اسمین قصد عورت کی ایذا کا نہووے لیکن بسبب شرعی
کے کہ ایذا مومن کی حرام ہے پس چاہیے کہ طلاق دینا وقت ضرورت کے ہو اور اسلیے مکروہ ہے حالت حیض مین کہ اوسمین نہ جاتا
اسکا کہ بسبب کراہت طبیعت کے دی ہو اور اگر بری ہووے بیوی خاوند کے ماں باپ کے نزدیک از راہ شرع کے تو چاہیے
کہ طلاق دے اوسکو منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا میری ایک بیوی تھی مین چاہتا تھا اوسکو اور باپ میرے یعنی عمر اوسکو
مکروہ رکھتے تھے اوسکو اور حکم طلاق کا کرتے تھے پس مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فرمایا طلاق دیدے اوسکو اے ابن عمر اور
اس سے معلوم ہوا کہ حق ماں باپ کا مقدم ہے اوپر رعایت خاطر عورت کی لیکن چاہیے کہ غرض فاسد درمیان نہووے یعنی بلاوجہ
شرعی بغض نرکھتے ہوں اور جائز ہے طلاق اوس عورت کی کہ خاوند کو راضی نرکھتی ہو اور اوس عورت کی کہ کج خلق ہو اور اوسکی
کہ اوسکے دین مین فساد ہو اور اوسکی کہ ایذا دے خاوند کو اور چاہیے کہ ایک طلاق دے کہ اسیقدر کافی ہے اور رجوع کرنا بھی
اوسکی طرف اسمین آسان ہے اور تین طلاقین دینا نہایت بری ہین اور برائی اوسکی اوسکی جز اسے ظاہر ہے یعنی بغیر
اور خاوند کے نکاح مین نہین آسکتی اور حکمت اسمین کہ جز اوسکی اور نکاح کرنا ہی یہ ہے کہ تاکوئی پھر ایسی حرکت نکرے
اور چاہیے کہ بیچ حالت نکاح اور طلاق کے بھید اور عیب عورت کا ظاہر نکرے کہ اسمین وعدہ عذاب کا ہے اور اگر
بے انصافی خاوند کی طرف سے ہو تو جائز ہے عورت کو کہ طلاق چاہے اور چاہیے کہ بدل خلع زیادہ اوس چیز سے کہ
مرد نے اوسکو دیا ہی نہو کہ یہ تجارت ہے شرع مین خلع اوسکو کہتے ہین کہ عورت طلاق چاہے خاوند سے عوض مال کے

آداب طلاق

اور اوس مال کو بدل خلع کہتے ہین پس اگر مرد زیادتی کرتا تھا اسلیے خلع واقع ہوا تو مکروہ ہے مرد کو مال لینا یعنے اس صورت
مین چاہیے کہ کچھ بھی نہ لے اور اگر عورت کی نافرمانی سے خلع ہوا تو مکروہ ہے زیادہ لینا اوس مال سے کہ مہر مین دیا ہے
ملتقی الابحر مین لکھا ہے اور باقی تفصیل اسکی فقہ مین دیکھنی چاہیے فصل پانچوین بیچ حقوق خاوند کے بیوی پر
جان کہ نکاح بھی قسم بندگی سے ہے اور مرد مالک عورت کا ہے پس لازم ہے عورت پر کہ ہر حال فرمانبرداری خاوند
کی کرے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر حکم کرتا مین کسیکو کہ سجدہ کرے غیر خدا کو تو حکم کرتا مین بیوی کو کہ
سجدہ کرے مرد کو اور یہ بھی فرمایا کہ جو عورت مرے اس حال مین کہ خاوند اوسکا اوس سے راضی ہو داخل ہوگی بہشت
مین آیا ہے کہ ایک مرد سفر کو گیا تھا اور بیوی کو کوٹھے پر رکھ گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ اوپر سے نیچے نہ اوترنا عورت کا باپ
بیمار ہوا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسنے عرض کیا کہ کیا فرماتے ہین آپ اترون یا نہ اوترون فرمایا کہ نہ اوتر
کہ اطاعت خاوند کی لازم ہے پس مرگیا عورت کا باپ اور دفن کیا گیا پس حضرت نے اوس عورت
سے کہلا بھیجا کہ بلا شبہ خدا تعالے نے بخشا تیرے باپ کو بواسطہ اطاعت کرنے تیرے کے خاوند کی اور یہ بھی حدیث مین
آیا ہے کہ جو عورت کہ پانچ وقت کی نماز پڑھے اور روزہ ماہ رمضان کا رکھے اور اپنی ستر کو محفوظ رکھے بدکاری سے اور اطاعت
خاوند کی کرے داخل ہوگی بہشت مین پس اطاعت خاوند کو جملہ بناے مسلمانی عورت سے گنا اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ
دوزخ مین نظر کی مینے دیکھا کہ اکثر رہنے والی وہانکی عورتین ہین پس کہا عورتون نے یہ کیون ہے یا رسول اللہ فرمایا بسبب
برا کہنے کے خاوندون کو اور ناشکری کرنی نعمتون کی اور منقول ہے حضرت عائشہ رضی سے کہ ایک عورت آنحضرت پاس آئی اور
کہا یا رسول اللہ مین عورت ہون جوان چاہتی ہون کہ خاوند کرون پس کیا ہے حق خاوند کا بیوی پر فرمایا کہ حق خاوند کا
بیوی پر یہ ہے کہ اگر عورت اور مرد اونٹ کی پیٹھ پر ہون اور مرد چاہے کہ دبین اوس سے اپنا کام کرے تو انکار نکرے عورت
اور اور حق مرد کا بیوی پر یہ ہے کہ خاوند کے گھر سے کسیکو کچھ دیوے نہین مگر برضا اوسکی اور اور حق یہ ہے کہ روزہ نفل رکھے
مگر اوسکی رضا سے اور اگر رکھے گی بغیر اوسکی مرضی کے تو قبول نہین ہوگا اور اور حق یہ ہے کہ باہر نہ نکلے مگر باذن خاوند کے
اور اگر نکلے گی بدون اذن کے تو لعنت کرینگے اوسپر فرشتے پھر نیکے وقت تک اور سواے انکے بہت حدیثین آئی ہین خاوندون
کے حقوق مین اور جو کہ ضرور ہے حقوق خاوند سے دو چیزین ہین ایک یہ کہ پردہ مین پوشیدہ رہے اور پارسائی رکھے حدیث
مین آیا ہے کہ نماز عورت کی صحن گھر مین افضل ہے مسجد کی نماز سے اور نماز گھر کے کونہ مین بہتر ہے نماز صحن سے اور دوسر
حق یہ ہے کہ طلب نکرے بیوی زیادہ حاجت سے اور پرہیز کرے اوس کمائی خاوند سے کہ حرام کی ہو اسیطرح تھی
عادت اگلے زمانہ کی عورتونکی کہتے ہین کہ جب مرد گھر سے باہر آتا تو بیوی اور فرزند اوسکے کہتے کہ دور رکھنا اپنی تئین
کسب حرام سے کہ جو کچھ ہم پہونچیگا حلال سے ہم اوسپر صبر و قناعت کرینگے اور صبر نہین رکھتے ہم آگ دوزخ پر اور
چاہیے کہ ماں باپ عورت کے پہلے نکاح کے اوسکو آداب خانہ داری اور خوش گذرانی کی سکھاوین کہ یہ بھی ایک حق ہے

بیٹی کا ماں باپ پر آیا ہے کہ ایک عورت نصیحت کرتی تھی اپنی بیٹی کو وقت نکاح کے کہ اے بیٹی میری تو باہر جاتی ہے اپنی
قدیمی گھر سے اور داخل ہوتی ہے مرد بیگانہ پر اور جاتی ہے طرف ایسے مصاحب کے کہ ہرگز نہین دیکھا ہے تونے اوسکو لازم کرنا
اپنے پر اطاعت اوسکی اور رضا اوسکی اور رہنا تو اوسکے ہان مانند فرش نیچے ہوکے یعنے عاجز و متواضع تا ہووے وہ غلام تیرا بہت
نزدیک ہونا تو اوس سے تا بعید نہووے وہ تجسے یعنے بہت چمٹے رہنے سے نظر مین سبک ہو جاتی ہے اور بہت دور بھی رہنا
اوس سے تا فراموش نکرے تجکو اگر نزدیکی تیری چاہے نزدیک ہونا اور اگر دوری چاہے دور رہنا ایسی بات نہ کہنا کہ اوسکے
کانمین بُری معلوم ہو اور ایسی چیز نکرنا کہ اوسکی آنکھ مین بُری دکھائی دے اور جو کچھ کہ چاہے وہ کرنا اور جیسا کہ چاہے ویسی ہی
رہنا اگر یہ کیا تونے چھٹکارا پایا تو نے وگرنہ ہلاک و خراب ہوگی اور یہ نصیحت جامع ہے سب آداب کے تئین احتیاج درازی
کی نہین باب تیسرا بیچ آداب یارانہ وغیرہ کے اور اس باب مین چار فصلین ہین فصل پہلی بیچ بیان حب للہ اور
بغض للہ کے جان کہ الفت ثمرہ حسن خلق کا ہے اور نیک خلقی بہترین اعمال ہے ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا چیز ہے بہتر اون چیزوں مین سے کہ اللہ تعالی نے آدمی کو دی ہین فرمایا نیک خلقی اور حدیث
مین آیا ہے کہ جسکو اللہ تعالے نے صورت نیک اور سیرت نیک دی ہی نہین کھائیگی اوسکو آگ دوزخ کی اور بھی حدیث مین آیا ہے
کہ بہت بھاری عمل میزان اعمال مین نیک خلقی ہوگی ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ کو فرمایا کہ لازم پکڑ
اپنے اوپر نیک خلقی کہا ابوہریرہؓ نے کیا چیز ہے نیک خلقی یا رسول اللہ فرمایا کہ جو کوئی انقطاع کرے تجسے تو ملاپ کرے
اوس سے اور جو کوئی ظلم کرے تجپر عفو کرے تو اوس سے اور جو کوئی محروم کرے تجکو دیوے تو اوسکو اور جب نیک خلقی
بہترین اعمال ہوئی تو ثمرہ اوسکا کہ محبت و الفت ہے وہ بھی بہتر ہوئی سب چیزون سے خصوصًا وہ محبت و الفت کہ بسبب
دین و تقوی کے ہووے اور بیچ فضیلت حب للہ کے حدیثین بہت آئی ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے
نے جس سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے دیتا ہے اوسکو دوست اچھا کہ اگر فراموش کرتا ہے یہ خدا کو تو یاد دلا دیتا ہے وہ اوسکو اور
اگر یاد رکھتا ہے خدا کو تو مدد کرتا ہے اوسکی اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی بھائی چارہ کرتا ہے کسی سے للہ اوسکی تئین
بہشت مین ایسا درجہ ملتا ہے کہ کسی عمل سے وہ درجہ پا نہین سکتا اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ روز قیامت
کے گرد عرش کے کرسیان رکھی رہینگی اور اونپر کتنے ایک لوگ بیٹھے ہونگے کہ منہ اونکے مانند چودھوین رات کے چاند کے ہونگے
اور لباس اونکے نورانی ہونگے اور سب لوگ خوف و ہراس مین ہونگے اور اونکو کسی چیز کا ڈر نہین ہوگا اور یہ وہ لوگ ہونگے
کہ جنکے حق مین فرمایا ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ یعنے آگاہ ہو وہ دوست اللہ کے
نہین ڈر ہوگا اونپر اور نہ وہ غمگین ہونگے صحابہ نے پوچھا کہ کون لوگ ہین وہ یا رسول اللہ فرمایا وہ لوگ ہین کہ دوستی رکھتے ہین
آپسمین اللہ کے لیے اور بیٹھتے ہین آپسمین اللہ کے لیے اور آپسمین ملاقات کرتے ہین اللہ کے لیے اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ سات طرح کے لوگ ہین کہ روز قیامت کے اونکو حق تعالے نیچے سایہ رحمت مین رکھیگا اور اوس روز نہین سایہ ہوگا

گر سایہ اللہ کا ایک امام عادل ہے دوسرا جوان صالح کہ ساتھ صلاحیت کے نشو ونما پایا ہو اور تیسرا وہ کہ دل اوسکا مسجد ہی

مین لگا رہتا ہے اور چوتھے وہ کہ اللہ ہی کے لیے دوستی رکھتا ہو اور پانچوین وہ کہ رویا ہو یاد خدا پر اور چھٹے وہ کہ بلایا

اوسکے تئین عورت صاحب جمال نے پس ڈرا وہ اللہ سے اور پارسائی کی اور ساتوان وہ شخص کہ تصدق کرتا ہو ایسا پوشیدہ

کہ داہنے ہاتھ سے دیتا ہے تو بائین ہاتھ کو خبر نہین ہوتی صَدَقتَ یَا رَسُولَ اللہِ اور منقول ہے کہ حقتعالی نے وحی

بھیجی ایک پیغمبر کو کہ زہد تیرا دنیا مین واسطے راحت تیری کے ہے اور انقطاع تیرا سب سے اور رجوع کرنا میری طرف

واسطے عزت تیری کے ہے ولیکن خاص میرے لیے یہ ہے کہ دشمن رکھے تو میرے دشمنونکو اور دوست رکھے میرے

دوستونکو یعنے یہ بات خالص اللہ ہی کے محبت مین حاصل ہوتی ہے کہ اسمین اپنے حظ نفس کو دخل نہین ہوتا

اور حدیث مین آیا ہے کہ دعا کی حضرت نے خداوندا مت رکھ فاسق کا مجھپر احسان اور نہ محبت دے مجکو اوسکی اور

آیا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اگر تو عبادت کرے مجکو برابر عبادت آسمان

و زمین والونکے اور حب للہ اور بغض للہ نرکھے تو وہ عبادت کچھ کام نہین آئیگی ف یعنے اللہ کی خوشی کے لیے اچھے

لوگونسے محبت رکھے اور برونسے بغض و دشمنی پس جب یہ بات نہین ہوگی اوس سے سب کچھ ہو سکے گا اسلیے اسکو ایسا فرمایا کیونکہ

اچھے کی محبت ہوگی تو اونکی پیروی کریگا اور برونسے بغض ہوگا تو بری باتونسے بھی بچیگا اور بچاو بھی کریگا اور بری ہوگا خصلت

منافقون سے اور حدیث مین آیا ہے کہ حقتعالی نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے کہ آدھا آگ کا ہے اور آدھا برف کا دعا اوسکی یہ ہے

کہ یا الہی جیسا کہ پیوند دیا تونے اپنی قدرت سے درمیان آگ و برف کے ایسے ہی پیوند دے ساتھ رحمت اپنی کے اپنے بندگان صالحین

کے دلونمین اور حدیث مین اور اقوال صحابہ کے بیچ فضیلت حب للہ کی بہت آئی ہے اور حب للہ یہ ہے کہ محبت تیری کسی سے

بسبب دین اور تقوی کے ہو اور بسبب اسکے کہ وہ مدد کریگا دین کی باتونمین اور محبت تیری اوس سے وسیلہ آخرت کا ہو

نہ منحصر دنیا ہی مین پس اگر محبت شاگرد کی اوستاد سے اس سبب سے ہے کہ اوسکے علم سے حاصل کرونگا فائدہ دنیا کا تو حب للہ

نہین ہے اور محبت تیری اپنے احسان کرنیوالے سے ہے کہ حاجت ضروری اوس سے نکلتی ہے اور مددگار عبادت پر

اور فراغ دلی ہے محبت للہ ہوگی بلکہ محبت تیری اوس ہوی سے کہ ہونا اوسکا سبب فراغ خاطر اور محافظت اور حضور

عبادت کا ہے واسطے خدا کے ہے اور ایک مرتبہ اور حب للہ کا یہ ہے کہ منظور اوسمین وسیلہ نہین ہے نہ دنیا اور نہ آخرت اور

یہ اعلی مرتبہ ہے کہ ممکن نہین ہے دعوی اوسکا ہر کسیکو اور اسیطرح بغض للہ یہ ہے کہ دشمنی تیری کسی سے ہو بسبب گناہ اور

مخالفت کرنے اوسکے امر حق مین اور بہ تفاوت مراتب گناہ کے یعنے بغض کافر و مشرک سے اشد ہو اور اسیطرح بدعتی سے

کہ جو لوگونکو بدعت کیطرف بلاتا ہے اور باعث ہوتا ہے پس چاہیے کہ اوسکو سلام نکرے اور اوسکی تعظیم نکرے اور جو اسلام

کا ندے اور منکر اور مخالف اوسکا ہو سے اور اوس سے نرمی اور سستی نکرے اور طریقہ زجر و توبیخ کا نچھوڑے لیکن

[illegible] سب لوگونکی گمراہی کا نہین ہے پس طریقہ اوسکا یہ ہے کہ ساتھ [illegible]

تو شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے اور ترک یا قناعت کرے اوس سے آور اور گنہگار کہ تارک واجب کا ہے یا مرتکب افعال حرام کا
اوسکو اگر عین گناہ کیوقت مین دیکھے تو منع کرے کہ منع کرنا مرتکب ہر چیز سے واجب ہے بحسب اغراض و مراتب اوسکے اور اگر گناہ
کر چکا ہے تو اوسکی کئی صورتین ہین کہ اگر عادت نہین پکڑی ہے گناہ کی اور توبہ کر ڈالی تو چھپا رہنا اور اگر عادت
پکڑی اور اصرار کیا گناہ پر تو نصیحت کرے اگر جانے کہ نفع کریگی اوسکو نصیحت اور اگر جانے کہ نصیحت نہین نفع کریگی
اور زجر و شدت نفع کریگی تو وہ بھی کرے ورنہ اعراض کرے اور جو چیز کہ باعث اور مدد کرنیوالی ہے اوسکے گناہ مین
وہ نہ دے یعنے مثلاً فرش وغیرہ ناچکی محفل اور تعزیہ داری وغیرہ کے لیے دینا مدد و باعث ہے اونکے گناہ کا نہ دینا چاہیے
اور جو کچھ کہ مدد کرنیوالا نہین ہے گناہ مین یعنے مثلاً کپڑہ وغیرہ دیدینا یا روٹی کھلا دینی اگر بسبب اسلام اوسکے دیوے
تو مضائقہ نہین اور اگر خیانت اوسکی خاص تیرے حق مین ہو تو اول یہ ہے کہ عفو کرے تو کہ یہ مرتبہ صدیقون کا ہے
اور بیچ ابتدا یارانہ اور بھائی چارہ کے ہے اور اگر حق یارانہ پہلے کا ہو اور بعد اوسکے گناہ کرے تو اوسمین دو طریق ہین
مذہب بعضونکا عفو اور پردہ پوشی ہے اور طریق بعضونکا انقطاع اور ترک ملاقات ہے اور مدار اسکا نیتون پر ہے
یعنے فریق اول کو نیت یہ ہوتی ہے کہ ملتے رہینگے تو اوسکو سمجھا دینگے اور فریق ثانی کی نیت مین یہ ہے کہ وہ لائق ملاقات
کے نرہا کہ مخالف محبوب کا مخالف اپنا ہے آمام احمد حنبل نے ترک کیا یارانہ یحیی بن معین کا اتنی ہی بات پر کہ کہا اونہون
نے کہ مین سوال نہین کرتا ہون کسی سے لیکن اگر بادشاہ بطریق تحفہ کے کچھ بھیجے تو قبول کرونگا مین اور ایسی ہی کیا
یارانہ حارث محاسبی کا بسبب تصنیف کرنے اونکے رد معتزلہ کو اور کہا کہ کیا نہین ہے کہ تو اول اونکے شبہہ لکھتا ہے
بعد اوسکے اونکو رد کرتا ہے اور ایسی ہی ایک اپنے یار سے ترک ملاقات کی بسبب تاویل کرنے اونکے اس حدیث مین
إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ ف لفظی ترجمہ اسکا یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالی نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر اور مراد
صورت سے بیان صفت ہے یعنے اپنی صفت پر پیدا کیا پس امام احمد کو تاویل اوسکی ناگوار گذری وہ کہتے تھے کہ معنی اسکی
لفظی کہو اور حوالہ بیان مراد کا اللہ تعالی پر کرو آور یہ امر ہے کہ مختلف ہوتی ہے نیت اسمین بعضونکو مقصود شدت اور انکار
سے ہوتا ہے کہ سبب گمراہی عوام کا ہو اور بعضونکو بسبب نہایت دوستی کے کہنے والے سے شدت و انکار ہوتا ہے اور بعضونکو
خوف ہوتا ہے اسکا کہ مبادا اثر کرے صحبت اوسکی اور بعضونکی نظر پڑتی ہے اوپر خلق کے اور عاجز ہونے اونکے بیچ قدرت
خدائی کے اور عدم بیچارگی اللہ تعالی کے اس سبب سے وہ خفہ ہوتے ہین کہ یہ عاجز ہوکر ایسے مالک جبار کی نافرمانی کرتے
ہین آور یہ نظر مذکور کبھی بسبب تساہل اور مداہنت کے بھی ہوتی ہے کہ بعضے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ یہ بیچارے عاجز ہین
اور اللہ مالک رحیم ہے اونپر رحم ہی کریگا یہ سمجھکر وہ سستی کرتے ہین بری بات کے منع کرنے سے پس یہ اچھا نہین لیکن یہ ایک
امر ہے کہ اوسمین تحقیق و ثابت کرنا شرط ہے اور تکلف و تقلید اسمین خارج ہے دائرہ شرع سے یعنے فقط دیکھا دیکھی کسیکی
کہ وہ لوگونپر بری بات سے خفہ کرتا ہے مین بھی کرون یہ بیجا ہے بلکہ ثابت کرے اس بات کو اپنے نفس مین کہ

ہے کہ اعتدال و بیچ تکلیف اور کسر دینی اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قصور کرے بیچ حق خاص اسکے تو اسکو معذور رکھے اور بدلہ اپنا لینا پسند نہ کرے
وہ مقبول ہے نہ وہ کہ بیچ محافظت حقوق اپنے کے کوئی دقیقہ نہ چھوڑے اور بیچ حقوق شرع کے اور حق غیر کے حقیقت کو ساتھ
تقلید کے بہانہ لاوے یعنے حقوق شرعیہ یا اور ونکے حق تلف کرتا ہے شرارت سے اور بہانہ تقلید کا کرتا ہے کہ میںنے فلانے کی
دیکھا دیکھی کیا ہے قسم سے کہ یہ فریب شیطانی ہے اور اکثر باعث کا اوپر مداہنت اور تساہل کے بیچ امر معروف اور نہی منکر
کے ہے رعایت دلونکی اور ڈر دونے وحشت اونکے کی ہے یہ بھی فریب ان شیطانی سے ہے اگر قادر ہو اوپر تغییر اور تعزیر کے
تو طریقہ اعتراض اور انکار کا یعنے بموجب بیان سنے کا چھوڑے اور بیان کر جو کچھ کہ کہا گیا بطریق اجمال کے ظاہر ہوا اوس سے
کہ اولی درجہ اظہار بغض میں ترک اور اعراض اور قطع کرنا نرمی اور مدد کا ہے لیکن جاننا چاہیے کہ یہ ایسا امر نہیں ہے
کہ در جملہ ظاہر عمل کے داخل ہو بسبب تکلیف کے اور حکم کیا جاوے ساتھ واجب ہونے اوسکے سب لوگونپر مثل اور واجبات کے
اسلیے کہ شراب خوار اور مرتکب بدکاری کے بیچ زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے بھی تھے لیکن اونکو بالکل
چھوڑ نہ دیتے تھے بلکہ حال اونکا متفاوت تھا کہ بعضونپر تشدد کرتے تھے اور بعضون سے اظہار بغض عداوت او بعضونسے
اصلا تعرض بھی نکرتے تھے اور بعضونپر رحمت و شفقت سے نظر کرتے تھے اور دوری نہیں کرتے تھے پس یہ دقیقے ہیں
کہ بین کہ مختلف ہیں اونمیں احوال سالکان طریقت کے اور عمل ہر ایک کا اوسمیں موافق حال اور وقت اوسکے ہے
یعنے جن پر قدرت رکھتے اونپر تشدد کرتے اور اگر قدرت نرکھتے اونسے بغض و عداوت ظاہر کرتے اور جنسے خوف ضرر
ہوتا اونکی طرف دھیان بھی نکرتے اور جو کہ غریب ہوتے اور توقع انکے اسلام کی ہوتی اونپر رحم و شفقت کرتے اور نہایت
کار اوسمیں کراہیت اور استحباب ہے مانند تمام فضائل اعمال کے نہ حرمت و وجوب یعنے برونسے بغض وغیرہ نرکھنا مکروہ
ہے نہ حرام اور رکھنا بغض وغیرہ کا انسے مستحب ہے نہ واجب اور بیچ حق ایسے امور کے واقع ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ
یعنے ثمرہ اور جزا اعمال موقوف نیت پر ہے اسلیے کہ کبھی ہوتا ہے کہ بیچ نظر رحمت کرنیکے اور نرمی کرنیکے طریقہ تواضع اور خلق کا
رعایت کیا جاتا ہے اور بیچ تنبیہ اور اعراض کرنیکے شیوہ تکبر و سختی کا لحاظ کیا جاتا ہے اور حاکم و مفتی ان امور میں
دل ہے پس طالب صادق کو چاہیے کہ ہر چیز میں کہ موافق طبیعت اور خواہش نفسانیکے ہو خلاف اوسکے کرے اسلیے
کہ جیسے کہ بیچ اعتراض اور انکار کے مقصود سختی اور عجب اور اظہار صلاح کا ہوا ایسی ہی متصور ہے کہ نرمی اور رحم میں بھی
مداہنت اور دلجوئی واسطے سیدھے ہونے کے ایک غرض کو غرضون دنیا سے کہ مال ہے اور جاہ اور شہرت ساتھ حلم
و تواضع کے اور قصد اجتماع لوگونکا اور تعریف کرنے اونکا اور مانند انکے مخفی نہیں ہے یا اوس کسی پر کہ تلاش
کرنیوالا احوال اپنے کا ہو اور حکایتیں مشائخ کی بیچ زجر اور اعراض اور نرمی اور عفو کے بہت ہیں اور اختلاف اعمال
انکا بسبب اختلاف احوال کے ہے یعنے کوئی زجر کرتا تھا اور کوئی نکرتا تھا پس یہ بسبب اختلاف حالتونکے تھا جیسا کہ
بیان مفصل اسکا اوپر ہو چکا ہے

فصل دوسری بیچ بیان اون صفتون کے کہ شرط ہیں بیچ اختیار کرنے صحبت کے

جان کر اکثر یون ہے کہ کرنا یارانہ کا واسطے کسی غرض اور فائدہ کے ہوتا ہے اگرچہ پہلی مقصود ہے کہ بسبب نرمی اتفاق اور موافقت طبیعت اور جنسیت کے ہوا اور چونکہ اس قسم مین اختیار کو دخل نہین ہے جگہ ثواب یا سبب عذاب کے نہین ہونیکی لیکن اکثر یہ ہے کہ یارانہ واسطے فائدہ کے ہوا اور فائدہ منحصر ہے بیچ دینی اور دنیاوی کے مراد دنیاوی سے یہ ہے کہ موقوف ہوا اوپر زندگانی دنیا کے اور مدار ہوا اوپر حاصل ہونے فائدہ آخرت کے مانند جمع کرنے مال اور حاصل کرنے جاہ کے یا عزت حاصل کرنیکے ساتھ دیکھنے کے اور ہمسائگی کے اور مناسب بحال عقل کے یہ ہے کہ غرض دوستی یارانہ سے یہ نہو بس چاہیے کہ غرض یارانہ سے محض حاصل کرنا فائدہ دین کا ہو مانند حاصل کرنے علم و عمل کے اور مانند حاصل کرنے اسقدر مال کے کہ کفایت کرے واسطے معیشت کے اور حاصل ہووے بسبب اوسکے فراغ خاطر اور رہائی ہے تشویش دل اور مانند مدد چاہنے کے بیچ احوال اور مصیبتوں کے کہ باعث فتور اوقات اور قصور عبادتون کے ہین اور مانند خلاص ہونیکے کثرت مال سے اور قید جاہ سے کہ باعث تشویش خاطر ہے اور مانند برکت حاصل کرنیکے ساتھ نرمی دعا کے کہ سبب حصول مقاصد اور مطالب کی ہے اور مانند انتظار شفاعت کے قیامت مین منقول ہے بعضے اگلے بزرگون سے کہ بہت پیدا کرو تم بھائی مسلمان جہانتک کہ ہوسکے تمسے اسلیے کہ ہر مومن کو اپنے بھائی سے امید شفاعت ہے کہ جب بخشا جاویگا بندہ شفاعت کریگا اپنے بھائی مسلمان کی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ لازم پکڑو تم اپنے بھائی مقرر کرنا کہ بھائی کام آتے ہین دنیا اور آخرت مین کیا نہین جانتا ہے تو حال اہل دوزخ کا کہ کہینگے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ یعنے نہین رہا ہمارے لیے کوئی شفاعت کرنیوالا اور نہ یار غمخوار اور جب معلوم ہوا کہ فائدے یارانہ کے یہ ہین تو ضرور ہوا کہ لائق یارانہ کے وہ ہوگا کہ صحبت اوسکی سبب حاصل ہونے ان فائدون کے ہو اور پہچاننا اسکا وقت تجربہ کے اور دیکھنے حال کے ظاہر ہوتا ہے لیکن کلام مجمل بیچ شرائط یارانہ کے یہ ہے کہ یار عاقل ہو کہ احمق کی صحبت مین بھلائی نہین ہوتی اور آخر کو نوبت انقطاع اور پریشانی کی پہنچتی ہے اور نفع اوسکا ضرر ہے اور دوستی اوسکی دشمنی ہے اور اسی سبب سے کہا ہے بزرگون نے کہ دشمن دانا بہتر ہے دوست نادان سے بیت دشمن دانا کہ غم جان بود بہتر ازان دوست کہ نادان بود سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نظر کرنی احمق کے منہ پر گناہ ہے کہ لکھا جاتا ہے نامہ اعمال مین اور بعضون نے کہا ہے کہ انقطاع کرنا احمق سے وصل کرنا ہے ساتھ خدا کے اور مراد عاقل سے وہ ہے کہ سمجھے اشیا کو موافق اونکے مقصود کے کہ مقصود اس سے کیا ہے اور اوس سے کیا ہے اور معلوم کرے حقیقتین طاعت کی اور دقیقہ گناہونکے اور مراد ساتھ عقل کے جہان کہین کہ تعریف کی ہے یہی ہے حدیث مین آیا ہے کہ کوئی مخلوق عقل سے زیادہ شریف نہین ہے خدا کے نزدیک ایکبار روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص کی تعریف کی لوگون نے اور مبالغہ کیا اوسکی تعریف مین فرمایا کہ عقل اوسکی کیسی ہے عرض کیا لوگون نے یا رسول اللہ ہم تعریف کرتے ہین اوسکی کوشش کرنیکی عبادت مین اور بھلائیون مین اور آپ اوسکی عقل کا حال پوچھتے ہین فرمایا کہ احمق

بسبب حماقت اپنی کے کرتا ہے وہ گناہ کہ زیادہ ہوتا ہے گناہ فاسق سے اور تحقیق درجات عبادت کے قیامت کو موافق
درجون عقلون کے ہونگے منقول ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا مرد کے تئین کوئی چیز بہتر عقل سے نہیں سے کہ بتاتی ہے
آدمی کو راہ سیدھی اور باز رکھتی ہے اوسکو تمام گمراہیون سے بلا شبہہ کامل نہین ہوتا ہے ایمان آدمی کا اور مستقیم نہین ہوتا
دین اوسکا مگر ساتھ کمال عقل کے منقول ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ پوچھا انہون نے آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ
کس چیز سے فضیلت ہوتی ہے مرد کے تئین دنیا مین فرمایا کہ ساتھ عقل کے پھر پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آخرت مین کس چیز سے فضیلت
ہوتی ہے فرمایا عقل سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا نہین ہے فضیلت ساتھ اعمال کے فرمایا ای عائشہ کوئی عمل نہین ہوتا ہے مگر بقدر
عقل کے کہ جو عقل بہت رکھتا ہے عمل بھی بہت کرتا ہے اور حدیثین اور اقوال صحابہ کے عقل کی فضیلت مین بیشمار آئی ہین
اور جملہ شرائط یارانہ سے یہ بھی ہے کہ یار خوش خلق ہو کہ اکثر عاقل ہوتے ہین کہ اپنی عقل سے ماہیت امور کی معلوم
کرتے ہین لیکن بسبب غضب و شہوت اور بخل اور مانند انکے متابعت خواہش نفسانی کی کرتے ہین اور خلاف
معلوم اپنے کے عمل مین لاتے ہین پس شرط حسن خلق تمام کرنیوالی شرط عقل کی ہے اور دونو شرطین حقیقت مین ایک ہین
اور مقصود یہ ہے کہ عاقل ہوئے عمل کرنیوالا مقتضائے عقل پر اور اگر اکتفا اوسی شرط پہلی پر کرے تو بھی روا ہے اور اوسی شرائط
یارانہ سے یہ ہے کہ نہو یار فاسق کہ مصر ہو فسق و فجور پر اور فسق عادت اوسکی نہو اور صحبت فاسق سے توقع نفع کی رکھنی چاہیے
کیونکہ جو کوئی خداتعالے کے حقوق فوت ہونیسے نہین ڈرتا تیرے حق سے کیا غم رکھیگا اور فسق منافی کمال عقل کے ہے اور بعضے
فاسقون سے اگرچہ کبھی نفع سرزد ہوتا ہے جیسے کہ سخاوت شراب خوار سے ولیکن ہونا ضرر کا اوس سے زیادہ ہے بہ نسبت نفع کے
اور ثابت نہین رہتا ہے نفع اوسکا اور کبھی ہوتا ہے کہ زر دیتا ہے اور کبھی سر کاٹتا ہے اور جملہ شرائط یارانہ سے یہ بھی ہے
کہ یار بدعتی نہو کہ اوسکی صحبت مین خوف سرایت کرنے بدعت کا اور بیجا ذکر نے برائی اوسکی کا ہے نعوذ باللہ من ذلک
راہ حق یہ ہے کہ بدعتی سے انقطاع کرے اور اوس سے یارانہ نکرے اور نہ مباحثہ کرے اگر جانے کہ نفع نہین کریگا
مباحثہ اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور جملہ شرائط یارانہ سے یہ ہے کہ یار حریص دنیا کا نہو جسے تا تو بھی حریص نہو جاوے کہ
حریص دنیا دیوانہ ہے حقیقت مین اور عاقل ہے ظاہر مین اور یہ درد ہے دوا کیا دوا ہو اوسکی جس صورت مین کہ عالم
گرفتار ہو اسمین لیکن علما حقیقی کہ چلنے والے ہین راہ آخرت کے اور مقصود انکو علم سے عمل ہی ہے وہ البتہ پاک
ہوتے ہین اس بلا سے اور دوا نفع دینے والی اس بیماری حرص کی محال ہے یہ لوگ ہین لائق صحبت کے اگر خداتعالے
نصیب کرے والا مطالعہ کرنا انکی کتابون ہی کا خوب ہے کہ البتہ اسکو بیج توڑنے شورش نفس کے تاثیر ہے یقینی اور
ادنی فائدہ اسمین یہ ہے کہ خلاصی ہوتی ہے جہل مرکب سے اور اس زمانہ مین جو فائدہ کہ طالب صادق کو ان
بزرگون کی کتابون سے ہوتا ہے ہمنشینی شیوخ زمانہ ہمارے سے میسر نہین ہوتا اور حاصل یہ کہ صحبت بد اخلاق
لوگونکی سے احتراز کرے کہ سلامتی اسمین ہے اور بیہودہ تضییع اوقات نکرے کہ عمر نفیس اور اکثر صرف آدمی کا

بسبب صحبت بدکے ہے اور آخرت مین ثمرہ اوسکا سوا ندامت کے نہین ہے سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ہے پرہیز کر تین شخصونکی صحبت سے ظالمان غافل اور عالمان بے عمل اور صوفیان جاہل سے **فصل تیسری**
بیچ حقوق بھائی چارہ اور یارانہ کے بیان اس بھائی چارہ ایک ایسا رابطہ ہے کہ حاصل ہوا ہے اتفاق سے مانند عقد
نکاح کے پس ضرور ہے اوسمین رعایت کرنی حقوق کی زیادہ باقی رشتہ اور جملہ حقوق بھائی چارہ سے یہ ہے کہ اوسکے لیے
جیسے مال مین کچھ حصہ ہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حال دو بھائیونکا مانند حال دو ہاتھونکے ہے کہ
دھوتا ہے ایک دوسرے کو غرض یہ ہے کہ ہر ایک مددگار دوسرے کا ہو اور آپسمین شریک منافع مین اور نفع پہونچانا ساتھ
مال کے تین مرتبہ پر ہے ایک یہ کہ جسکو دیتا ہے وہ بمنزلہ خادم اور غلام تیرے کے ہووے کہ جو کچھ زیادہ تیری حاجت سے ہو
اوسکو دیکر مدد کرے اور یہ کمترین مراتب کا ہے اگر یہ بھی نہو تو بھائی چارہ نہین اور چاہیے کہ اس مرتبہ مین انتظار سوال
کا نکرے کہ یہ نہایت تقصیر ہے حاصل یہ کہ جو کچھ کہ اپنی حاجت سے زائد ہو بھائی مسلمانکو دیکر مدد اوسکی کرے اور انتظار اوسکے
مانگنے کا نکرے اور مرتبہ دوسرا یہ ہے کہ اوسکو شریک اپنا کرے اور مانند اپنے جانے اور مال کو آدھون آدھ بانٹ دیوے
آپسمین اور یہ مرتبہ اوسط درجہ کا ہے اور اعلی مراتب یہ ہے کہ شیوہ ایثار کا اختیار کرے تو یعنے اوسکی حاجت کو مقدم کیجے
اپنی حاجت پر اور یہ رتبہ صدیقون کا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درست کرنے سامان لشکر جہاد کے صحابہ
دولتمندونسے مال طلب کیا تو سب صحابہ آدھا آدھا مال لے آئے اور آدھا آدھا اپنے گھر والونکے لیے چھوڑ آئے اور امیر المومنین
حضرت ابوبکر صدیق اکبر سارا مال لے آئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا چھوڑ آیا تو اے صدیق اپنے اہل عیال کے لیے
عرض کیا صدیق نے کہ اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ یَکْفِیْ یعنے اللہ اور رسول اوسکا بس ہے پس حضرت نے اور صحابہ کو فرمایا کہ فرق
تم مین اور ابوبکر مین ایسا ہی ہے کہ جیسا اسکے فعل مین اور تمہارے فعل مین اور ایسے مرتبہ مین داخل ہے ایثار ساتھ نفس
کے یعنے اور بھائیکو عزیز رکھے اپنی جان سے چنانچہ منقول ہے کہ ایک خلیفہ نے واسطے قتل کرنے ایک جماعت صوفیہ کے حکم کیا
اور اونمین شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جلاد نے چاہا کہ تلوار چلاوے شیخ ابو الحسن آگے آئے اور کہا کہ اول
مجکو مار کہ مین دوست رکھتا ہون کہ ایثار کرون یعنے ترجیح دون اپنے بھائیونکو ساتھ زندہ رہنے کے جب یہ خبر خلیفہ کو پہونچی
تو سبھونکو چھوڑ دیا اور لکھا ہے اگلے بزرگون نے کہ جب کوئی یار کہے کہ اپنے مال مین سے کچھ مجکو دے اور وہ مال والا پوچھے
کہ کتنا مال چاہتا ہے تو وہ لایق دوستی کے نہین یعنے چاہیے تھا کہ سب مال آگے لے آتا اور آیا ہے کہ ایک اگلے بزرگون
مین سے ایک یار کے پاس آیا اور کہا کہ چار ہزار درہم کی احتیاج رکھتا ہون دیو اوسنے کہا کہ اسمین سے آدھی لیجا
وہ پھر آیا اور کہا کہ دنیا کو اختیار کیا تو نے خدا پر تو لایق دوستی کے نہین اور آیا ہے کہ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ
تھے اوپر ایک مکان بھائی مسلمان کے آئے اوسکو نپایا پس صندوق اوسکا طلب کیا اور جو کچھ حاجت رکھتے تھے نکالا
جب وہ شخص آیا تو ایک خادم نے اوسکے اس واقعہ کی خبر دی اوسنے کہا اگر سچ کہتا ہے تو تو حر ہے مین واسطے خدا تعالی کے

آزاد کیا یعنے کہ مجکو ساتھ ایسی خبر خوش کے شاد کیا تو نے اور ایک شخص ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ
تمسے بھائی چارہ کرون واسطے خدا کے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہین کر سکیگا تو کہ حقوق برادری کے مشکل ہین کہا اوس شخص
نے کہ کیا ہین وہ کہو تا جانون کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی چیز تیرے نزدیک دینار اور درم سے زیادہ مجھے نہو یہ کہا اوس
شخص نے کہ واللہ مین ابھی اس مرتبہ کو نہین پہنچا ہون اور خرچ کرنا بھائی کا تیری چیزون مین بہتر ہے تصدق کرنے سے فقیرون پر امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین بیس درہم دون اپنے یار دینی کو تو بہتر ہے اس سے کہ تصدق کر دیوین سو درم
فقیرون پر اور یہ بھی فرمایا کہ اگر مین کھانا لاون کہ جمع ہون اسپر یار میرے تو بہتر ہے اس سے کہ آزاد کر دیوین بردہ کو اور سب
پیرو ایثار مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایثار کرتے تھے یعنے ترجیح دیتے تھے
اپنے صحابہ کو سب چیزون مین اپنے پر اور جملہ حقوق یارانہ سے یہ ہے کہ جیسے کہ غمخواری اوسکی ساتھ مال کے کرتا ہے مدد اوسکی جان
سے بھی واجب جانی اور بیچ حاجتون اوسکی کے پہلے سوال کے مستعد ہو اور اسمین بھی تین مرتبہ ہین اعلیٰ و اوسط اور ادنیٰ
لکھا ہے علمانے کہ جب پیش کی تو نے حاجت اپنی کسی یار کے آگے اور سعی نکی اوسنے تیری حاجت روائی مین تو کہہ اوسپر
چار تکبیرین اور گن اوسکو مردون مین اور حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ کے لیے ظروف ہین روی زمین پر اور وہ دل ہین اور
بہترین ظرفون کا وہ ظرف ہے کہ صاف زیادہ اور سخت زیادہ اور نرم زیادہ ہو یعنے صاف ہوگنا ہونسے اور سخت ہو دین
مین اور نرم ہو بھائی مسلمانون پر اور قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ نے بیچ وصف اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمایا ہے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنے اصحاب حضرت کے رحیم تھے کہ آپسمین محبت الفت رکھتے تھے اور رحم کرتے تھے اور یہ جامع ہے
غمخواری کی سب قسمونکو یعنے رحم ہوگا تو سب حق اوس سے ادا ہونگے اور نہین تو نہین اور جملہ حقوق یارانہ سے یہ بھی ہے
کہ ساکت ہووے یار کے عیبونسے حاضر و غائب مین بلکہ تغافل اور تجاہل کرے اور رد و کد نکرے اوس چیزمین کہ کیے
اور کرے یار اور اگر اوسکو راہ مین دیکھے یا کسی کام مین پاوے تو نپوچھے کہ کہان تھا تو اور کیا کرتا تھا تو شاید کہ وہ اپنی جگہ
گیا ہو یا ایسے کام مین ہووے کہ اوسکے ظاہر کرنیسے حجاب کرتا ہو بسبب اوسکے دوزخ مین نہ پڑے یعنے جھوٹھ بولکر اور اوس
بات کو کہ ساتھ اوسکے مخصوص کیا ہے کسی اور سے نکہے اور بھید اوسکے ظاہر نکرے اگرچہ بعد القطاع وجدائیکے ہو کہ یہ علامت
بدباطنی کی ہے اور ظاہر کرنے عیب دوستون اور اہل و اولاد اوسکی سے کہ جسمین ایذا اوسکو ہو دور ہے کہ حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عیب کسیکا اوسکے منہ پر نہین کہا آیا ہے کہ ایک شخص زعفرانی کپڑے پہنے ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو آیا بعد اوسکے جانیکے فرمایا کہ اسکے تئین کہدینا کہ اگر یہ رنگ کپڑے سے دور کرے تو بہتر ہے اور اگر کسی سے عیب یار کا
سنا ہووے تو اوسکے منہ پر آنکر نہ کہے کہ حقیقت مین آپ عیب کرتا ہے اوسکو اور یہ روش اکثر اہل حسد و نفاق کی ہے اور اگر
کسی سے تعریف اوسکی سنے تو اوس سے کہدے کہ چھپانا اوسکا قبیلہ حسد کے سے ہے اور اوسکی تعریف مین زیادتی نکرے
تعریف صاحب کہ مبالغہ شاید جھوٹھ ہو یا موجب عجب یا تکبر اوسکا ہو حاصل یہ کہ جو کچھ کہ اوسکو ناگوار ہو اوس سے خاموش رہے

یعنے بعض رسم بھائی چارہ ہے اور رسم بھائی کو دنیا مین سب سے زیادہ ... ہے سکا ہ ... جہاز علی الارض ... یعنے اسکا شاید وہ اظہار کرتا ہو ... بدنام ہو

مگر اون چیزون مین کہ متعلق ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے ہو اور سکوت کر نہین اوس سے اجازت نہو کہ سکوت بہیا اپنی غرض کے
اوسکو اور کراہت اوسکی حقیقت مین احسان ہے اوسکے حق مین اگرچہ ظاہر مین بُری معلوم ہو اور امر و نہی مین بھی طریقہ
تعلیم و مہربانی کا جاری رکھے اور طریقے بیچ باز رکھنے نفس کے خطا پکڑنے اور عیب کرنے یا رکھنے ہے کہ اپنے مین نگاہ
کرے کہ کچھ عیب یا نقصان پاتا ہے یا نہین نپانا تو محال ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نقل فرماتا ہے
وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ یعنے پاک نہین کرتا ہون مین اپنے نفس کو یعنے مین نہین کہتا کہ
نفس میرا میل کرنیسے طرف آرزو کے پاک ہے تحقیق نفس البتہ حکم کرنیوالا ہے برائی کا پس جبکہ تو نے پایا عیب
و نقصان اپنے تو معذور رکھو اپنے بھائی مسلمان کو اور خیال کر کہ جیسا کہ تو بیچ دفع کرنے اس خصلت کے عاجز ہے ویسا ہی
عاجز ہے اور جیسیکہ تو خدا تعالیٰ کے حقوق مین تقصیر کرتا رہتا ہے اگر وہ تیرے حق مین قصور کرے تو کیا ہوا اور چھپانا
برائی کا صفات خدا وندی سے ہے اسلیے دعا مین واقع ہوا ہے یَا مَنْ اَظْہَرَ الْجَمِیْلَ وَسَتَرَ الْقَبِیْحَ یعنے اے وہ ذات
پاک کہ ظاہر کیا خوبی کو اور چھپایا برائی کو اور منجملہ ظاہر کرنے خوبی کے اور چھپانے برائی کے یہ ہے کہ حضرت خداوند سبحانہ
و تعالیٰ نے صورت ظاہر تیری کو ایسا خوب و زیبا پیدا کیا ہے اور جو کچھ بُرا ہے اوسکو تیرے پیٹ مین پوشیدہ رکھتا ہے یعنے
پاخانہ و پیشاب محبوب ترین بندونکا نزدیک خدا تعالیٰ کے وہ شخص ہے کہ متخلق ہو ساتھ اخلاق اوسکے کے یعنے اپنے مین
اوسکی صفتین مثل عفو وغیرہ کے حاصل کرے اور جیسیکہ حضرت جل و علا اپنے بندون اور مخلوق کا عیب چھپاتا ہے اور گناہونکو
عفو کرتا ہے اگر تو اپنے برابر سے یا بہتر سے یہ معاملہ کریگا تو کیا ہوگا اور یہ بھی ہے کہ طلب کرنا ایسے مصاحب کا کہ پاک ہو سب
عیبون سے طلب کرنا محال کا ہے اور دور کرنا اوسکے عیب کا موجب ترک مصاحبت کا ہے اسلیے کہ کوئی ایسا نہین ہے کہ بعضی
صفتین اوسمین نیک اور بعضی صفتین بُری نہون نہایت کار یہ ہے کہ نیکیان اسکی غالب ہون برائیونپر اور یہ چاہنا کہ
اوسمین کوئی برائی نہو مشکل ہے پس نظر مسلمان منصف کی ہمیشہ نیکیونپر ہے اور یہ باعث محبت ہے اور نظر منافق
اور بے انصافونکی ہمیشہ عیب پر ہے جیسیکہ کہا ہے کسی شاعر نے ؎ وَعَیْنُ الرِّضَا عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیْلَۃٌ وَلٰکِنَّ
عَیْنَ السُّخْطِ تُبْدِیْ الْمَسَاوِیَا یعنے آنکھ رضا کی ہر عیب سے تھکی ہوئی ہے و لیکن آنکھ غضب کی ظاہر کرتی ہے
برائیونکو یعنے آدمی جس سے راضی ہوتا ہے اوسکا عیب نہین دیکھتا اور جسپر غصہ ہوتا ہے اوسکی برائیان ڈھونڈ ڈھونڈھکر
نکالتا ہے ؎ نہ بیند مردم بد بین مگر بد ابن مبارک نے فرمایا ہے کہ مومن ہمیشہ بیچ طلب عذر کے ہے اور منافق ہمیشہ بیچ
تجسس کرنے عیب کے ہے اور فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جوانمردی یہ ہے کہ اوپر لغزش بھائیون کے
خطا نہ پکڑے تو اور حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ پکڑو بُرے ہمسایہ سے کہ جب بھلائی دیکھے ڈھانکدے
اور جب برائی پاوے مشہور کرے اور جیسا کہ واجب ہے کہ زبان برائیون یار کے سے رکے اسیطرح لازم ہے کہ دل سے بھی
سکوت کرے اور سکوت دل کا یہ ہے کہ گمان بد نہ لیجاوے کہ گمان بد غیبت دلکی ہے پس اوسکے فعل کو جہانتک کہ ہوسکے بھلائی پر

تحمل کرے اور اگر یقین تجکو ہو ساتھ دیکھنے عیب اسکیکے تو حمل اوپر سہو اور نسیان کے کرے تو اوسے سمجھ کہ ممکن ہوا اور اگر ممکن نہو
تو معذور رکھے تو جان کہ منشا گمان بد کا یا تو ساتھ تفرس کے ہے یعنے ساتھ پائے جانے قرینہ اور علامتون کے اور نتیجہ اختیار
حقیقت اوسکے دل مین بیٹھی ہے جیسیکہ ایک شخص کو دیکھے تو کہ ہمیشہ درپے طلب کرنے صدر و بالانشینی کے ہوتا ہے
اور اگر کوئی اوسکو منع کرتا ہے تو لڑتا ہے اور تمام اوقات اوسکی ساتھ ذکر کرنے اس بات کے اور طلب کرنے اسباب
اسکیلئے گذرتی ہے بے اختیار گمان ہوتا ہے کہ یہ متکبر ہے اور دفع اس گمان کا ساتھ تکلف کے ممکن نہیں ہے اور
جبتک ہو سکے قصور نکرے اس گمان کے دفع کرنے مین اور ایک قسم ہے کہ منشا اوسکا بداعتقادی ہے اور یہ ممنوع اور
بُری ہے ہر مسلمان کے حق مین مصاحب ہو یا غیر مصاحب حدیث مین آیا ہے کہ حرام ہے مومن پر کہ گمان بد کرے اپنے
بھائی مسلمان پر اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دور رکھو اپنے تئین گمان بد سے کہ وہ ایک قسم ہے جھوٹ کی اور جو کوئی کہ بداعتقاد
ہے جو فعل کسی سے دیکھتا ہے اگرچہ دو وجہ رکھتا ہو البتہ اوسکے تئین بُری وجہ پر حمل کرتا ہے ؂ بدگمان باشد
ہمیشہ زشت کار ٭ نامۂ خود خواند اندر حق یار ٭ اور باعث بدگوئی اور عیب جوئی پر اکثر حسد ہے کہ حاسد کی نظر مین سوا
برائیونکے کچھ نہین نظر آتا اور اگر نیکی دیکھے تو مرجاتا ہے اور بعضونکو باعث بدگوئی اور عیب جوئی کا یہ ہوتا ہے کہ اگر مین اظہار
اعتقاد کا کرون تو مبادا مجکو برا جانین اور کم اوس سے دیکھین یعنے ایک شخص اوسکے نزدیک واقع مین اچھا ہوتا ہے
لیکن [illegible] لوگون کے سے اسکی بھلائی نہین کہتا بلکہ برا کہتا ہے اور درپے عیب جوئی کے رہتا ہے اور یہ بیچ معنی اختیار نار
کے ہے بسبب [illegible] کے سبب سے آگ دوزخ کو اختیار کرتا ہے کمال نادان ہے اور بعضونکی اصل خلقت سے بداعتقادی
و بدباطنی پیدا ہوتی ہے اور اسکی کچھ دوا نہین اور سینہ حاسد کا ہمیشہ کینہ اور عداوت سے بھرا رہتا ہے جبتک کہ مجال کلام
کی نہین پاتا ہے پوشیدہ ہے یعنے کینہ و عداوت اور علامت اوسکی یہ ہے کہ وقت فرصت مین یعنے جہان مجال کلام کی پائی
اوسکے ظاہر کرنے سے درگذر نہین کرتا ہے حاصل یہ کہ بیچ عفو کرنے قصور لوگونکے قصور نکرے اور جس مجلس مین کہ بیٹھے جو کچھ
سنا ہو اسنا جانے کہ یہ بھی امانت ہے لکھا ہے علمانے صُدُوْرُ الْاَبْرَارِ قُبُوْرُ الْاَسْرَارِ یعنے سینہ نیکونکے قبرین ہین بھیدون
کی یعنے جیسے مردے قبرون مین پوشیدہ ہین کہ کوئی اُنکے حال سے واقف نہین ویسی ہی بھیدونکا حال ہے انکے سینونمین
اور بعضون نے لکھا ہے کہ دل احمق کا منہ مین ہے اور زبان عاقل کی دلمین یعنے احمق کے دلمین جو کچھ آتا ہے جھٹ پٹ
کہہ بیٹھتا ہے اور عقلمند اپنے دل ہی مین رکھتا ہے اور بعضے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ جب چاہے تو کسی سے دوستی کرنی
تو اول غصہ [illegible] پیچھے کسیکو اوسکے پاس بھیج کہ اوس سے تیرا حال پوچھے پس اگر اچھا کہا اوسنے یا ساکت رہا تو
لائق دوستی کے ہے والا نہ دور رہ اوس سے اور چاہیے کہ ہر حال مین ثابت رہے ان امور پر کہ مذکور ہوئے اور بیچ
غضب اور رضا اور طمع اور خواہش نفسانی کے متغیر نہو کہ یہ صفت بدبختونکی ہے اور چاہیے کہ جو کچھ کہی دوستی و ترک دوستی [illegible]
اور مناقشہ نکرے تو الگ ہوجائے تو کہ یہ بہت بڑا اسباب ہے واسطے [illegible] کے اور موجب انقطاع اور بغض کا ہی اوسکو [illegible]

یعنے بداعتقادی اسکا یہ ہے کہ جو بات کسی کی دیکھے برائی ہی پر حمل کرتا ہے ۱۲ [illegible]

اوپر تکبر اور ایذا اور برا کہنے اور حقیر جاننے اور جاہل اور احمق کہنے کے اور یہ سب باعث عداوت و دشمنی کے ہین پس
برا جاننا اور دوستی کرنی جمع نہین ہوتی اور نیز جمع ہونا انکا نہین منافات کلی ہے لکھا ہے علما نے کہ جب کسی یار کو کہو
تو اٹھ پس وہ کہے کہان چلنے کے لیے اٹھون تو وہ لائق دوستی کے نہین ہے ابو سلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میرا
ایک یار تھا جب اوس سے مال مانگتا تھا مین تو تھیلی مال کی میرے آگے رکھ دیتا تھا اگر چہ اوس نے کہا کہ کسقدر دون مین اوس
واسطے علاوہ دوستی کی کہ رکھتا تھا مین نزدیک یہ تمام حقوق یارانہ کے اوسی قبیل سے تھے کہ متعلق ساتھ سکوت کی ہین
اور بعضے حقوق یارانہ کے وہ ہین کہ متعلق ہین ساتھ کلام کرنیکے اسلیے کہ جیسے کہ بھائی چارہ تقاضا کرتا ہے سکوت کرنیکو
عیبوں سے ایسا ہی تقاضا کرتا ہے بھلائیونکے بیان کرنیکو اسلیے کہ جو کوئی کہ ہمیشہ سکوت مین ہوتا ہے بیچ حکم مردیکے ہے اور
غرض سکوت سے بچنا ایذا اور رنج کا دیا پا سے ہے اور غرض بھائی چارہ سے مراد دور کرنا ایذا ہی کا نہین ہے بلکہ
پہونچانا منفعت کا بھی ہے پس جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ خبر گیری احوال کے اور دریافت کرنے دکھ اوس کے سکوت نکرے
کہ سکوت یہان بمنزلہ کلام کرنے غیر کے ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی دوست
رکھے تم مین سے اپنے بھائی کو پس چاہیے کہ اوسکو خبر کر دیوے اسلیے کہ محبت طبعی ہے پس خبر دینا محبت کا باعث زیادتی
محبت کا ہوگا اور اسی قبیل سے ہے یہ کہ اوسکو غائبانہ اور سامنے ساتھ اچھے نام کے ذکر کرے کہ وہ اوس نام کو دوست
رکھتا ہو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تین چیزین باعث زیادتی محبت کی ہین سلام علیک اول کرنی اور
مجلس مین جگہ دینی اور اوسکو ساتھ بہترین نامونکے ذکر کرنا اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ تعریف کرو تو اوسکی اون خوبیونکی کہ جانتا ہو تو
خصوصا اوس شخص کے آگے کہ دوست رکھتا ہے وہ کہ اوسکے آگے اوسکی تعریف کیجائے کہ یہ بڑا سبب ہے زیادتی محبت کا اور ایسی ہی
تعریف کرنی اوسکی اہل و اولاد کی اور اوسکی صفت کی اور اوسکے فعل و خلق کی اور اوسکی ہیات اور لکھنے اور شعر اور
تصنیف کرنیکی اور اور تمام اون چیزونکی کہ خوش ہووے وہ تعریف کرنے اونکے سے و لیکن چاہیے کہ اسجگہ آمیزش ریا
اور جھوٹ کی نہو بلکہ جو کچھ کہ لائق تعریف کرنیکے ہو تعریف کرے ف مراد تعریف کرنے سے تعریف کرنی غائبانہ ہے اسلیے کہ سامنے
تعریف کرنی منع ہے آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسیکی تعریف کی اوسکے منہ پر حضرت نے
فرمایا وائے تجکو کاٹی تو نے گردن بھائی اپنے کی تین بار فرمایا یہ انتہے اور یہ منع اسلیے ہے کہ باعث عجب و تکبر کا ہوتا ہے
اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے کہ تعریف کرنی آدمی کی تین طرح پر ہے ایک تو یہ ہے کہ تعریف کرے اوسکی اوسکے منہ پر
یہ قسم تو وہ ہے کہ منع کیا گیا ہے اوس سے اور دوسری یہ ہے کہ تعریف کرے اوسکی غائبانہ لیکن جانتا ہے کہ خبر
تعریف کی اوسکو پہونچے گی پس یہ بھی ممنوع ہے اور تیسری یہ ہے کہ تعریف کرے اوسکی غائبانہ اس حال مین کہ پروا ہو
اوسکے پہونچنے نہ پہونچنے کی اور تعریف کرے اوسکے ساتھ اوس چیز کی کہ اوسمین ہے پس اس تعریف کا مضائقہ نہین انتہے
پس مراد حضرت شیخ کی تعریف کرنے سے تعریف کرنی تیسری قسم کی ہے اگرچہ وہ سن لے اور خوش ہو لیکن اسکو وقت تعریف کرنیکے

یہ خیال نہو واللہ اعلم بالصواب اور اسی قبیلہ سے ہے یہ کہ جس کسی سے غیبت اور مذمت اوسکی سنے صریحاً یا اشارۃً حمایت اور رعایت اوسکی کرے اور حق یاریکا بجا لاوے کہ سکوت یہان شیوہ محبت سے دور ہے اور اگر خوف شر و فساد کا ہو تو خاموش ہے تو ولیکن چاہیے کہ راضی نہو دیتو اور اگر اوس مجلس سے باہر نکلسکے تو بہتر ہے حاصل کہ یار کو ہمیشہ پیش نظر رکھو تو بلکہ اوسکو مثل اپنے جانے اور مدار تمام حقوق و آداب کا اسی پر ہے حدیث مین آیا ہے کہ تمام نہین ہوتا ایمان ایک کا تم مین سے جبتک کہ دوست نرکھے اپنے بھائی مسلمان کے لیے اوس چیز کو کہ دوست رکھتا ہے اپنے لیے اور اسی قبیلہ سے ہے نصیحت کرنی اوس چیز مین کہ متعلق ہے اسکے دین کے اور نافع ہے امور دنیا مین کہ احتیاج اچھی بات سیکھنے کی زیادہ ہے احتیاج مال سے اور طریقہ نصیحت کا یہ ہے کہ آگاہ کریتو اوسکو اوپر فوائد فعل کے اور آفتون اوسکے کے اور فعل کی آفتونسے ڈراویتو اور اوسکے فائدونپر مطلع کریتو تاکہ وہ متنبہ ہووے اور نصیحت یہ ہے کہ خلوت مین کریتو کہ جہان کوئی اور نہو کہ اوسکے عیب پر مطلع ہو اور برملا کہیے تو اور لوگونپر ظاہر کریتو کہ فضیحت کرنی ہے نہ نصیحت اور ایسا ہی طریقہ تھا اگلے علما کا کتاب وعظ اخوان مین لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے لوگون نے کہا کہ آیا دوست رکھتے ہو تم اوسکو کہ خبر کرے تمہارے عیبونکی کہا اونہون نے کہ ہان اگر محض واسطے خدا کے کرے کہا لوگون نے کہ وہ کیونکر ہے کہا کہ نصیحت کرے تنہا نہ فضیحت کرے برملا اور فرق درمیان توبیخ اور نصیحت کرنیکے ساتھ اظہار اور پوشیدہ کرنیکی ہے یعنے اگر ظاہر کیا سمجھانیکو توبیخ کہین گے اور اگر پوشیدہ کیا نصیحت کہین گے جیسیکہ فرق درمیان مدارات اور مداہنت کے ساتھ غرض کے ہے کہ باعث ہے تغافل پر اگر غرض چشم پوشی اور تغافل سے اصلاح دین اپنے کی اور اصلاح دین بھائی مسلمان کی ہے تو وہ مدارات ہے اور شیوہ دینداروں کا اور اگر باعث اوسپر حظ نفس و فرحاصل کرنا خواہشون نفس کا ہے تو وہ مداہنت ہے اور چڑھنا نصیحت سے بسبب محض حمق اور جہالت کے ہے مثال اسکی یہ ہے کہ کوئی شخص کسیکو خبر دے کہ تیرے کپڑے مین بچھو اور سانپ چھپا ہے نکال ڈال کہ ایذا پہونچا ویگا اور وہ غصہ مین آجاوے تو شک نہین ہے اسمین کہ یہ محض اسکی حماقت سے ہے اور تمام بری خصلتین بمنزلہ سانپ اور بچھو کے ہین کہ ارواح اور دلونکو کاٹینگی اور گور مین بصورت سانپ اور بچھو کے بنین گی اور اطلاع عیبو پر ایک فائدہ ہے صحبت کے فائدون مین سے یعنے اچھی صحبت کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اپنے عیبونپر آدمی مطلع ہو جاتا ہے بسبب مطلع کرنے مصاحب نیک کے اور اگر یہ فائدہ صحبت مین حاصل نہوان تو گوشہ نشینی ہی بہتر ہے اور اسی سبب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ یعنے مومن آئینہ مومن کا ہے یعنے جیسے آئینہ مین عیب چہرہ کا معلوم ہو جاتا ہے ایسیہی مسلمان کو چاہیے کہ مسلمان بھائیکو اوسکے عیب پر مطلع کردیوے لیکن آئینہ کی طرح کہ کسی اور کو خبر نہو آیا ہے کہ جب سلمان فارسی صحابی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر نے اونسے پوچھا کہ آیا کوئی بات میری ایسی سنی ہے تونے کہ مکروہ رکھتا ہو اونہون نے کہا ماشا و کلا پھر اصرار کیا حضرت عمر نے

اور کہا کہ ضرور کہو جو کچھ کہ سنا ہو تب سلمان نے کہا کہ سنا ہے مینے کہ دو جوڑے رکھتا ہے تو ایک دن مین پہنتا ہے اور ایک رات مین اور کہا اسکے سوا بھی کچھ سنا ہے تو کہا کہ سالن بیچ او سکے بیچ مین یہ باتین مجھے ناگوار معلوم ہوئین اونہون نے کہا کچھ اور بھی سنا ہے میرے سلمان نے کہا نہین اور یہ بھی آیا ہے کہ منہ لپیٹ قرشی نے یوسف بن اسباط کو لکہا کہ مینے سنا ہے کہ تمنے اپنا دین دو کو ڑیکو بیچ ڈالا یعنے سنا ہے مینے کہ دودہ والے کے پاس گیا تو اوس نے کہا کہ کتنے کو بیچتا ہے تو یہ دودہ اوسنے کہا آٹھ کوڑیکو تو نے کہا چھ کوڑیکو دیدے اور وہ تجھے پہچانتا تھا اوسنے چھ کوڑیکو دیدیا یعنے دو کوڑی تو کمی ہا بیت کیوجہ سے گویا مانگتا ہوا لگا اور یہ نقصان ہے دین کا ہشیار ہو تا ہلاک نہو جے تو اور نصیحت اوس عیب مین مفید ہے کہ وہ غافل ہو اوس سے اور قدرت رکھتا ہوا اوسکے چھوڑنے پر اور اوس عیب مین کہ طبعی ہو اور تابعدار نفس کا ہو نصیحت فائدہ نہین کرتی ہان اگر پوشیدہ رکھتا ہے تجھسے وہ عیب تو چاہیے کہ زبان پر نہ لاوے تو اور تجاہل اور تغافل کرے تو اور اگر ظاہر کرے نصیحت مین مبالغہ کرے اگر یقین ہو کہ نصیحت اثر نہین کرتا ہے نصیحت کرنا تو سکوت اولی ہے اور طریقہ صحابہ کرام کے آپس مین مختلف تھے مذہب ابو الدردا اور حضرت عمر اور بعضے اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہ تھا کہ جب یقین ہو کہ نصیحت اوسکو فائدہ نہین کرتی ہے اور مصر گناہ پر ہے تو انقطاع اوس سے اولی ہے اسلیے کہ جب وہ رضا خدا مین نہو تو اوسکی رضا مین کیونکر ہوگا یعنے جب اوسنے اللہ تعالی کی رضامندی نکی تو تجکو بھی اوس سے راضی رہنا چاہیے اور مذہب ابو الدردا اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم کا برخلاف اسکے تھا وہ کہتے تھے کہ جب متغیر ہو حال تیرے بھائی کا تو ترک دوستی مکر شاید کہ اصلاح پذیر ہو اور اسی سبب سے کہا ہے علمانے کہ اوپر لغزش قدم عالم کے گوشت نہ کہے کہ وہ بھی شرک کر دیگا اور حکایتین بزرگون کی اس باب مین بہت ہین حاصل یہ ہے کہ طریق اول اہم بہتر ہے اور طریقہ دوسرا احسن بابی کا یہ تمام بیچ اون امور کے ہے کہ متعلق ہے ساتھ آراستگی دین یا دنیا بھائی کے اور جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ تقصیر کرنے اوسکے تیرے حق مین تو واجب اوسمین تحمل اور عفو تغافل ہی ہے لیکن اگر ایسی تقصیر ہو کہ ہمیشگی اسکے باعث انقطاع کی ہو تو اوسکا ظاہر کر دینا بہتر ہے اور اولی یہ ہے کہ کنایۃً یا رقعہ لکھکر مطلع کرے صریح و بالمشافہہ نکہے اور چاہیے کہ بہرحال غرض تیرے یارانہ اور بھائی چارہ سے نفع پہونچانا اور رعایت کرنی یا نفع لینا ہو باوجود اسکے کہ تیرے حق مین تقصیر واقع ہو ابو علی رباطی کہ اولیا مین سے ہین کہتے ہین کہ مین چاہتا تھا کہ ساتھ عبد اللہ رازی کے کہ وہ بھی اولیا مین سے تھے یارانہ اور ارتباط پیدا کرون اور وہ ارادہ سفر کا رکھتے تھے پس کہا عبد اللہ نے کہ اے ابو علی تو امیر بنیگا یا مین مینے کہا کہ تم ہی ہو کہا عبد اللہ نے چاہیے کہ بہرحال تابع اور مطیع میرا رہے تو اور جو کچھ کہون وہی کرنا پس باہر نکلے ہم اتفاقاً ایک رات مینہہ برسا عبد اللہ نے ایک چادر لی اور مجکو اور اسباب کو اسکے اندر لیلیا اور تمام شب میرے سرپر تانے ہوئے کھڑے رہے مینے کہا کہ تھوڑی دیر مجکو بھی دیجیے کہ خدمت کرون مین کہا عبد اللہ نے کہ مینے نہ کہا تھا کہ میری طاعت

لازم رکھنا اور مجکو امیر اپنا جاننا یعنے یہ بھی اطاعت مین داخل ہے کہ جو کچھ مین کہون اوسکو بجا لاوین وغیرہ اوسکا اور
اقتضا میری سرداری کا بھی ہے کہ جو مین کرتا ہون اور جملہ حقوق یارانہ سے یہ بھی ہے کہ دعا کرنی اوسکے لیے حالت
زندگانی اور موت مین لازم گنے تو اور جیسا کہ اپنے لیے اور اپنے اہل کے لیے دعا کرے تو ایسی ہی اپنے بھائی مسلمان
کے لیے دعا کرے تو اور حقیقت مین دعا کرنی اوسکے لیے رجوع تیری طرف کرتی ہے یعنے تجکو بھی اوس سے فائدہ ہوتا ہے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی دعا کرتا ہے اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ تو فرماتا ہے اللہ تعالی کہ اول
تجھی سے ابتدا کرتا ہون یعنے اول تیری مراد برلاونگا پھر اوسکی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ دعا مسلمان کی
اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ رد نہین کیجاتی ہے یعنے قبول ہوتی ہے انتہی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا مرد مسلمان کی اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ قبول کیجاتی ہے اور دعا کرنیوالے کے سر کے پاس
فرشتہ ہوتا ہے کہ وہ متعین ہے دعا پر جب یہ دعا کرتا ہے اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی تو کہتا ہے وہ فرشتہ کہ متعین ہے
اٰمِیۡنَ وَلَکَ بِمِثۡلٍ یعنے یا اللہ قبول کر اور تیرے لیے بھی مثل اوسکے ہو یعنے وہ فرشتہ دعا کرتا ہے اوسکی طرف خطاب کر کے کہتا ہے
اور ایک روایت مین آیا ہے دو مثل اوسکے ہو یہ حدیث صحیح مسلم مین ہے حاصل یہ کہ فرشتہ اوسکے لیے دعا کرتا ہے پس دیکھا
چاہیے کہ کیا فضیلت ہے کسیکے لیے غائبانہ دعا کرنیکی کہ فرشتہ اوسکے لیے دعا کرتا ہے ابو درداء صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ مین دعا کرتا ہون اپنے سجدے مین ستر آدمیونکے لیے اپنے یار دوستون سے نام بنام اور بعضے سلف سے منقول ہے
کہ دعا کرنی مُردونکے لیے مانند تحفہ کے ہے زندونکے لیے اور جو کوئی دعا کرتا ہے مردے کیلیے فرشتے اوس دعا کو نور کے طباقون
پر رکھکر آگے میت کے لیجاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ تحفہ ہے تیرے لیے تیرے بھائی کی طرف سے پس خوش ہوتا ہے وہ میت
جیسا کہ خوش ہوتا ہے زندہ تحفہ سے اور جملہ حقوق یارانہ سے یہ بھی ہے کہ ساتھ یارونکے وفا اور اخلاص رکھے تو اور معنی وفا کے
یہ ہین کہ ہمیشہ محبت پر ثابت رہے اور بعد اوسکے مرنیکے اوسکے لیے دعاے خیر کرے تو اور ساتھ اولاد و متعلقین اوسکے احسان دیتے
کرے تو کہ محبت واسطے آخرت کے ہے پس اگر پہلے موتکے منقطع ہو جاوے تو بیفائدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک عورت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی حضرت نے توقیر و خاطرداری اوسکی کی اور احوال پرسی کی اصحابہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے
یا رسول اللہ فرمایا کہ خدیجہ کے دوستون سے ہے جب وہ زندہ تھین تو یہ آتی تھی پس اچھی معلوم ہوتی ہے یہ مجکو اور خدیجہ کو
یاد دلاتی ہے اور اور حدیث مین آیا ہے کہ عہد ایمان سے ہے اور جملہ وفا سے ہے رعایت کرنی متعلقان دوست کی
کہ یہ دوست کے نزدیک پسندیدہ تر ہوتی ہے بہ نسبت رعایت کرنے اوسکے اور کمال محبت و اتحاد کا یہ ہے کہ محبت
محبوب سے گذر کر پہنچے اوس تک کہ متعلق ہو اوسکا تا آنکہ کتا اوسکا تیرے نزدیک ممتاز ہو اور کتونسے اور اسیلیے کہا ہے
علمانے کہ ثمرہ محبت حق کا یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھین اسیلیے کہ ہوسکتا ہے کہ محبت خدا تعالی
کی بسبب انعام و احسان اوسکے ہو اور یہ آمیزش رکھتی ہے ساتھ غرض کے لیکن محبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارھویں کسی سے اللہ کے لیے محبت رکھنا ہر دو دینا اوسکا اور رفاقت کرنی اوسکی شاخ ہے ایمان کی ۱۲ منہ

اس سبب سے کہ محبوب حق کے ہین ثمرہ صدق محبت کا ہے ساتھ حق کے اور ثمرہ محبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے
کہ محبت رکھین اونکے آل کی آور جملہ وفا سے یہ ہے کہ کسی امر مین امور دینی اور دنیوی سے درمیان آپکے حسد
نہو کہ فائدہ دوست کا عین فائدہ اسکا ہے آور جملہ وفا سے یہ ہے کہ متغیر نہو لطف و تواضع اسکا ساتھ بھائیکے اگرچہ
نہایت جاہ و مرتبہ کو پہونچے ہرچند کہ یہ نہایت مشکل ہے بعضے حکما نے کہا ہے کہ جب بھائی تیرا حکومت و مرتبہ پاوے
اگر آدھی محبت بھی باقی رہے اوسکی تیرے ساتھ تو وہ پوری ہی ہے یعنے اسلیے کہ اس صورت مین اسقدر رعایت کرنی
بھی غنیمت ہے مرتبہ کو پہونچکر محبت پہلی سے تو کہان باقی رہتی ہے لیکن چاہیے کہ خلاف شرع چیز دیکھ کر موافقت دوستی
کی نکرے کہ یہ وفا سے نہین ہے بلکہ وفا اسکے ترک ہی مین ہے آور جملہ وفا سے یہ ہے کہ بعد از مفارقت دوست کے بہت
غمگین رہے تو اور اوسکی یاد مین رہے اور ایکبارگی فراموش نکرے تو کہ یہ شیوہ منافقونکا ہے آور جملہ وفا سے یہ ہے کہ بات
صاحب غرض کی اوسکے حق مین نسنے تو خصوصًا اوس کسیکی کہ اپنے کو لباس دوستی مین ظاہر کرکے کہی ہو اسکی بات ہرگز
قبول نکرنا آور جملہ وفا سے یہ ہے کہ دوست کے بدخواہون سے یارانہ نرکھے تو آور جملہ وفا سے یہ ہے کہ دوست کی جفا پر
صابر رہے آور کہ ہمیشگی محبت کی بدون اسکے مشکل ہے اسلیے کہ صاحب محبت غرض کی ہمیشگی نہین رکھتی آور جملہ حقوق
یارانہ سے یہ ہے کہ تکلف یارونکے درمیان نہو اور تکلف مین سے ہے کہ ایسی چیز کا بوجھ اوس پر رکھے کہ اوسپر گران
ہووے قسم حاجت یا ہم سے بلکہ قصد یاری سے یہ ہو کہ تو بوجھ اوسکا اوٹھاوے اور خدمت کریو آور جملہ تکلف سے یہ ہے
مقید ہونا تواضع کا اور استقبال کرنا تعظیم کا دوست سے یعنے متوقع اور منتظر رہنا تواضع و تعظیم کا اسکی جانب سے کہ یہ
طریق محبت سے دور ہے آور جملہ تکلف سے ہے کہ دوست سے شرم رکھے تو اون چیزونمین کہ تجکو خوش آوین قسم
کہانے اور سونے اور بیٹھنے اور اوٹھنے اور تمام امور سے کہ یہ طریق اتحاد سے دور ہے اور حکایات سلف کی اس
مقدمہ مین بہت ہین اور تکلف سبب انقطاع محبت کا ہے اور تکلف کرنیوالے سے ہمیشگی محبت کی متصور نہین اور بیتکلفی
سے ہے یہ کہ محب پر بسبب ترک کرنے نوافل عبادت کے اعتراض نکرے بعضے صوفی شرط کرتے تھے چار چیزونکی بعد اسکے
دوستی کرتے تھے اول یہ کہ اگر یار تمام سال یعنے سواے رمضان مبارک کے افطار کرے تو نکہے کہ روزہ رکھو آور اگر
تمام سال یعنے سواے عیدین اور ایام تشریق کے روزہ رکھے تو نکہے کہ افطار کر اور اگر تمام شب سووے یعنی بعد نماز
عشاکے تو نکہے کہ اوٹھو اور اگر تمام شب نماز پڑھتا رہے تو نکہے کہ سو رہ اور محبت تمام حالتونمین یکسان رہے بعضے
صحابہ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی لعنت کرتا ہے تکلف کرنیوالونکو اور اہل تکلف اکثر ریاکار ہوتے ہین آور کہا ہے علما
نے کہ ظاہر کرنا زہد و ورع کا آگے بھائیونکے ریا نہین ہے کہ یہان اتحاد ہے یعنے جہان اتحاد و بیتکلفی ہوتی ہے
تو وہان بیان کرنے اپنے افعال سے نمود نہین منظور ہوتی بلکہ مقصود بیان واقع اور رغبت دلانا دوست کا
ہوتا ہے اور تفصیل بیان کرنے حقوق یارانہ کی اور آداب محبت کی دشوار ہے اور مجمل یہ ہے کہ تمام حالتونمین

تمام اعضا اور حواس مشغول بیچ خدمت اور شفقت دوست کے رکھے اور ظاہر و باطن مین مخلص اور محب رہے جسکو
حق تعالی نے ازل سے مودب و مہذب پیدا کیا ہے بے تکلف اوس سے تمام آداب سرزد ہوتے ہین اور جسکو کہ اصل مین
بدخلق پیدا کیا ہے ہر چند تکلف کرتا ہے آداب اوس سے نہین ہوتے تھوڑی سی دیر بواسطہ ریا اور حیا کے تکلف اپنے تئین نگاہ
رکھتا ہے پھر اوسی وقت مقتضاے طبیعت پر چلنے لگتا ہے واللہ الموفق والمعین

فصل چوتھی بیچ بعضے آداب نشست

اور ہمنشینی کے ساتھ اقسام خلق کے منتخب و چیدہ کلام حکماء سے جاننا چاہیے کہ سب کامونمین توسط یعنے میانہ روی
محمود ہے اور کمی زیادتی دونون بُری ہین باوقار رہ بغیر تکبر کے تواضع کر بدون ذلت کے مجمع پر کم اترو یعنے جو مجمع کہ
گناہ و بیفائدہ ہوں جیسے میلے تماشے کے مجمع یا بازارونکے مجمع اور جو مجمع کہ باعث ثواب ہین مانند مجمع درس و وعظ کے
وہانکے ٹھہرنے کی بڑی فضیلت و بہت ثواب آیا ہے جب مجلس مین بیٹھے ہر طرف نہ دیکھے یعنے اسمین ایک بے تمیزی اور
اوچھا پن ہے اور دوزانو بیٹھ اور جہانتک ہوسکے رو بقبلہ بیٹھ کلام بہت مت کر اور بالکل خاموش بھی مت رہ انگلیان
مت چٹا داڑھی اور انگوٹھی سے نہ کھیل تنکے سے نہ توڑ دانتونمین خلال نکر یعنے سامنے لوگونکے کہ وہ دیکھکر گھن کھاوینگے
ناک مین انگلی نکر بہت کھانس نہین اور تھوک نہین اور کبھی منہ پر سے نہ اوڑ جمائی سامنے لوگونکے نہ لے اور بہت انگڑائی
نہ لیتا رہ اور بہر وقت تکیہ نہ لگا اور پانو دراز نکر اور کلام مقفا اور مسجع مت کر کہ علامت نمودیون اور متکبرونکی ہے اور کلام
ساتھ ترتیب و اطمینان کے کر جو کوئی بات کرے کان رکھ یعنے اوسکو اچھی طرح سن تعجب بہت نکر یعنے اسلیے کہ
بیتمیزی ہے اور لوگ گھبراتے ہین اس سے اور طلب باتکے دوہرانیکی نکر ہنسی کی باتون اور قصے کہانیونسے
خاموش رہ ساتھ بیٹے اور شعر اور تصنیف اپنی کے اور ساتھ اوس چیز کے کہ مخصوص ہے ساتھ اپنے عجب نکر عُجب کہتے ہین
پھولنے اور خوش ہونیکو اپنے تئین مانند عورتون کے آراستہ نکر اور مانند غلامونکے خوار بھی نرکھ حاجتونمین الحاح
یعنے مبالغہ نکر ظلم پر دلیر مت رہ اور اور کسیکو بھی ظلم پر دلیر نکر اپنی اہل و اولاد کو خصوصا اجنبی کو مقدار مال پر مطلع نکر
اسلیے کہ اگر کم ہے تو اہانت کرینگے اور اگر بہت ہے تو ناراض ہونگے یعنے از راہ حسد کے سختی بہت مت کر اور نرمی بھی
حد سے زیادہ نکر لونڈی اور غلام سے ٹھٹھا نکر کہ وقار تیرا جاتا رہیگا جلدی نکر یعنے امور مین جو کچھ کہے سوچکر کہہ دشمنی مین
باوقار رہ اشارت ہاتھ سے بہت نکر یعنے جیسے عادت ہے بعضے بیتمیزونکی کہ ہاتھ نچا نچا کر بات کرتے ہین بادشاہونکے
نزدیک نہو اور اگر ہوئے بھی تو ہشیار رہ انکے قرب پر مغرور نہو انکے انقلاب یعنے الٹ پلٹ کر ڈالنے سے ڈرتا رہ
اور مخالف انکے نکہہ اور انکے اہل و اولاد کی بات مین دخل ندے اور کسیکی اولاد کو اسکے سامنے برا نکہہ کہ کسیکو اہانت
اپنی اولاد کی خوش نہین آتی ہے اور اگر چہ وہ آپ بھی کہے تو تو موافقت اوسکی نکر اور دوستی نعمت کیے دور رہ اور
مال کو بہتر آبرو سے نکر یعنے جیسی عادت ہوتی ہے طامعونکی کہ آبرو کھو کر مال کماتے ہین اور جب مجلس مین آوے
پہلے السلام علیک کہے اور جہان کہ جگہ پاوے بیٹھ جا اور جسکے پاس بیٹھے خاص اوسی سے سلام علیک کرے

یا کسی بات کیلئے بر سر راہ نہ بیٹھے اور اگر بیٹھے تو چاہیے کہ نظر کو بند کرے یعنے نامحرم کو نہ دیکھے اور مظلوم و ضعیف کی مدد کرے اور راہ بھولے کو راہ بتلائے اور سلام کا جواب دے سائل کو دے اچھی بات بتاوے اور بری بات سے منع کرے اور راہ میں سواریون سے سبقت نکرے اور جانب قبلے کے اور داہنی طرف تھوک نہیں بلکہ بائین طرف یا پانو کے نیچے راہ مین اگر جاتا ہو اور اور مسرانہ چال نہ چلے اور آواز بلند نکرے بادشاہون کے ساتھ ہمنشین نہو اور اگر ہو تو غیبت نکرے نہ کسی اور کی اوسکے آگے اور نہ اونکی اور کسے آگے اور جھوٹ نہ بول اونکے آگے اور بھید اوسکا ظاہر نکرے ہر وقت اوسکے آگے حاجت نہ لیجا اور زبان آراستہ کر اور بات ناصح کہہ اور مذاکرہ بادشاہون کے اخلاق کا کر اور خوش طبعی کم کر اور اونکے غصے سے پرہیز کر اعتماد اور بھروسی دنیا داروں کے نکر اور اونسے بے تکلفی نکر اور بعد کھانے کے آگے اونکے ملال نکر اور مدح اونکا نکر اور اونکے حرم یعنے ناموس مین خیانت نکر اور عوام کے ساتھ نہ بیٹھ اور اگر بیٹھے بھی تو اونکی باتون مین شریک نہ ہو اور اونکی واہی باتون پر کان نہ رکھ اور انکی تعریف سے غافل کر اور خوش طبعی بہت نکر کہ اوس سے آبرو جاتی رہتی ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور دوستی جاتی رہتی ہے اور خوش طبعی سفہا کو دلیر کرتی ہے اور حلیم کو بے اعتبار اور دل کو مردہ کرتی ہے اور خدا سے دور کرتی ہے اور غفلت پیدا کرتی ہے اور خواری ظاہر کرتی ہے اور جس مجلس مین کہ خوش طبعی اور لہو و لعب ہو وقت اوٹھنے کے یہ دعا پڑھے تاکہ جو کچھ کہ اس مجلس مین سرزد ہوا ہو عفو ہو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ف اس دعا کو کفارۃ المجلس کہتے ہین ابوہریرہ رض روایت کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بیٹھے کسی مجلس مین اور بہت ہو وہان لغو پس پڑھے پہلے اوٹھنے کے یہ دعا تو بخشا جاتا ہے جو کچھ کہ ہوتا ہے اوس مجلس مین اور ایک روایت مین منقول ہے حضرت عائشہ رض سے کہ جب بیٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس مین یا نماز پڑھتے تو پڑھتے چند کلمات یعنے جو کہ آگے مذکور ہونگے پس پوچھا مینے اون کلمات کا فائدہ حضرت سے پس فرمایا حضرت نے کہ اگر بولے اور پڑھی جاوے بھلی بات یعنے ثواب کی چیز تو ہوتے ہین یہ کلمات چھاپ اوسپر دن قیامت تک یعنے وہ بات محفوظ رہتی ہے محو و زوال سے اور اگر بری بات بولی جاتی ہے تو ہوتے ہین یہ کلمات کفارہ اسکا اور وہ کلمات یہ ہین سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ انتہے اس روایت مین لفظ اشہد ان کا نہین ہے اور یہ دونو روایتین مشکوۃ شریف مین ہین

بابِ چہارم بیچ حقوق مسلمان اور قرابت رحم اور ہمسایہ اور سالک یعنے بردہ وغیرہ کے جان کہ انسان مدنی الطبع ہے یعنے محتاج ہے بیچ حاصل کرنے اسباب زندگانی کے ساتھ اجتماع اور مخالطت کے ساتھ ہم جنس اپنے کے پس ضرور ہے سیکھنا آداب اور حقوق مخالطت اور ہمسایگی کا اور ادب بقدر حق کے ہے یعنے جیسا حق ہوگا ویسا ہی اوسکا ادب ہوگا اور حق بقدر رابطے کے ہے اور عام تر ین رابطون کا رابطہ اسلام کا ہے کہ سب مسلمان شریک ہین آپس مین بعد اسکے رابطہ معرفت کا ہے سبب تفاوت کے یعنے کسی سے رابطہ معرفت کا کم ہے اور کسی سے زیادہ پس نہین ہے

لہ یعنی بخشی ... [illegible] ہین ... [illegible]

حق اسکا کہ خبر اسکی لیتی رہے مانند حق اوس لڑکے کے اسکو دیکھا ہے اور اسی طرح بعد اسکے رابطہ دامادی کا اور درجے اسکے بھی متفاوت ہیں پس بہتر ہے حق مصاحب سفر کا مانند حق مصاحب درس و مکتب کے اور اسیطرح رابطہ ہمسایگی کا بقدر قرب کے مختلف ہوتا ہے اور ایسا اسکے حق بھائی چارہ کا اور دیرینہ رابطہ کا ہمیشہ اسکے حق کو موافق تفاوت کے ادا کرے حق قرابت رحم کا مؤکد ہے مانند حق ماں باپ کا مؤکد تر اور ہر ایک بیان ہر ایک کا ان حقوق میں سے کیا جاتا ہے دو فصلون میں فصل پہلی بیچ حقوق مسلمان کے اور جامع اکثر حقوق کا بلکہ تمام حقوق کا یہ ہے کہ مسلمانون کو دوست رکھے جیسے کہ اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور یہ کمال دین داری کا اور نہایت مسلمانی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حکم مسلمانون کا اتفاق میں مانند جسد کے ہے کہ اگر ایک عضو دردناک ہو تو تمام اعضا کو قرار نہیں ہوتا یعنے اسیطرح مسلمانون کو چاہیے کہ دوسرے مسلمان کی ایذا دیکھکر بیقرار ہو جاوے اور تدبیر اسکے دفع کی کرے

بنی آدم اعضای یکدیگرند که در آفرینش ز یک جوهرند چو عضوی بدرد آورد روزگار دگر عضوها را نماند قرار

اور جملہ حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ کسی مسلمان کو تیرے ہاتھ و زبان سے ایذا نہ پہونچے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بھلائی کر مسلمانون سے اور اگر بھلائی نکر سکے تو برائی تو نہ ہو کیا کہ یہی جملہ نیکو ہے ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو کچھ تعلیم کیجیے کہ نفع کرے مجکو فرمایا کہ دور کر مسلمانون کی راہ میں سے اوس چیز کو کہ ایذا دے اونکو یعنے جیسے پتھر کنکر یا آدمی مردہ یا جانور مردہ یا غیر ذالک اور ثواب بہت ہے ایسا ہی دور کرنے پتھر اور کانٹے اور نجاسات کا راہ میں سے اور ایذا مسلمانون کی بے جہت شرعی بدترین اعمال کی ہے اور مراتب ایذا کے متفاوت ہیں اور ادنی مرتبہ اسکا یہ ہے کہ مسلمان کیطرف اسطرح نظر کرے کہ وہ اوس نظر سے ایذا پاوے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ روا نہیں ہے مسلمان کو کہ اشارت کرے طرف کسی مسلمان کے ساتھ ایسی نظر کے کہ اوسکو ایذا ہو حاصل یہ کہ جو کچھ کہ ناگوار اور برا معلوم ہو اوسکو وہ ایذا ہے اور جملہ حقوق مسلمان کے یہ ہے کہ تواضع کرے ساتھ ہر مسلمان کے اور تکبر نہ کرے کہ خدا تعالی شخص متکبر کو دوست نہیں رکھتا اور اگر دوسرا اوسپر تکبر کرے تو تحمل کرے اور اگر بدلہ اسکا لے تو بھی جائز ہے ولیکن

بدی را بدی سهل باشد جزا اگر مردی أَحْسِنْ إِلَىٰ مَنْ أَسَاءَ

اور بہتر بدلہ اہل تکبر کا یہ ہے کہ انکی صحبت سے کنارہ کشی کرے نہ یہ کہ یہ بھی تکبر کرے اسلیے کہ جس بات پر دوسرے کو عیب کرے آپ وہ کام کرے آور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تواضع اور شفقت رکھتے تھے آیا ہے کہ ایکروز آپ ساتھ جماعت صحابہ کے راہ میں چلے جاتے تھے کہ ناگہان ایک عورت سامنے آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک حاجت رکھتی ہون بیٹھیے فرمایا کہ جہان چاہے تو بیٹھ جا کہ میں تابع تیرا ہون پس بیٹھے آپ اور حاجت پوری اوسکی کی ابوہریرہ رضی کہتے ہیں کہ ہرگز دست مبارک آنحضرت کا کسی نے نہ پکڑا کہ آپنے ہاتھ کھینچا ہو یہانتک کہ وہ کھینچتا اور ہرگز کلام کسی سے نہ کیا مگر یہ کہ تمام منہ اپنا اسکی طرف پھیرتے تھے اور پھر اودھر سے منہ پھیرتے تھے مگر کہ تمام [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ سخن چینی نکرے اور بات کسیکی کسیکو نہ پہونچاوے اور اگر کوئی
مسلمان کے حق مین کچھ کہے تو نہ سنے اور جو کوئی کہ شر اور فتنہ کی تیرے پاس لاوے اسکے آگے کچھ نہ کہہ کہ خبر تیری بھی وہ اونکو
آگے لیجائیگا کہ آزمائی ہوئی ہے یہ بات بیت ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ٭ لاجرم عیب تو پیش دگران خواہد برد
حدیث شریف مین آیا ہے کہ سخن چین بہشت مین نہین داخل ہوگا قتات سخن چین وہ ہے کہ دو شخصون مین عداوت
ہے یہ ایک کی بات دوسریکو پہونچایا کرتا ہے تا عداوت بڑھے یا حاکم کے آگے چغلیان کہایا کرتا ہے تا وہ زیر و زبر کرے
اور اکثر فساد و فتنہ مسلمانون مین بسبب سخن چینی کے پیدا ہوتا ہے اور کار منافقون کا عہد بہائیون عہد آنحضرت
کے مین یہی تھا اور ایک غرض اغراض انکی ہیں سے نفاق مین یہی تھی کہ خبرین مسلمانون کی کافرونکو پہونچایا کرین
اور فتنہ انگیزی کرین اور سخن چینی آدمی کو خوار اور بے اعتبار کر دیتی ہے اور قبول کرنے دلون سے دور ڈالتی ہے
یعنے لوگ اوس سے متنفر رہتے ہین نعوذ باللہ منہ اور جملہ حقوق مسلمان کیہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان سے لڑے تو زیادہ
تین روز سے بیزار نہو اور ترک ملاقات اوس سے نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حلال نہین ہے مسلمان کو کہ ترک
ملاقات کرے اپنے بہائی مسلمان سے زیادہ تین روز سے اور جب ملین تو اچھا اونمین وہ ہے کہ پہل کرے سلام علیک کرنیمین
اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے جو کوئی کہ عفو کرے مسلمان سے عفو کریگا خدا تعالی اوس سے روز قیامت کے اور اگلے
انبیا علیہم الصلوۃ کے احوال مین آیا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی بہیجی کہ یہ تمام مرتبہ تمہارا کہ
بلند کیا ہے یعنے بسبب عفو کرنے تمہارے کے ہے بہائی مسلمانون سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین
کہ ہرگز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بسبب حق اپنے کے بدلہ نہ لیتے تھے مگر یہ کہ اسمین ہتک حرمت دین کی ہوتی اور طریق
عفو کا نہایت آداب بزرگون سے ہے اور سنا دان و کمینون سے ہرگز عفو نہین ظاہر ہوتا کہ عفو نہایت بزرگی اور نہایت
بردباری کی ہے ولیکن جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ مشہور ہے زیادہ تین روز سے رنج نرکھے یہ مطلق نہین ہے بلکہ اگر کوئی
شخص ایسا ہو کہ سلامتی دین و دنیا کی اسکی آشنائیکے ترک ہی کرنیمین ہو تو اگر زیادہ مدت مذکورہ سے بلکہ تمام عمر اوسکو
نہ دیکھے تو جائز ہے اور اسیطرح منقول ہے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور بعضون نے اونمین سے ترک
کیا تھا یارانہ بعضون کا بسبب نیت کے کہ حاصل تھی اونکو اوسمین یعنے سلامتی دین کی ولیکن نچاہیے کہ بغض و کینہ
نگاہ رکھین کہ یہ جائز نہین ف یعنے جس صورت مین کہ یقین ہو دنیا کی مضرت کا اور اوسکے لیے ترک ملاقات کرے تو
کینہ نرکھے اور اگر بسبب بد دینی اوسکے ترک ملاقات کی ہے تو بغض و کینہ بھی رکھنا چاہیے کہ آنحضرت نے اَلْحُبُّ
لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کو اسلام کی شاخونسے فرمایا ہے اور حقوق مسلمان کیہ یہ بھی ہے کہ احسان کرے تو جسسے کہ ہو سکے
اور تمیز نکرے تو درمیان اہل و نا اہل کے منقول ہے کہ ایک شخص حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کے پاس آیا اور کہا کہ کچھ مال رکھتا ہون نہین سوای مال زکوۃ کے اور اوسکے اہل یعنے لایق کو نہین جانتا ہون کہ کون ہے

پس کسپر تصدق کرو نہین فرمایا کہ تصدق کر جسپر کر سکے تو خواہ اہل ہو یا نا اہل تا تجکو بھی حق تعالے دے وہ چیز کہ اہل ہے تو اوسکا اور دے وہ چیز کہ اہل نہین تو اوسکا اور حدیث مین آیا ہے کہ احسان کر ساتھ اہل و نا اہل کے اسلیے کہ اگر وہ اہل اسکا نہین تو تو خود اہل ہے یعنے تیرا دیا تو ضایع نہین ہونیکا اور یہ طریق کمال صدق ایمان اور ثمرہ کمال جود و عرفان کا ہے اور رجحان کہ معلوم ہو کہ دینا اسکا باعث فسق اور مددگار گناہ کا ہے تو نہ دے اوسکو اور اسمین شک نہین ہے کہ یہ جملہ حب للہ اور بغض للہ سے ہوگا اور مدار اسکا نیت پر ہے حاصل کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ عدم علمی مین دینا ہر کسیکا روا ہے اور تفتیش و تمیز کرنا اسکا قبیلہ عالی ہمتی اور کمال ایمان و عرفان سے ہے اور درصورتیکہ معلوم ہو کہ دینا اسکا باعث فسق و گناہ کا ہوگا جیسے شرابی بھنگی کو دیگا تو وہ اور کثرت اسکی کریگا اوسکو نہ دینا چاہیے انتہے کہتا ہے مترجم ہیچمدان اس کتاب کا کہ بعضو نکو نیت ہوتی ہے کہ زیادہ محتاج کو دینگے تو اوسکی بہت حاجت روائی ہوگی یا نیک کو دینگے تو قوت عبادت پر حاصل کریگا اس نیت سے تلاش کرکے اہل کو دیتا ہے تو امید ہے کہ یہ نیت اسکی بھی باعث زیادتی ثواب کی ہوگی پس پہلے کو اوباعتبار فضیلت ہوئی اور اسکو اور باعتبار یہ بات بھی بعضی روایتون ہی سے معلوم ہوتی ہے غرضکہ مدار نیت پر ہے جیسیکہ حضرت شیخ رح نے کہا واللہ اعلم بالصواب اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ ہر کسی سے بطریق اوسکے معاملہ کرے اور بطور اوسکے پیش آوے کہ یہ بھی جملہ احسان اور حسن خلق سے ہے بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ جاہلو نسے اظہار علم نکرنا چاہیے اور کم سخنون نادان سے ساتھ فصاحت و بیان کے پیش نہ آوے کہ یہ سبب ایذا دینے کا ہے یعنے بسبب کم فہمی کے وہ ایذا اوٹھاوینگے اسکے سمجھنے مین بلکہ اپنے مرتبہ سے تنزل کرے اور موافق انکے ہو کہ اسمین ترحم و محبت کرنا ہے و لیکن جبتک کہ نوبت ترک دین اور نامشروع کی نہ پہونچے کہ یہ حسن خلق سے نہین ہے یعنے مثلاً اوسکی سی بولی بولنے مین ہتک اسلام کی یا بےادبی بہ نسبت اسم مبارک اللہ تعالی کے یا آنحضرت کے وغیرہ ذلک لازم آتی ہے تو موافقت اسکی نکرے اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ تمام لوگون سے کشادہ رو رہے اور نرمی سے پیش آوے اور ترش رو نہو اور سختی نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ السَّہْلَ الطَّلِقَ یعنے خدا تعالے دوست رکھتا ہے آدمی نرمی کرنیوالے کشادہ رو کو ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کسپر حرام ہے آگ دوزخ کی عرض کیا صحابہ نے کہ خدا تعالی اور رسول اوسکا دانا تر ہے ہمسے فرمایا کہ اوپر آدمی گو ہی سہل گیر کے اور اور حدیث مین آیا ہے کہ بہشت مین بالاخانے ہین کہ بسبب صفائی سے ظاہر انکا اندر سے اور اندر انکا ظاہر سے معلوم ہوتا ہے ایک اعرابی نے عرض کیا کہ کسکے لیے ہونگے وہ یا رسول اللہ فرمایا کہ اوسکے لیے کہ نرم کہے بات اور کھلاوے لوگونکو کھانا اور نماز پڑھے رات مین اوس حال مین کہ لوگ سوتے ہون یعنے نماز تہجد کی اور مسلمان کے حقوق سے یہ بھی ہے کہ وعدہ کو وفا کرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ

لہ [illegible] خلاف [illegible] اور [illegible] خلاف شرع [illegible] ہونا اور [illegible] کرنا چاہیے اگر [illegible] اسی طرح [illegible] چنانچہ یہ بات بھی [illegible] اور [illegible] کتاب سے بھی معلوم ہوتی ہے ۱۲ منہ

دین ہے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ تین چیزین ہین منافقون کی جھوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنی اور امانت مین
خیانت کرنی فرمایا کہ جسمین یہ تین خصلتین ہون وہ منافق ہے اگرچہ نماز و روزہ کرے اور وعدہ کو وفا کرنا کریمون کی
خصلتون مین سے ہے اور کمینہ آدمی مین پورا کرنا وعدہ کا کم ہوتا ہے اور مسلمان کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ داخل نہ ہو
کسیکے گھر مین مگر باذن اوسکے کہ بے اذن داخل ہونے مین ایذا و تکلیف اسکی ہے اور سنت ہے اذن چاہنا تین بار
تک ہے اسمین اگر اذن دے تو جاوے ورنہ پھر آوے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذن چاہنا تین بار ہے اول بار
اسلیے ہے کہ چپ ہون وہ تا آواز اوسکی سنین اور دوسری بار اسلیے کہ صلاح و تامل کرین کہ آنے دین یا نہ آنے دین
اور تیسری بار اسلیے کہ اذن دین آنیکا یا پھیر دین اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ بڑے ہونکا ادب کرے اور چھوٹون پر
رحم و شفقت حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی بڑے ہونکا ادب ملحوظ نرکھے اور چھوٹون پر رحم نکرے تو وہ ہم مین سے نہین یعنی
ہمارے طریق پر نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچون پر مہربانی و شفقت بہت رکھتے تھے اور کبھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سفر سے پھر کر آتے اور لڑکے سامنے آتے اوٹھا لیتے اونکو اور بعضون کو آگے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیتے اور
بعضونکو پیچھے اور اصحاب کو فرماتے کہ تم بھی اوٹھا لو یعنے بعضونکو اپنے ساتھ بٹھا لیتے اور بعضونکے لیے صحابہ کو حکم
فرماتے کہ اوٹھا لو یعنے گھوڑون پر بٹھا لو یا گود مین اوٹھا لو اور جب اترتے تو لڑکے آپسمین فخر کرتے کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجکو آگے اپنے بٹھایا اور تجکو پیچھے اور جبکہ لڑکونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تا آپ
دعا کرین تو اپنی گود مین بٹھا لیتے اور کبھی کوئی لڑکا جو پیشاب کر دیتا تو آپ اوسکو اپنی گود مین سے اوتار دیتے
اور کوئی اوٹھانے لگتا تو آپ منع فرماتے پھر دعا و شفقت کرتے تا اوس لڑکیکے بڑے خوش ہووین اور یہ جانین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا ہوئی اور جب وہ چلے جاتے تو آپ کپڑا دھوتے اور اگر نیا پھل آتا تو اول لڑکونکو دیتے اور سنت ہے
کہ نیا پھل آوے تو اول چھوٹونکو دیوے بعد ازان آپ کھاوے یعنے اسلیے کہ وہ خوش ہو جاتے ہین اور سبب تعظیم و توقیر
بڑھونکے حدیثین بہت آئی ہین اور تعظیم بڑھونکی سبب بزرگواری اور عمر درازی کی ہے لیکن یہ بلیہ نہین ہوئی مگر
اوسکو کہ خدا تعالے نے چاہا ہے کہ عمر اوسکی دراز ہو اور برخوردار ہو اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ جسکی ہیات ظاہر
اور لباس اسکا دلالت کرے اسکے عالی مرتبہ ہونے پر تو اوسکی رعایت کرے اور محافظت اوسکے مرتبہ کی کرے کہ رعایت
مرتبونکی اسمین ہے پس توقیر و اکرام اشراف و اکابر کی ایسی ہو کہ جیسے شفقت ارذال و ادانی پر جیسے لازم ہے ویسی ہی
اوسکو بھی لازم سمجھے اسلیے کہ رعایت ہر ایک کی لائق مرتبہ اوسکے ہے اور اسکے خلاف مین ایذا دینا ہے اسلیے کہ اگر آدمی
معزز و مکرم کی تعظیم نکرے تو وہ ایذا پاتا ہے اور اگر مرد فقیر پر تھوڑا سا التفات کرے تو وہ اوسمین خوش ہو جاتا ہے آیا ہے
کہ آگے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھانا رکھا ہوا تھا کہ ایک سائل آیا فرمایا کہ دیدو گیا اس فقیر کو
بعد اسکے ایک سوار بھی اوس راہ سے گذرا فرمایا کہ بلا و اس سوار کو کھانیکے لیے لوگون نے کہا کہ یا ام المومنین

اور رستہ ... دینی ہو اور انبیا کو اپنے سامنے بلایا ہو فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ہر ایک کو مرتبہ اور فضیلت دی اور
پس اون سے ہر ایک نے حفظ ادب منازل کا کرین ہم مسکین راضی ہیں ساتھ اوس کے کیا ہے اور طلب نہین کرتا زیادتی کی
اور یہی ہے ایذا اپنے اگر اسکو بطریق گدا اونکے لیا دوزخ پس خوب یہ نہین ہے ایذا مسلمان کی اور منقول ہے کہ حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جمع تھے ناگہان جریر بن عبد اللہ بجلی
آئے چونکہ جگہ نپائی تو گھر کے دروازے پر بیٹھ گئے پس آنحضرت نے اپنا کپڑا الدیث کر اونکی طرف پھینکا کہ اسپر بیٹھو جابر بن عبد اللہ
نے اوس کپڑے کو آنکھون پر رکھ لیا اور روئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میرا کیا اہلیت ہے کہ آپکے کپڑے پر بیٹھون اکرمک اللہ
کما اکرمتنی پس دیکھا آنحضرت نے قوم کیطرف اور فرمایا کہ جب آوے تمہارے پاس کوئی بزرگ کسی قوم کا تو
تعظیم و توقیر کرو اوسکی اور جب کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آنحضرت جگہ پر بیٹھے ہوتے اور اوسمین
گنجائش نہوتی کہ وہ بھی بیٹھے آپکے ساتھ تو آنحضرت گدا اپنے نیچے سے کھینچکر اوسکے نیچے بچھا دیتے اور اگر وہ نبیٹھتا
تو آپ مبالغہ کرتے یہانتک کہ وہ بیٹھتا صلی اللہ علیہ وسلم اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ صلح کروائے مسلمانون
مین اگر ہو سکے حدیث مین آیا ہے کہ بہترین صدقات اور حسنات اصلاح کروا دینی مسلمانون مین آیکروز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ آیا خبر دون مین تمکو اس عمل کی کہ بہتر ہے درجہ نماز اور روزہ اور صدقہ سے عرض کیا
صحابہ نے کہ ہان خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا صلح کروانی درمیان مسلمانون کے اور کئی جگہ کہ جھوٹ بولنا جائز ہے
اونمین سے ایک جگہ یہ بھی ہے یعنے دو مسلمانون کے صلح کروانیمین بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اسی جہت سے
کہا ہے بعضے علمانے کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز تین جگہ جھوٹ بولنا جو جائز ہے وہ یہ ہین جو
اس حدیث مین مذکور ہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین درست جھوٹ بولنا مگر بیچ تین چیزونکے
ایک تو جھوٹ بولنا مرد کا اپنی بیوی سے تا کہ راضی کر دے اوسکو یعنے مثلاً بیوی سے محبت نہین رکھتا اور اوسکی
خوش کرنیکے لیے کہدے کہ مین تجھے بہت چاہتا ہون اور اسی طرح اور روایت مین بیوی کو بھی خاوند سے
جھوٹ بولنا جائز آیا ہے یعنے دونونکو اظہار محبت کرنا جائز ہے اگرچہ خلاف واقع ہو تا محبت و الفت پیدا ہو اور
دوسرے جھوٹ بولنا لڑائی مین یعنے جہاد مین مثلاً کہے کہ لشکر اور چلا آتا ہے ہماری مدد کے لیے یا دشمن سے کہے کہ
دیکھنا تمکو پیچھے سے کوئی شخص مارنیکو آیا اگرچہ خلاف واقع ہو یہ کہنا جائز ہے اور تیسرے جھوٹ بولنا آپسکی صلح کروانیکے
کے لیے یعنے مثلاً دو شخصونمین عداوت ہے اور ہر ایک سے کہتا ہے دوسرے کیطرف سے کہ وہ تمہاری تعریف کیا کرتا ہے
اور تجھسے بغض نہین رکھتا تا کہ وہ ملجاوین یہ حدیث مشکوۃ مین ہے اور ان جگہونمین جھوٹ بولنا جائز اسلیے ہوا کہ اگر
بیان واقعی کرتا ہے تو فتنہ برپا ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے مین فتنہ فرو ہوتا ہے اور حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ
مسلمانون کے عیب کا پردہ پوش ہو کہ کسیکا عیب ظاہر نکرے اگرچہ یقیناً جانتا ہو اوسکے عیب کو حدیث شریف مین آیا ہے

کہ جو کوئی عیب کسی مسلمان کا ڈھانکے حق تعالیٰ عیب اوسکا دنیا اور آخرت مین ڈھانکتا ہے اور جبکہ خبر دی زنا کی ماعز نے
کہ بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زنا مین مبتلا ہوا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ڈھانکتا اس عیب کو تو بہتر ہوتا
اور اسی پردہ پوشی کے لیے کہا ہے علما نے کہ توبہ گناہ پوشیدہ کی پوشیدہ کرنی چاہیے اور توبہ گناہ آشکارا کی آشکارا اور
جب لازم ہوا ہر کسی پر ڈھانکنا عیوب اپنے کا واسطے حق اسلام کے تو ڈھانکنا عیوب مسلمانون کا بھی لازم ہوگا بسبب
حق اسلام انکے بلکہ لازم تر ہوگا اور یہ بھی ہے کہ گناہ کے ظاہر کرنے مین فاسد کرنا دین کا اور ہتک حرمت شرع کی ہے
اور واسطے مبالغہ پردہ پوشی ہی کے یہ بات ٹھہری کہ ثبوت زنا مین اتنی احتیاط کی ہے کہ چار گواہ دیکھے ثابت ہو اور
اگر ثابت نہو مدعی کو حد قذف یعنے بہتان زنا کی ماری جاوے اور صفت غفاری اور ستاری کی خاصہ باریتعالیٰ
کا ہے بیت پس پردہ بیند عملہاے بد ہمان پردہ پوشد بالاے خود + حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فردا قیامت کو
حق تعالیٰ حساب ایک بندہ کا کریگا اوسکو نزدیک اپنے کریگا اور دامن ستاری مین ڈھانکیگا اور خلق کی آنکھون سے
پوشیدہ کریگا پس فرماویگا آیا جانتا ہے تو کہ فلانا گناہ کیا تھا تو نے اور فلانا گناہ کیا تھا تو نے پس بندہ کہیگا ہان اے
رب میرے کیے ہین یعنے یہ گناہ جب بندہ اقرار کریگا تو خوف سے نزدیک ہلاکت کے پہونچیگا کہ دیکھیے کیا کریگا اللہ تعالیٰ
پس فرماویگا حق جل و علا اے بندے مین جیسے کہ تیرے گناہونکو دنیا مین سب ڈھانکتا تھا آخرت مین بھی غفاری کرونگا
یعنے سب بخشونگا گناہ تیرے اور یہ معاملہ مسلمانون کے ساتھ ہوگا اور کافرونکو رسوا کریگا اور ہر طرف ملائکہ آواز
کرینگے ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ یعنے یہ وہ لوگ ہین کہ جھوٹ
بولے اپنے پروردگار پر آگاہ ہو کہ لعنت ہے اللہ کی ظالمون پر نعوذ باللہ منہا اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی
کان رکھے مسلمانون کی خبرون پر یعنے جیسے جاسوس تجسس خبرونکی کرتے پھرتے ہین اور اونکو خوش نہ آوے یہ
خبر اسے قیامت کو اوسکے کان مین سیسہ ڈالینگے اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چور کو لائے پس
حکم فرمایا ساتھ ہاتھ کاٹنے اوسکے جیسے کہ حکم شریعت کا ہے چورونکے لیے اور چہرۂ مبارک حضرت کا متغیر ہوا پوچھا لوگون
نے کہ کیا مکروہ جانا آپنے یا رسول اللہ اوسکے ہاتھ کاٹنے کو فرمایا کہ مجکو قائم کرنے حدود شرع سے چارہ نہین ہے لیکن تم
بیچ حق بھائی اپنے کے مددگار شیطان کے نہو اور عفو اور پردہ پوشی کیا کرو اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے تحقیق اللہ
بہت بخشنے والا مہربان ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت نے فرمایا کہ اے وہ گروہ کہ ایمان لائے ہو تم زبان
سے اور نہین داخل ہوا ہے ایمان تمہارے دلون مین غیبت نکیا کرو لوگونکی اور نہ پڑو درپے گناہون انکے
تا خدا تعالیٰ درپے تمہارے گناہونکے نہ پڑے اور جسکے گناہونکے درپے خدا تعالیٰ پڑیگا فضیحت کریگا اوسکو
اگرچہ بیچ پردہ کے ہوگا منقول ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے کانمین ایک شب ایک شخص کے گھر مین
سے آواز گانیکی آئی آپ دیوار پر سے کود کر اوس گھر مین گئے ایک شخص کو دیکھا کہ شراب پی رہا ہے اور ایک

عورت اوسکے سامنے بیٹھی ہے پس فرمایا حضرت عمر نے اسے دشمن خدا یہ کیا گناہ ہے کہا اوسنے اسے امیرالمومنین نیز
اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپنے تین چیزین کی ہین ایک تو جاسوسی کی آپنے حالانکہ قرآن مین ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا
اور دوسرے یہ کہ آپ گھر کے پچھواڑے سے آئے حالانکہ قرآن مین ہے لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا
اور تیسرے یہ کہ بے اذن و بے سلام گھر بیگانہ مین آپ چلے آئے حالانکہ قرآن مین ہے وَلَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا
غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا پس حضرت عمر ساکت ہوے پھر فرمایا کہ تو بھی کریگا
تو اگر معاف کرون مین تجکو کہا اوسنے قسم ہے اللہ کی یا امیرالمومنین اگر معاف کروگے تو پھر مین گرد اس گناہ کے
نہین پھیرونگا پس آپنے معاف کیا اور باہر نکل آئے رضی اللہ عنہ اور حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ تہمت کی جگہ
کے جانے سے پرہیز کرے تا لوگ بدگمانی مین نہ پڑین اور غیبت نکرین کہ اسمین ضرر انکے دین کا ہے اور چونکہ یہ سبب
اسکا ہوگا یہ بھی گناہ مین شریک ہوگا کیونکہ جو کوئی سبب گناہ کا ہوتا ہے وہ بھی اوسمین شریک ہوتا ہے
چنانچہ اسی سبب سے قرآن مجید مین منع فرمایا اللہ تعالے نے بتونکے برا کہنے سو سامنے کفار کے تا وہ برا نہ کہنے لگین
خدا تعالے جل جلالہ کو اس آیت مین وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا
بِغَيْرِ عِلْمٍ یعنے اور نہ برا کہو تم اونکو کہ پکارتے ہین اونکو کفار سواے اللہ کے یعنے بتون کو پس برا کہین گے وہ
اللہ کو بڑھکر از راہ نادانی کے اور ایکروز آنحضرت نے فرمایا کہ کبائر سے ہے گالی دینا آدمی کا اپنے ماں باپ کو
عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ کیا گالی دیتا ہے آدمی اپنے ماں باپکو فرمایا ہان گالی دیتا ہے یہ کسی اور کے باپکو
پس وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور گالی دیتا ہے یہ کسیکی ماںکو پس وہ گالی دیتا ہے اسکی ماں کو یہ حدیث بخاری مسلم
مین ہے پس چونکہ یہ سبب ہوا ماں باپ کے گالی دینے کا گویا اسنے گالی دی اور بیچ دفع کرنے تہمت کے بسبب خوف بدگمانی
لوگونکے حدیثین بہت آئی ہین آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت ساتھ ایک بیوی کے اپنی بیویونمین سے باتین کرتے تھے اور
ایک آدمی وہانسے گذرا پس حضرت نے اوسکو بلایا اور فرمایا کہ اے فلانے یہ بیوی میری ہے صفیہ اوسنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپکے حق مین کسکو گمان بد ہے کہ آپ ایسا فرماتے ہین فرمایا کہ وسواس شیطان سے نڈر نہو چاہیے
کہ وہ بنی آدم کے بدنمین مانند خون کے جاری اور سرایت کیے ہوے ہے اور حضرت عمر رض ایک شخص پر گذرے
کہ وہ سر راہ ایک عورت سے باتین کر رہا تھا پس اٹھایا حضرت عمر نے اوسپر دُرّہ اوسنے کہا یا امیرالمومنین یہ
بیوی میری ہے فرمایا کہ کیون نہ ایسی جگہ باتین کین تونے کہ کوئی دیکھتا نہین اور گمان بد نہ لیجاتا اور حقوق
مسلمان سے یہ ہے کہ سفارش کرے محتاجونکی اوس شخص سے کہ وہ اوسکے نزدیک کچھ قدر و عزت رکھتا ہو
اور سعی کرے بیچ حاجت روائی مسلمانون کے حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ سے فرمایا کہ میرے پاس لوگ حاجتونکے طلب کرنیکے لیے آتے ہین اور سوال کرتے ہین اور تم میرے پاس

ہوتے ہو پس سفارش کیا کرو تا ثواب پاؤ اور فرماتے ہیں کہ میں تاخیر کرتا ہوں کام میں تا کہ تم سفارش کرو اور
ثواب اسکا پاؤ اور بادشاہوں کی صحبت میں جو کچھ فوائد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ کسی کی سفارش کرو یا کسی کو
کہ بھلی راہ بتا دینے کا بڑا ثواب آیا ہے ف آیا ہے کہ جو کوئی رہنمائی کرتا ہے کسیکو اچھی بات کی تو اوسکو بھی ثواب
ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کرنیوالیکو ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے کسی سے کہ کچھ دلوا دیا یا [illegible]
یا ظلم سے اور خلاف شرع باتوں سے باز رکھا کسیکو تو اوسکو بھی ویسا ہی ثواب ہوگا جیسا اسکے کرنیوالیکو ہوگا
اور اور روایت میں آیا ہے کہ اللہ بندہ کی مدد کرتا رہتا ہے جبتک یہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرتا رہتا ہے
اسیطرح اور بہت روایتیں آئی ہیں پس یہ عجب نعمت ثواب کی ہے اور بلا مشقت حاصل ہوتی ہے ذرا سی زبان
ہلا دینے میں افسوس ہے کہ اس سے لوگ ایسے غافل ہیں کہ خیال بھی نہیں کرتے اسکا لیکن چاہیے کہ قصد و نیت
بادشاہوں کی صحبت سے یہی ہو کہ لوگوں کے کام میں سعی کرتا رہونگا نہ یہ کہ اسکو بہانہ انکی صحبت کا کرو اور لوگوں کو
آگے دلیل اسکو لاوے ف یعنے انکی صحبت میں آفات بھی بہت ہیں پس اگر خالص نیت مذکور رکھے تو جائز ہوگا
اور اگر فقط بہانہ اسکا کرتا ہے اور لوگوں سے یہ اظہار کرتا ہے کہ میں انکی صحبت میں اسلیے آتا ہوں اور مقصود فقط خواہش
نفسانی ہے تو اچھا نہیں اللہ تعالی علام الغیوب ہے ہر ایک کی نیت کو وہ جانتا ہے وہاں بہانہ بازی کچھ کام نہیں آنیکی اور
حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام علیک کے پہلے بات کرنیکے اور داخل ہونیکے مجلس میں حدیث شریف
میں آیا ہے کہ جب سلام علیک کرتا ہے مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے اور وہ جواب دیتا ہے اسکو تو صلوات
بھیجتے ہیں اوسپر ستر فرشتے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ ملائکہ تعجب کرتے ہیں اوس مسلمان سے کہ ملاقات کرتا ہے
ایک مسلمان سے اور سلام علیک نہیں کرتا اوس سے یعنے اسلیے تعجب کرتے ہیں کہ بڑا نادان ہے کہ ذرا سی
زبان ہلانے میں ثواب بہت سا پاتا اوس سے محروم رہا اور لکھا ہے علما نے کہ بجاے سلام کے اگلی امتوں میں سجدہ
تھا اور سلام مخصوص ہمارے ہی پیغمبر کی امت کے لیے ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور سلام اہل جنت کا یہی سلام علیک ہوگی
اور جسکو جانے کہ جواب نہیں دینے کا اوس سے سلام علیک نکرے کہ منقول ہے بعضے اگلے بزرگوں سے کہ وہ ایک
قوم پر گذرے اور سلام نکیا اور کہا کہ کوئی چیز مانع نہیں ہے مجکو سلام کرنیسے مگر خوف اسکا کہ مبادا یہ جواب ندیویں
اور لعنت کریں انپر ملائکہ اور چاہیے کہ جب اپنے گھر میں آوے تو سلام علیک کرے اگرچہ وہ گھر لوگوں سے خالی ہو
کہ وہاں ملائکہ موجود ہوتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ اس فعل سے برکت ہوتی ہے گھر میں ف اور ایک روایت
بیہقی کی میں آیا ہے کہ جب آؤ تم گھر میں تو سلام کرو اپنے اہل پر اور جب نکلو گھر سے تو رخصت کرو انکو ساتھ
سلام کے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ جس گھر میں کوئی ہووے نہیں تو یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
ساتھ نیت ملائکہ کے کذا ذکرہ علی القاری اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

پاس بیٹھا [illegible] اپنی محتاجی اور تنگدستی کا گلہ کیا آپنے فرمایا کہ جب جاوے تو گھر مین سلام علیک کر خواہ
گھر مین کوئی ہو [illegible] سلام بھیج پیغمبر صلی اللہ علی محمد یا مانند اسکے کہے اور نقل ہوا [illegible]
ایکبار [illegible] اس شخص نے [illegible] اللہ تعالی نے اوسکو رزق بہت یہانتک کہ بانٹتا تھا وہ اپنے
ہمسایوں اور قرابتیوں کو [illegible] مصنف نے [illegible] حاشیہ حصن کے نقل کیا ہے اور مستحب ہے کہ جواب
سلام مین کچھ زیادہ کرے یعنے اگر وہ کہے السلام علیکم تو جواب مین کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسلیے کہ قرآن مجید
مین آیا ہے واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا یعنے جب تمسے کوئی سلام علیک کرے ساتھ
سلام علیک کے تو جواب دو بہت اچھا اوس سے یعنے کچھ زیادہ کرکے یا پھیر دو اونہین جواب دو اوسکا ف بلکہ سلام علیک
کرنیوالے بھی جتنے لفظ زیادہ کریگا ثواب زیادہ پاویگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک شخص حضرت کے پاس حاضر ہوا
اور کہا السلام علیکم حضرت نے اوسکے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھا پس فرمایا آپنے کہ اسکو دس نیکیاں حاصل ہوئین
پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت نے اوسکے سلام کا جواب دیا پس بیٹھا وہ پس فرمایا اسکو
بیس نیکیاں ملیں پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور حضرت نے اوسکے سلام کا جواب دیا
پس بیٹھا پس فرمایا اسکو تیس نیکیاں ملین یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد مین ہے اور ابوداؤد کی ایک اور روایت
مین اسیطرح حدیث آئی ہے اور اسمین یہ زیادہ آیا ہے کہ پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ومغفرتہ پس فرمایا حضرت نے اسکو چالیس نیکیاں ملیں اور فرمایا اسیطرح ہوتی جاتی ہین زیادتیاں یعنے جتنے
لفظ بڑھتے جائینگے اوتنا ہی ثواب بڑھتا جاویگا اور اگر ایک شخص جماعت مین سے سلام علیک کرے تو کفایت کریگا
سبکی طرف سے یعنے سنت ادا ہو جاتی ہے سبکی طرف سے اور اسی طرح جواب مین اگر ایک شخص جواب دیگا کافی ہے
یعنے واجب ادا ہو جاویگا سبکی طرف سے اور سوار کو چاہیے کہ پیادہ سے سلام علیک کرے اور پیادہ پا چلنے والا بیٹھے پر
اور تھوڑے لوگ بہت سے اور چھوٹا بڑے سے کہ حدیث مین اسی طرح آیا ہے اور جب مجلس مین آوے چاہیے کہ سلام
کرکے بیٹھے اور جب اوٹھے تو بھی سلام کرے اور ذمیون سے سلام علیک نکرے اور اگر وہ سلام کرین تو جواب مین
ہداک اللہ اور مانند اسکے کہے اور کافر کتابی کے جواب مین علیکم کہے ف کتاب مغنی الطالبین مین لکھا ہے کہ ابتدا
کرنی ساتھ سلام کے سنت ہے اور جواب دینا اوسکا فرض ہے اور ادب سلام کا یہ ہے کہ اعلے درجہ والا اپنے سے
کم درجہ والے پر ابتدا ساتھ سلام کے کرے جیسے سوار پیادہ اور بیٹھے ہوے پر اور چلنے والا بیٹھے ہوے پر اور
اوستاد شاگرد پر اور آقا اپنے تابع پر ابتدا کرے اور سلام ایک کا جماعت مین سے اور اسی طرح جواب دینا اسکا
سبکی طرف سے کافی ہوگا اور امام ابو اللیث سے آیا ہے کہ آوے مسجد کو السلام علینا من ربنا کہے اگر کوئی مسجد مین نہو
اور اگر لوگ نماز پڑھتے ہون تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور اگر نماز مین نہون تو السلام علیکم کہے

سلام ہوا ہم پر پروردگار کی طرف سے
سلام ہو ہم پر اور اور نیک بندوں اللہ کے

اور بر قبر مومنین جاوے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ یعنے سلام ہے تمپر اے قبر والون کہ مومنین اور مسلمین سے ہو اور انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہین مانگتے ہین ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت آور سلام حقوق اسلام سے ہے آشنائی اور معرفت پر موقوف نہین جب مسلمان مسلمان سے ملے سلام علیک کرے اگرچہ ملاقات بعد حائل ہونے دیوار یا درخت یا مانند اسکے ہو منقول ہے کہ ایک جماعت یہود کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوئی اور کہا السلام علیک اور سام بغیر لام کے معنے ہین موت پس معنے السام علیک کے ہوے موت ہو تجھپر پس فرمایا حضرت نے علیکم پس ام المومنین عائشہ رض نے کہا علیکم السام ولعنۃ اللہ (یعنے تمپر موت ہو اور لعنت اللہ کی ۱۲) آنحضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ خدا دوست رکھتا ہے نرمی کو ہر چیز مین عائشہ نے کہا کہ آپنے سنا کہ کیا کہا انہون نے یا رسول اللہ یعنے آپکو کوسا فرمایا کہ مینے بھی تو کہا علیکم یعنے انکا کوسنا انہین پر رد کر دیا اور انگلی اور ہاتھ سے سلام نکرے کہ یہ سلام نصاری اور یہود کا ہے اور وقت سلام کرنیکے جھکے نہین کہ حدیث مین اس سے منع آیا ہے ف طیبی نے محی السنہ سے نقل کیا ہے کہ جھکنا پیٹھہ کا مکروہ ہے بسبب وارد ہونے حدیث صحیح کے بیچ منع ہونیکے اس سے اگرچہ بہت لوگ کہ منسوب ساتھ علم وصلاح کے ہین اسکو کرتے ہین لیکن اعتبار واعتماد اسپر نکرنا چاہیے اور مطالب المومنین مین شیخ ابو منصور سے نقل کیا ہے کہ کہا اگر بوسہ دیوے کوئی آگے کسیکے زمین کو یا پیٹھہ ٹیڑھی کرے یا سر جھکاوے کافر نہین ہوتا بلکہ گنہگار ہے اسلیے کہ مقصود تعظیم ہے نہ عبادت انتہے اور بعضے مشایخ نے بیچ منع کرنیکے اس سے تشدید وتغلیظ بہت کی ہے کہ کہا ہے كَادَ الْاِنْحِنَاءُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا یعنے جھکنا قریب کفر کے ہے واللہ اعلم یہ حضرت شیخ عبد الحق رحمہ اللہ نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہے آور جو کوئی پیشاب کرتا ہو اوس سے سلام علیک نکرے اور اگر کوئی کرے بھی تو اوسکو چاہیے کہ جواب ندے آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے سلام علیک کی اس حال مین کہ آپ پیشاب کرتے تھے آپنے جواب اوسکو ندیا آور مکروہ ہے پہلے کہنا علیک کا یعنے یون نہ کہے علیک السلام ایک شخص نے اسطرح حضرت سے سلام علیک کی فرمایا کہ یہ سلام میت کا ہے یعنے قبر پر جاکر یون سلام کیا کرتے ہین تین بار یہ بات فرمائی بعد ازان فرمایا کہ اگر ملے کوئی تم مین سے اپنے بھائی مسلمان سے تو چاہیے کہ کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ف اور جواب دینا سلام کا اور چھینک کا فی الفور واجب ہے تاخیر نہین جائز اور جس خط مین سلام ہو تو واجب ہے جواب لکھنا اوسکا مانند جواب دینے سلام کے اور اگر کہے کہ میری طرف سے فلانیکو سلام کہدینا تو واجب ہے سلام کہدینا آور مکروہ ہے سلام کرنا فاسق پر اگر فسق علی الاعلان کرتا ہو یہ مسائل در المختار سے لکھے گئے ہین اور کتاب معدن الجواہر مین مسائل سلام کے خوب مفصل لکھے ہین جسکو دیکھنا منظور ہو اوسمین دیکھے اور سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی سنت ہے حدیث مین آیا ہے کہ جب ملاقات کرین دو مسلمان اور مصافحہ کرین آپسمین تقسیم کیجاتی ہین درمیان اونکے سو مغفرتین اوننمین سے نوے اوسکو

کتا نگی اور کشادہ روئی اوسکی زیادہ ہو بیٹے جو کوئی بہت کشادہ پیشانی اور خوشی سے کریگا اوسکو اسقدر ثواب
حاصل ہوگا اور ایک باقی کی دوسرے کیلیے ہوگی اور اوسکو بڑا ثواب اسلیے ملیگا کہ اوسنے اپنی خوشی سے مومن کا دل
خوش کیا اور مومن کے دل خوش کرنیکا بڑا درجہ ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ نازل ہوتی ہے مغفرت سو رحمہ
ننانوے تو اوسکے لیے کہ ابتدا کی ہے اور دس دوسرے کیلیے اور منقول ہے کہ ایک صحابی حضرت کے پاس آئے اور
سلام کیا آنحضرت وضو کرنے مین مشغول تھے پس جواب انکو نہ دیا جب فارغ ہوئے تو جواب دیا اور مصافحہ کیا اون
صحابی نے کہا یا رسول اللہ مین اس مصافحہ کرنیکو اخلاق عجم سے جانتا تھا فرمایا جبکہ دو مسلمان ملاقات کرین
اور مصافحہ کرین جھڑتے ہین گناہ اونکے جیسے کہ جھڑتے ہین پتے درختون کے اور معانقہ نہین ہے اور شخص کے
ہاتھ چومنے کا کہ بزرگ ہے دین مین بسبب توقیر و تعظیم دین کے منقول ہے ابن عمرؓ سے کہ ہم بوسہ دیتے تھے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اور یہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اذن دیجیے
مجھکو کہ بوسہ دون مین آپکے سر اور دست مبارک کو پس اذن دیا اوسکو اور یہ بھی منقول ہے کہ جب عبیدہ نے حضرت
عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا مصافحہ کیا اور بوسہ دیا اونکے ہاتھ کو اور دونو کو رقت ہوئی اور بعضے حدیثون مین بوسہ دینے
سے ممانعت بھی آئی ہے منقول ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ہمنے یا رسول اللہ آیا جھکا کرین ہم وقت سلام کے فرمایا
نہین پھر کہا ہمنے یا رسول اللہ آیا بوسہ دیا کرین ہم آپسمین فرمایا نہ کہا ہمنے آیا مصافحہ کیا کرین ہم فرمایا ہان اور جو بوسہ کہ منع ہے
کرنا اوس بوسہ سے غیر مستحق ہو واللہ اعلم ف کتاب درر مین ہے کہ معانقہ نہین مرد عالم اور پرہیزگار کے ہاتھ
چومنے کا بطریق تبرک کے اور بزازیہ مین ہے کہ چومنا عالم کے سر کا اچھا ہے انتہی اور نہین رخصت بیچ چومنے
ہاتھ غیر عالم و عادل کے در المختار اور محیط مین ہے کہ واسطے تعظیم اسلام اور اکرام اوسکے جائز ہے اور واسطے
حاصل ہونے دنیا کے مکروہ ہے اور یہ جو کرتے ہین جاہل کہ چومتے ہین ہاتھ اپنا جسوقت کہ ملتے ہین کسی سے
پس مکروہ ہے نہین اجازت ہے اسمین اور اسیطرح جو جاہل زمین بوسی کرتے ہین آگے امرا و علما کے پس
حرام ہے اور کرنیوالا اور راضی ہونیوالا اسکا دونون گنہگار ہوتے ہین اسلیے کہ یہ مشابہ ہوتا ہے بت پرستی کے
اور کافر ہوتا ہے یا نہین بوس سے اگر ہو بطور عبادت و تعظیم کے اور اگر بطور تحیت کے یعنی بجای سلام کی ہو تو کافر نہین ہوتا بلکہ گنہگار مرتکب کبیرہ
ہوتا ہے اور کتاب ملتقط مین ہے کہ تواضع واسطے غیر خدا کی حرام ہے جیسے تواضع غنی کی واسطے غنا اوسکے کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جسنے تواضع کی غنی کی اوسکی غنا کیلیے جاتا رہا دو تہائی دین اوسکا انتہی اور تواضع اہل شرف و اہل علم و دین کے
تواضع واسطے اللہ کے اور واسطے رضا اوسکے ہے نہ واسطے غیر اللہ تعالی کے یہ مسائل در المختار و قرۃ الانظار مین
لکھے ہین اور زمین بوس کرنیکو جو منع کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو جہلا قبرونکے آگے یا مزارونکی چوکھٹ پر بوسہ
دیتے ہین سخت برا ہے اسلیے کہ علت جو بیان کی اسمین مشابہت بت پرستی کی وہ یہان بھی پائی جاتی ہے بلکہ

زیادہ ہوتے ہین اور ایسا ہی بوسہ دینا قبر پرستی ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ
بوسہ دینا قبر کا اور سجدہ کرنا اسکو اور سر رکھنا اوسپر حرام و ممنوع ہے اور بیچ بوسہ دینے قبر والدین کے روایتین
فقہ کی نقل کرتے ہین لیکن صحیح یہ ہے کہ نہین جائز ہے تمام ہوا کلام حضرت شیخ کا اور سجدہ کرنا کیونکر حرام و ممنوع
ہو تفصیل اسکی مائۃ مسائل مین خوب لکھی ہے کہ سجدہ کرنا غیر خدا کو خواہ قبر ہو یا غیر قبر حرام اور کبیرہ ہے
اور اگر واسطے عبادت کے غیر خدا کو سجدہ کرے موجب کفر و شرک کا ہے اور اگر غیر خدا کو خواہ قبر ہو یا غیر قبر ہو سجدہ کرے
بدون حضور نیت کے تو بھی موجب کفر ہے چنانچہ یہ بات فقہ کی کتابون سے معلوم ہوتی ہے اور واسطے اکرام کے لیے
خاطرداری کرنی اور گلے لگنا اور بوسہ لینا وقت آنیکے سفر سے وارد ہوا ہے اور گلے لگنا مکروہ ہے وقت خوف
فتنہ کے اور اوٹھنا تعظیم کے لیے بھی مکروہ ہے اگر ہو بطریق عظمت دنیا کے نہ بطریق عظمت دین کے لیکن بلحاظ
امارت اور ثروت کے نہین درست ہے اور بلحاظ بزرگی علم وغیرہ کے درست ہے اور مسجد مین اوٹھنا تعظیم
کے لیے بہت مکروہ ہے کہ مسجد جگہ عبادت حق کی ہے پس شریک نکرے دوسرے کو بیچ اسکے وہان اللہ ہی کی عبادت
و تعظیم ہوتی ہے اور کسی کی وہان تعظیم کرنی نچاہیے اور صحابہ آنحضرت کی تعظیم کے لیے نہ اوٹھا کرتے تھے اسلیے
کہ حضرت کو خوش نہ آتا تھا اوٹھنا اور فرماتے تھے کہ یہ عجمیونکی تکلفات مین سے ہے اور جو کوئی کہ مسلمانون کو آتے دیکھے
فراخی کردیوی جگہ مین اور ظاہر کرنا خلق کا اور تازہ روئی اور دعا کرنی لیکن چونکہ اس زمانہ مین تکلفات لوگون
مین زیادہ ہوگئے ہین اور نفسانیت انکی طبیعتون مین جبلی ہوئی ہے اوٹھنا بقصد اکرام اسلام کیواسطے دفع ایذا کی
مضائقہ نہین اور اگر یارون مین یہ رسم نہو تو بہتر ہے کہ وہان تکلف نہین ہوتا ہے کتاب مغنی الطالبین مین لکھا ہے
کہ قیام یعنے اوٹھنا واسطے تعظیم بادشاہ عادل اور والدین اور دیندار اور پرہیزگار اور بزرگون کے مستحب ہے
اور فاسق اور فاجر کے لیے مکروہ و ممنوع ہے اور علما کی رکاب پکڑنی بھی داخل توقیر و تعظیم کے ہے اور اقوال
صحابہ کے اسکے حق مین وارد ہوے ہین آیا ہے کہ ابن عباس اور زید بن ثابت رضہ ایک مجلس مین بیٹھے تھے جب
زید بن ثابت سوار ہوے تو ابن عباس نے رکاب زید کی پکڑی زید نے کہا چھوڑ دو رکاب کو اے چچا کے بیٹے
رسول خدا کے ابن عباس نے کہا اسیطرح حکم کیے گئے ہین ہم یہ کہ کرین ہم ساتھ علما اپنے کے پس زید نے ہاتھ
ابن عباس کا پکڑا اور چوما اور کہا اسی طرح حکم کیے گئے ہین ہم کہ کرین ساتھ اشراف اپنے کے اور حقوق مسلمان
سے یہ ہے کہ جان اور مال اور آبرو مسلمانون کی حتی الوسع ظالمون کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور مظلومونکی فریاد
کو پہونچے اور مددگار اونکا رہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جسکے آگے فریاد کرے بھائی مسلمان اوسکا اور وہ قادر ہو
اوسکی مدد کرنے پر اور پھر مدد نکرے تو رسوا کریگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت مین اور جو کوئی مدد کریگا بھائی
مسلمان کی مدد کریگا اوسکی حقتعالی دنیا اور آخرت مین اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی نگاہ رکھے آبرو مسلمانونکی

دنیا میں حق تعالیٰ روز قیامت کے فرشتہ کو اوٹھا دیگا کہ اوسکو آتش دوزخ سے نکال رکھیگا اور حقوق مسلمان سے
یہ ہے کہ جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب دے ساتھ یرحمک اللہ کے اور حدیث میں ہے کہ جب چھینکے کوئی تم میں
تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ رب العالمین اور جب وہ کہے تو کہے وہ شخص کہ اوسکے پاس ہو یرحمک اللہ اور جب
وہ کہے تو چھینکنے والا پھر کہے یغفر اللہ لی ولکم اور کتاب منیۃ الطالب میں لکھا ہے کہ چھینکنے والیکو مستحب ہے
کہ چھینکنے میں آواز بلند نکرے اور بعد چھینکنے کے الحمد للہ آواز بلند سے کہے اور سننے والیکو واجب ہے کہ اسکو جواب
میں یرحمک اللہ کہے اور چھینکنے والا پھر جواب دینے والیکو کہے یغفر اللہ لنا ولکم یا کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم اور یہ حمد کرنی
اور جواب دینا تین چھینک تک ہے اور بعد اسکے چھینکنے والا ہر بار حمد کہے اور سننے والا چاہے جواب دے چاہے نہ دے
اور یہ جواب دینا اوس جگہ ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ آواز بلند سے کہے ورنہ جواب نہیں واجب اور اگر وقت چھینک آنے کا
کے یعنی پاخانہ میں یا جماع کے وقت چھینکے تو دلمیں حمد کہے آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا یا رب العزت
ہم کبھی ایسے حال میں ہوتے ہیں کہ تیرا ذکر اوس حالمیں بے ادبی جانتے ہیں یعنی جنابت اور پاخانہ کے حکم ہوا
اذکرنی علی کل حال یعنی یاد کرو مجھکو ہر حال اور ایسے وقت دل ہی میں یاد کیا کرو اور حدیث میں آیا ہے
کہ جواب دینا تین چھینک تک ہے اور زیادہ اس سے زکام ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جواب دیا ایک چھینکنے والیکا پھر اوسنے ایک چھینک اور لی فرمایا کہ تو زکامی ہے اور منقول ہے کہ جب آنحضرت چھینکتے تو
آواز کو پست کرتے تھے اور منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لیتے آیا ہے کہ یہود حضرت کے سامنے قصدا چھینکتے تھے باامید
اسکے کہ یرحمکم اللہ کہیں لیکن آنحضرت یہدیکم اللہ کہتے تھے اور حدیث میں آیا ہے کہ چھینک رحمن سے ہے اور جمائی
شیطان سے یعنی چھینک سے دماغ ہلکا ہوجاتا ہے اور عبادت بہ نشاط ادا ہوتی ہے اسلیے اسکو رحمن کیطرف نسبت
کیا اور جمائی علامت کسل و ثقالت کی ہے اوس سے شیطان خوش ہوتا ہے کہ میں اب خوب اسپر قادر ہونگا اسلیے
اسکو شیطان کی طرف نسبت کیا والا واقع میں پیدا کرنیوالا دونونکا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور فرمایا جب کہے آہ آہ
جمائی لینے میں جیسیکہ جمائی لینے میں عادت ہے اسطرح آواز کریگی تو ہنستا ہے شیطان اوسکے پیٹ میں سے صدقت
یا رسول اللہ و منیۃ الطالب میں لکھا ہے کہ جمائی شیطان سے ہے جبکہ جمائی آوے تو ہاتھ اپنا منہ پر رکھلے اور
آواز بلند نکرے بلکہ تا مقدور مطلقا آواز نکرے اور حقوق مسلمانسے یہ ہے کہ شر بدونسے پرہیز کرے اور ساتھ خلق
اور مدارات کے اپنے تئین انکے شر سے نگاہ رکھے اور اونکی برائی منہ پر نہ لاوے کہ یہ موجب فتنہ اور فساد کا ہے اور
یہ نفاق نہیں ہے بلکہ یہ دفع کرنا شر کا ہے نفاق وہ ہے کہ اہل خیر کی طرفسے دلمیں برائی رکھے اور زبان سے نرمی
کرے ابو درداء نے کہا کہ ہم انکسار کرتے ہیں ایک قوم کے منہ پر اور دل ہمارے لعنت کرتے ہیں اونپر اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما بیچ تفسیر اس آیت کے لاتے ہیں وَیَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ یعنی مسلمان دور کرتے ہیں فحش
اصلاح کرتے ہیں ساتھ بھلائی کے برائی کو

اور ایذا کو ساتھ سلام و مدارات کے ام المؤمنین حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ ایک شخص نے اذن چاہا آنے کا
آنحضرت کے پاس پس فرمایا آپنے آنے دو کہ وہ مرد برا ہے اور جب وہ آیا تو آپنے اس سے بہت نرم کلام کیا کہ جانا جاتا
کہ اسکو دوست رکھتے ہین پس جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا حال
تھا کہ اول آپنے اوسکو مکروہ رکھا اور جب وہ آیا تو اسطرح آپ پیش آئے فرمایا اے عائشہ بدترین لوگون کا منزلت
کے نزدیک وہ شخص ہے کہ چھوڑین اوسکو لوگ بسبب فحش گوئی اوسکے نعوذ باللہ منہا اور حقوق اسلام یہ ہے
کہ فقیرون اور مسکینون سے اختلاط کرے اور یتیمون پر شفقت و احسان اور بخشش اور مصاحبت اہل اغنیا
ہی کی اختیار نکرے کہ دعا آنحضرت کی یہ تھی اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ
الْمَسَاكِيْنِ اور حضرت سلیمان پیغمبر علیہ السلام جب مسجد مین آتے اور کسی مسکین کو بیٹھا دیکھتے تو اوسکے ساتھ
بیٹھتے اور کہتے ایک مسکین ہمراہ مسکین کے بیٹھا اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو کوئی نام بہت پیارا
تھا مگر کہا جانا یا مسکین یعنے اس مسکین کہنے کو بہت دوست رکھتے تھے کعب احبار نقل کرتے ہین کہ جہان قرآن
مین يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا واقع ہے بجاے اسکے توریت مین یا ایہا المساکین واقع ہے اور حضرت موسی علیہ السلام
نے سوال کیا کہ اے رب العزت تجھکو کہان طلب کرون فرمایا کہ شکستہ دلون کے پاس اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ دور رہو تم موتے سے عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ موتے کون ہین فرمایا کہ اغنیا اور بیچ خبرگیری یتیم
کے اور شفقت کرنیکے اوسپر ثواب بیشمار آیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اور غمخوار یتیم کا بہشت مین
ہم ہونگے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی رکھے ہاتھ اپنا یتیم کے سر پر از راہ رحم کرنیکے ہوگی اوسکے لیے بقدر
شمار ہر بال کے نیکی اور فرمایا کہ بہترین گھرونکا وہ گھر ہے کہ اوسمین احسان کرین ساتھ یتیم کے اور حقوق مسلمان
سے یہ ہے کہ ہمیشہ خیر خواہ مسلمانون کا ہو اور انکی حاجت روائیونمین سعی کرے اور ہمیشہ درپے اسکے رہے کہ کسی مسلمان
کا دل شاد کرے حدیث مین آیا ہے کہ مومن وہ ہے کہ مسلمانون کو مانند اپنے چاہے اور یہ بھی حدیث مین آیا
ہے کہ جو کوئی کہ ایک ساعت رات یا دن سے کسی مسلمان کی حاجت مین صرف کرے خواہ وہ حاجت بر آوے یا نہ بر آوے
بہتر ہے اسکے لیے دو مہینے کے اعتکاف سے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی خوش کرے دل کسی مسلمان کا یا مدد کرے
کسی مظلوم کی تہتر مغفرتین دیگا اسکے لیے حق تعالی اور حدیث مین آیا ہے کہ دو خصلتین ہین کہ انسے بالاتر کوئی
نیکی نہین ہے ایمان لانا ساتھ اللہ کے اور نفع پہونچانا اللہ کے بندونکو اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ بہترین
اعمال سے ہے شاد کرنا کسی مسلمان کی خاطر کا اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ مدد کرو اپنے بھائی مسلمان کی
ظالم ہو یا مظلوم عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ مدد کرنا ظالم کا کیونکر ہوگا فرمایا ساتھ منع کرنیکے ظلم سے یعنے
اوسکی مدد یہی ہے کہ اوسکو ظلم سے باز رکھے اور منقول ہے معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے کہ جو کوئی ہر روز یہ دعا

پڑھے اور اسکو ابدالون مین لکھتے ہین اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ف امام غزالی احیاء العلوم مین لائے ہین کہ جو کوئی یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اوسکو ابدال کے درجہ مین لکھتے ہین ف عیادت کے ترجمہ مین لکہا ہے اور حقوق مسلمان سے یہہ ہے کہ عیادت کو جاوے بیمار کی کیونکہ عیادت مریض سے ثواب بہت ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی عیادت کرے بیمار کی اول روز مین تب ساتھ رحمت و مغفرت کے کرتے ہین اوسکے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک اور اگر عیادت کرے اوسکی آخر روز مین یا اول شب مین تو دعا مغفرت و رحمت کی کرتے رہتے ہین ستر ہزار فرشتے صبح تک اور ہوتا ہے اوسکے لیے باغ جنت مین اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی عیادت کرے بیمار کی ہمیشہ بیٹھا جاتا ہے دریاے رحمت مین یہانتک کہ بیٹھتا ہے پس جب بیٹھتا ہے غوطہ مارتا ہے دریاے رحمت مین ف اور روایت مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور عیادت کرے اپنے بھائی مسلمان کی واسطے طلب ثواب کے دور کیا جاتا ہے دوزخ سے بقدر مسیرت ساٹھ برس کے اور آداب عیادت سے یہہ ہے کہ بہت نہ بیٹھے بیمار کے پاس مگر یہ کہ راضی ہو بیمار بہت بیٹھنے سے اور اوسکا حال بہت نہ پوچھے اور اظہار رقت کا کرے اور دعا کرے واسطے اوسکے اور اوسکے عیبون کیطرف نظر نکرے یعنے جیسے آنکھ سوجی ہو یا منہ اور مانند اسکے تو اوسکو دیکھے نہین اسلیے کہ اوسکو شرمندگی اور ملال بہم پہونچے گا اور حدیث مین ہے کہ پوری عیادت مریض کی یہہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عیادت ایکبار سنت ہے اور زیادہ اس سے نفل ہے اور بعضون نے کہا کہ عیادت بعد تین دن کے کرے ف لیکن یہ قول قابل اعتماد کے نہین اور سنت نزدیک محدثین کے عیادت اول مرض مین ہے نہ بعد گذرنے تین دن کے اور اکثر علما کہتے ہین کہ عیادت مقید کسی وقت پر نہین ہے جب چاہے کرے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے عیادت امیر المومنین علی کے آئے اور کئی بار فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ ف ابن عباس سے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان کہ عیادت کرے مسلمان کی اور کہے سات بار اَسْئَلُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ شفا پاویگا وہ بیمار مگر یہ کہ آئی ہو موت اوسکی کہ یہ مرض لاعلاج ہے یہ روایت مشکوۃ مین ہے اور آداب مریض کا یہ ہے کہ ساتھ ادب نیک کے رہے کہ مرض سے شکایت نکرے اور جزع فزع نکرے اور صبر کرے اور دوا کرے اور بعد دوا کے توکل خدا تعالی پر رکھے اور دوا کرنی منافی توکل کے نہین ہے اسلیے کہ دوا بھی پیدا کی ہوئی خدا تعالی کی ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے عیادت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے آئے اور فرمایا کہ کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَعْجِیْلَ عَافِیَتِکَ اَوْ صَبْرًا عَلٰی بَلِیَّتِکَ اَوْ خُرُوْجًا مِنَ الدُّنْیَا اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاِنَّکَ سَتُعْطٰی اِحْدٰھُنَّ اور مستحب ہے بیمار کے لیے کہ کہے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ

وَقُلْ رَبِّ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ وہ شکوہ لائے رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک درد کا کہ تھا اونکے بدن میں پس فرمایا اونکو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکھو ہاتھ اپنا اوس جگہ پر
کہ دکھتی ہے تیرے بدن سے اور کہہ بسم اللہ تین بار اور کہہ سات بار اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ
کہتے ہین عثمان کہ پس کیا مین نے اسیطرح پس دفع کیا اللہ نے اوس درد کو کہ تھا میرے بدن مین اور حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے کہ کہا انہون نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو دم کرتے اپنے بدن پر قل اعوذ برب الفلق
اور قل اعوذ برب الناس اور ملتے اوس پھونک سے ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنے پھونکتے بعض جسم پر پھیرتے ہاتھ
اپنے اوس دم کی جگہ سے لیکر تمام اعضا پر جہانتک کہ پہونچ سکتے پس جبکہ وہ بیماری ہوئی آپکو کہ جسمین وفات پائی تھی میں
کہ دم کرتی اونپر بھی دونو سورتین کہ حضرت دم کیا کرتے تھے اسطرح کہ پڑھتی ہین اور لیتی آنحضرت کے دست مبارک اور
اونپر پھونکتی اور دونو ہاتھ بدن مبارک پر پھیرتی اور حضرت کے اہلبیت مین سے کوئی بیمار ہوتا تو اوسپر بھی حضرت
دم کرتے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس یہ روایتین مشکوۃ مین ہین اور حقوق مسلمان سے یہ ہے
کہ تعزیت کرے بھائی مسلمان کی اور اوسکے جنازہ پر حاضر ہو حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی حاضر ہو مسلمان کے
جنازہ پر اوسکو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ قیراط مانند کوہ احد کے ہے اور چاہیے کہ
مقصود جنازہ پر حاضر ہونیسے ادا کرنا حق میت کا اور عبرت پکڑنی ساتھ موت کے ہو منقول ہے کہ مالک بن دینار رضی اللہ
عنہ جنازہ کے پیچھے جاتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے قسم خدا کی نہین جانتا مین کہ ساتھ کس چیز کے چلونگا یہانسے اور
کبتک رہونگا یہان اور حدیث مین ہے کہ میت کی تین چیزین رہتی ہین دو تو اونمین سے پھر پاتی ہین اور ایک ہمراہ
جاتی ہے دو چیزین کہ پھر پاتی ہین وہ اہل و مال ہین اور وہ جو ساتھ جاتی ہے عمل ہے اور آداب تعزیت کے یہ ہین
کہ غمگین ہووے اور بات کم کرے اور تبسم نکرے اور مصیبت زدہ کو تسلی دے اور اگر وہ جاہل ہو یا نہایت بیصبر ہین تو
صبر دینے مین مبالغہ نکرے کہ بعضے جاہل اسکے مقابلہ مین کفر بکنے لگتے ہین نعوذ باللہ من ذلک اور حقوق مسلمانسے یہ ہے
کہ زیارت اونکی قبرون کی کرے اور چاہیے کہ مقصود زیارت سے دعا اور نرمی دل کی ہو منقول امیر المؤمنین عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جب زیارت کرتے قبرونکی اتنا روتے کہ محاسن شریف اونکی تر ہو جاتی اور کہتے کہ مین سنا ہے
داڑھی
پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قبر اول منزل ہے منزلون آخرت سے اگر اوس سے نجات ہوئی تو کام
بعد اسکے آسان ہے اور اگر اوسمین نجات نہوئی تو دشواری ہے ابو دردا رضی اللہ عنہ قبرونمین بیٹھتے تھے پس اونسے
پوچھا لوگون نے سبب اسکا کہا کہ کیونکر نہ بیٹھون مین ساتھ ایسی قوم کے کہ یاد دلاتی ہین مجھے آخرت کو اور جب اوٹھتا ہون
یہانسے تو امن مین رکھتے ہین مجھکو غیبت سے یعنے جب مرنا اپنا یاد آیا تو فرصت غیبت کی کہان اور حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ جو کوئی کہ گذرے قبرون پر اور اپنے حال مین تفکر نکرے تو خیانت کی اوسنے اپنے حق مین بھی اور اونکے حق مین بھی

لینے اونکی زیارت سے جو سوچ ہوتا اپنے حال مین اور موت یاد آتی جب وہ ہو لی تو گویا خیانت کی اونکو حق مین
بھی اور اپنے حق مین بھی اور حدیث مین آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار گذرے ایک جگہ پر پس
کودا مرکب اونکا پوچھا کہ یہان مقبرہ کفار کا ہے عرض کیا اصحابہ نے کہ ہان یا رسول اللہ ہے فرمایا کہ جو کچھ کہ مین
سنتا ہون کہ کیا عذاب ہوتا ہے اہل قبور کو اگر تم سنو تو ترک کردو کھانے پینے کو اور منقول ہے امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز ہم ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ کیطرف باہر نکلے پس بیٹھے آپ ایک قبر پہ
اور روئے اور ہم بھی روئے پس فرمایا کس چیز نے رولایا تمکو کہا ہمنے کہ آپکے رونے نے رولایا ہمکو یا رسول اللہ
فرمایا کہ یہ قبر ہے آمنہ وہب کی بیٹی کی کہ یہ نام آنحضرت کی والدہ کا ہے اذن چاہا مینے خدا تعالے سے کہ زیارت کرون مین
اسکی پس اذن دیا مجکو اور بعد اسکے اوسکی مغفرت مانگنے کا اذن چاہا مینے پس اذن نہ دیا مجکو پس رولایا مجکو
شفقت مادری نے اور یہی کلام ہے متقدمین کا کہ آپکے والدین کی مغفرت نہین ہوئی بسبب کفر کے لیکن بعضے
متاخرین نے ملاحظہ کیا ہے آنحضرت کے والدین کے کافر کہنے سے اور کہتے ہین کہ تمام باپ دادا آنسرور کے
با ایمان گئے ہین اور بعضون نے توقف کیا ہے اس مسئلہ مین اور آداب زیارت قبور کے یہ ہین کہ اول گھر مین دو رکعت
نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور ثواب اسکا میت کو بخشے
بعد اسکے راہ مین لایعنی بات مین مشغول نہووے اور جب مقبرہ مین پہونچے تو جوتا اتارے کہ حدیث مین اسکا حکم ہے
اور جب قبر پر پہونچے تو سامنے میت کے منہ کے کھڑا ہووے اور سلام کرے جیسے کہ زندون پر کرتا ہے بعد اسکے قبلہ
کیطرف منہ کرکے کھڑا رہے اور کھڑا ہونا پست جگہ مین اولی ہے کھڑے ہونے سے بلند جگہ پر اور قرآن پڑھے اور دعا کرے
اللہ تعالے سے اور تضرع کرے اور قبر کو بوسہ نہ دے اور نہ ہاتھ اوسپر رکھے کہ یہ نصاریٰ کی عادات سے ہے اور
یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَالْمُتَقَدِّمِیْنَ
مِنْکُمْ وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ اور اگر مقبرہ شہدا کا ہو
تو یہ کلمات بھی کہے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ بعد اسکے بیٹھے اور کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی
مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بعد اسکے کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ
وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بعد اسکے سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھے بعد اسکے قل ھو اللہ
سات بار پڑھے یا دس بار کہ حدیث مین آیا ہے کہ حقتعالی اس سے ایک نور پیدا کرتا ہے میت کی قبر مین اور گناہ
زیارت کرنے والیکے بخشتا ہے اور مردون کے لیے دعا کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتَھُمْ وَاٰمِنْ رَوْعَتَھُمْ وَ
اَقِلْ عَثَرَاتِھِمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِھِمْ وَنَوِّرْ تُرْبَتَھُمْ وَارْحَمْ غُرْبَتَھُمْ وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِھِمْ وَکَفِّرْ سَیِّئَاتِھِمْ وَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور بہتر یہ

اور خاص زیارت کا دن پیر کا اور جمعرات اور جمعہ اور ہفتہ ہیں اور زیارت کرنی دن جمعہ بعد نماز جمعہ کے اولیٰ ہے اور راتین بھی ہر ایک
بھی اولیٰ ہیں زیارت کے لیے خصوصاً شب برات اور سب وقت میں زیارت کے لیے جب چاہے کرے جو ہی چاہے اور اپنے
خویش کنبہ دنیا ساتھ تمام خلائق کے اور جیسے تمام اخلاق کا یہ ہے کہ جیسا اپنے تئین دوست رکھے سب مسلمانون کو
دوست رکھے کہ کمال ایمان کا یہی ہے اور چاہیے کہ کسیکو زندہ اور مردہ سے بنظر حقارت نہ دیکھے اگرچہ فاسق ہو شاید کہ
ختم کار اوسکا بھلائی پر ہوا اور ختم کار تیرا فسق پر کہ اعتبار خاتمے پر ہے بیت حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمت است و کس
ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد اور دین کو بدلے دنیا کے ہاتھ سے نہ دے کہ نہ دین ہوا اور نہ دنیا اور دنیا دار کو عظیم نکر
کہ دنیا خدا تعالیٰ کے آگے کچھ قدر نہین رکھتی حدیث مین آیا ہے کہ اگر دنیا کو خدا تعالیٰ کے آگے بقدر پر پشہ کے کچھ قدر ہوتی تو کافر کو
کافر کو اوسمین سے چلو پانی کا پینے نہ دیتا اور دنیا دارونکے ساتھ دشمنی بھی نکر کہ ظاہر ہوتا اسکا قصور [illegible]
مین ہوگا اور اگر فساق [illegible] سے دیکھے تو بہتر ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب و قہر کافی ہے اور اوپر [illegible] کے
لوگون کے اعتماد نکر اور ساتھ بات خوش آمد کے کہ تیرے منہ پر کہین غرور مت ہو کہ وجود ایسے شخص کا کہ حاضر و غائب یکسان ہے
حکم عنقا کا رکھتا ہے اور جبتک ہو سکے آپ نیک رہ اور مت کہہ کہ دوسرا برائی کرتا ہے مین کیا بھلائی کرون کہ ہر کوئی اپنے
عمل اپنے کیے گرو ہوگا اور بسبب احتیاج کے کہ رکھتا ہو طمع متکبر کے بغیر سوچے سمجھے کے غرض کو خوار ہوگا اور بسبب احتیاج
کے بھی تکبر نکر شاید محتاج ہو جائے تو اور اگر کچھ چاہے تو اور پھر نہ پاوے تو دشمن اوسکا مت ہو کہ رنج دشمنی کا
بدتر ہے رنج نہ پانے سے اور جسکو جانے کہ نصیحت نہین مانیگا اوسکو نصیحت نکر کہ دشمن ہو جائیگا اور بہتر یہ ہے کہ نصیحت
کرنا تیرا [illegible] شخص معین کو نہ کر جو استعداد قبول کرنے نصیحت کی رکھتا ہوگا وہ آپ مان لیگا اور غرض ادا
حاصل ہو جائیگی اور کوشش [illegible] کر کہ عیب تیرے [illegible] لوگ [illegible] کم [illegible] کہ غیبت [illegible] ہے اور یہ بات
قناعت کے میسر نہین ہوتی اور اگر وہ تیری غیبت کرین یا کچھ برائی پہونچاوین تو صبر کر اور کام اپنا خدا سے [illegible]
سونپ کہ صبر کو بڑی ہی تاثیر ہے قرآن مجید مین فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
جَمِیْلًا اور ایسکے بدلے لینے مین مشغول نہو کہ عمر ضایع ہوگی اور شر زیادہ ہوگا اور اپنی زبان سے اپنی تعریف نکر
اسلیے کہ اگر یہ بات لائق تعریف کے واقع مین ہے تو آپ ظاہر ہو جائیگی اور اگر ظاہر نہو تو بھی غم نہین ہے کہ اچھی بات
اچھی ہی ہے ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو اور جبکہ لوگ تجھکو دوست رکھین تو جان کہ تجھ مین کچھ نقصان ہے اسلیے کہ حسب
بعض دلونکا [illegible] ہاتھ [illegible] اللہ کے نزدیک اگر تو اچھا ہوتا تو وہ لوگونکے دلونکو ایسی مائل کرتا تیری طرف
اور [illegible] لوگونسے نیک لوگ ہین [illegible] کچھ اعتبار نہین کہ وہ اچھونکو برا جانتے ہین اور برونکو اچھا یہ بات حدیثون
سے سمجھی جاتی ہے اور اکثر لوگونکی صحبت سے بھاگتا رہ کہ جو کہ قابل صحبت کے ہین بہت ہی کم ہین قول ہے حضرت امیر المؤمنین
شاہ مردان رضی اللہ عنہ کا کہ اِخْوَانُ الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ اور جسکا تو امتحان نکرے اسپر اعتماد نکر

اور تھوڑیسی ملاقات و ہمنشینی پر مغرور نہو جبتک اوسکے معاملہ مکر نہ پڑے اور حق امتحان کا یہ ہے کہ سب حالتوںمین اوسکو آزماوے تو حالت معزولی مین بھی اور حکومت مین بھی اور محتاجگی مین بھی اور غنا مین بھی اور غضب مین بھی اور رضا مین بھی اور حاضر مین بھی اور غائب مین بھی اور عیش مین بھی اور سختی مین بھی جب سب حالتوںمین یکسان ہو تو وہ قابل مصاحبت کے ہے پس اگر ایسا آدمی پاوے تو اگر بڑا ہے تو اوسکو بجاے باپ کے جان اور اگر چھوٹا ہے تو بجاے بیٹے کے جان اور اگر برابر ہے تو بھائی ٹھہرا اوسکو و گرنہ کنارہ کر اوس سے نہ بھائی کسیکا ہو اور نہ باپ اور نہ بیٹا فصل دوسری بیچ حقوق ہمسایہ کے اور مان باپ کے اور اولاد اور بردیکے پس حقوق ہمسایہ کے اول جاننا چاہیے کہ ہمسایہ کا حق ہے اگرچہ مشرک ہو اور بیچ تاکید رعایت کرنے حقوق ہمسایہ کے حدیثین بہت آئی ہین آیا ہے حدیث مین کہ اَحْسِنْ مُجَاوَرَۃَ مَنْ جَاوَرَکَ تَکُنْ مُسْلِمًا یعنے نیکی کر ہمسایہ سے تا مسلمان ہووے تو ہمسایہ کی ساتھ نیکی کرنیکو سبب اسلام کا کیا تا جانے تو کہ مسلمانی بیچ رعایت حق ہمسایہ کے ہے حدیث مین آیا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو اکثر حق ہمسایگی کے وصیت کرتے اور حدیث مین آیا ہے کہ پتھر مارنا ہمسایہ کے کتے کو ایذا اوسکی ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا کسی نے کہ فلانا شخص ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور شب بیدار رہتا ہے لیکن ہمسایہ کو ایذا دیتا ہے فرمایا کہ وہ آگ دوزخ مین ہے اور آیا ہے کہ ایک بزرگ نے لوگونکے آگے بہتایت چوہون کی شکایت کی لوگون نے کہا کہ بلی کیون نہین رکھتے تم کہ چوہے جاتے رہین کہا کہ مین ڈرتا ہون کہ بلی کی آواز سنکر ہمسایہ کے گھر مین چلے جاوین پس جو کچھ کہ مین اپنے لیے نہ پسند کرون دوسرے کیلیے کیونکر پسند کرون اور حق ہمسایہ کا یہ دفع کرنا ایذا ہی کا نہین ہے اوس سے بلکہ باوجود اسکے چاہیے یہ کہ رحمت و شفقت بھی کرے اور اوسکی ایذا پر تحمل کرے کہ آیا ہے کہ فردا قیامت کو ہمسایہ فقیر ساتھ غنی کے جھگڑیگا کہ کیون نہ اسکے ساتھ احسان کیا اور جملہ حقوق ہمسایہ سے یہ ہے کہ ابتدا کرے اوس سے ساتھ سلام کے اور لڑے نہین اوس سے اور تھوڑیسی چیز پر مناقشہ نکرے اوس سے اور اوسکا حال بہت نہ پوچھے خصوصًا اوسوقت کہ مدد نکر سکے اوسکی اور اگر وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور مصیبت مین تسلی دے اور غم و شادی مین شریک ہو اور اوسکی خطا سے درگذر کرے اور اوسکے قصور معاف کرے اور کوٹھے پر سے اوسکے گھر مین نظر نکرے اور اگر اسکی دیوار پر کڑی رکھے تو مانع نہو اور اگر اوسکے پرنالے پانی آوے تو لڑے نہین اوس سے اور اوسکی راہ تنگ نکرے اور جو کچھ کہ اوسکے گھر مین آوے اوسکو دیکھے نہین یعنے اسلیے کہ شاید اوسکو ناگوار ہو اور عیب اوسکا ڈھانکے اور اوسکے گھر کے لوگونکو نہ دیکھے اور اوسکی لونڈی پر نظر بد نرکھے اور اگر ہمسایہ کہین جاوے تو اوسکے گھر کی محافظت سے غافل نرہے اور اوسکی اولاد پر مہربانی کرے اور جو کچھ کہ دین و دنیا مین اوسکے کام آوے بتاوے اور اگر محتاج ہووے تو قرض دیوے اور مکان اپنا اتنا بلند نکرے کہ اوسکے گھر کی ہوا رکے مگر اوسکے اذن سے مضایقہ نہین اور اگر میوہ کھاوے تو چاہیے کہ اوسکے گھر بھی بھیجے اور اگر بھیجنا منظور نہ

لہٰذا ایسا کرے اوسکو
شرم آدمی کی پیادیال
ظالم کرکے نہین اوسکو تکلیف
[illegible]
[illegible] اوسکو
[illegible]

تو پوشیدہ کھاوے اور اپنے بیٹے کو میوہ لیکر باہر نہ نکلنے دے تا بیٹا ہمسایہ کا نہ دیکھے اور اپنے باپ سے ہٹ نکرے اوسکے لیے کہ مجھکو بھی دے حاصل یہ کہ تمام حقوق اسلام کے مع حقوق ہمسائگی کے بجالاوے مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین عبد اللہ بن عمر کے پاس تھا اور اونکا غلام ایک بکری ذبح کر رہا تھا عبد اللہ نے کہا اے غلام اول اس بکری مین سے یہودی کے گھر بھی بھیج کہ ہمسایہ ہمارا ہے اور یہ بات مکرر کہی عبد اللہ نے اور منقول ہے کہ ام المومنین عایشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین دو ہمسایہ رکھتی ہون کہ ایک میرے دروازے کے سامنے رہتا ہے اور ایک اوس سے پرے رہتا ہے اور کبھی میرے پاس ایک چیز ہوتی ہے کہ دونو کو نہین پہونچ سکتی پس اون دونو مین سے کونسا مقدم ہے فرمایا وہ کہ گھر اوسکا سامنے دروازہ کے ہے اور منقول ہے کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول کیونکر معلوم ہووے کہ مین نیک ہون یا بد فرمایا کہ اگر تیرے ہمسائے تجکو نیک کہین تو نیک ہے تو اور اگر بد کہین تو بد ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جسکو خدا تعالے بھلائی پہونچایا چاہتا ہے تو شہید کرتا ہے اوسکو عرض کیا صحابہ نے کہ شہید کرنا کیونکر ہوتا ہے یا رسول اللہ فرمایا اسطرح کہ دوست رکھین اسکو ہمسائے اور حقوق ماں باپ اور اولاد کے پس جان کہ صلہ رحم ایک واجب ہے واجبات مین سے یعنے اگر اقربا اوسکے محتاج ہون اور اوسکو وسعت رزق ہو تو واجب ہے کہ خبر گیری اونکی قسم نان و نفقہ سے کرتا رہے اور رحم اوس قرابت کو کہتے ہین کہ بواسطہ پیٹ کے ہو اگرچہ دور ہو اور اگر باوجود اسکے قرابت اس طرح کی ہو کہ حرام ہو اوسسے نکاح تو اوسکو ذی رحم محرم کہتے ہین پس ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ذی رحم بھی ہو اور محرم بھی مانند باپ اور ماں بھائی اور بہن اور مانند انکے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شخص محرم ہو لیکن ذی رحم نہو مانند دودھ شریک بہن بھائی کے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ذی رحم ہو اور محرم نہو مانند بیٹے چچا اور خالہ کے مثلاً اور بیچ رعایت حقوق اقربا اور رحم کے حدیثین بہت وارد ہوئی ہین حدیث قدسی مین آیا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ رحم مشتق ہے میرے نام سے کہ رحمن ہے جو کوئی ملاوے رحم سے یعنے سلوک کرے ناتے دار سے ملاؤنگا مین ساتھ اوسکے یعنے رحمت کرون اوسپر اور جو کوئی کاٹے ناتا کاٹونگا مین اوس سے یعنے اپنی رحمت سے محروم کرون اوسکو اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ عمر میری دراز ہو اور رزق وسیع تو چاہیے کہ ڈرے خدا سے اور ملاوے ناتا یعنے سلوک کرے ناتے دارون سے اور ابوذر کہتے ہین کہ وصیت کی مجکو خلیل میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سلوک کرنیکے اقربا سے اگرچہ فقیر ہون وہ اور وصیت کی یہ کہ حق کہے تو اگرچہ تلخ ہو اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ صدقہ دینا مسکینون کو ایک صدقہ ہے اور ذی رحم کو دینا دو صدقے ہین یعنے دگنا ثواب ہوتا ہے اور یہ بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین خیرات کرنی ہے اون اقربا پر کہ دشمنی رکھتے ہون اس سے اور یہ داخل حسن خلق کے ہے اور مرتبہ صدیقون کا ہے اور چونکہ ماں باپ اور اولاد قریب تر اقربا کے ہین ضرور ہوا کہ حق قرابت اور رحم انکے باب مین زیادہ سے زیادہ ہو

حقوق ماں باپ اور اولاد کے

اور حدیث مین ہے کہ نیکی کرنی والدین سے افضل ہے نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور جہاد سے اور یہ بھی حدیث
مین ہے کہ بو بہشت کی پانسو برس کی راہ سے آتی ہے اور نہین پاویگا اوس بو کو نافرمان ماں باپ کا اور کاٹنے والا
ناتے کا اور ایکروز آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوے تھے کہ ایک شخص پہونچا اور کہا یا رسول اللہ
آیا کچھ حق ہے ماں باپ کا کہ باقی رہتا ہے بعد مرنے انکے فرمایا کہ ہاں دعا اور بخشش مانگنی ہے انکے لیے اور بجا لانا
انکے عہد کا اور اکرام کرنا انکے دوستون کا اور حدیث مین ہے کہ نیکتر نیکیون کا وہ ہے کہ باپ کے دوستون سے نیکی کرے ہو
اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ جب ملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر آتے ہین تو اول مکہ مین اترتے
ہین بعد ازان ہر جانب مین متفرق ہوتے ہین پھر مکہ مین جمع ہوتے ہین پس پوچھتے ہین جبرئیل علیہ السلام اونسے
کہ جانتے ہو تم کہ کیا معاملہ کیا حق سبحانہ و تعالیٰ نے امت محمد علیہ السلام کے ساتھ اس شب مین ملائکہ کہتے ہین کہ سب کو بخشا
مگر تین جماعت کو ماں باپ کے ایذا دینے والونکو اور شراب خوارونکو اور اونکو کہ کینہ رکھتے ہین مسلمانسے اور حقوق ماں
کے زیادہ ہین باپ کے حقوق سے بیچ مہربانی اور خبر گیری کرنیکے حدیث مین آیا ہے کہ یہ اس سبب سے ہے کہ والدہ زیادہ
مہربان ہے باپ سے اور دعا سے مہربان کی رد نہین ہوتی یعنے پس اس سبب سے اسکا حق زیادہ ہے اور ایکروز
اسما بیٹی امیر المومنین حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ
میری ماں آئی ہے لیکن سہہ وہ مشرکہ آیا احسان کرون مین اوس سے اور حق صلہ رحم کا بجا لاؤن فرمایا کہ ہاں اور
جیسیکہ بیچ رعایت کرنے حقوق والدین کے حدیثین آئی ہین بیچ حقوق اولاد کے بھی آئی ہین ایک شخص نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسی نیکی بہتر ہے یا رسول اللہ فرمایا نیکی کرنی ماں باپ سے کہا اوسنے کہ
ماں باپ نہین رکھتا مین فرمایا نیکی کرنی ساتھ اولاد کے اسلیے کہ جیسیکہ تیری ماں باپ کا حق ہے تجھپر اسیطرح تیری
اولاد کا بھی تجھپر حق ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ رحمت کرے حقتعالیٰ اوس باپ پر کہ مدد کرے اپنے بیٹے کی نیکی پر یعنے باعث نہو اسکو نافرمانی
پر اگر بد ہو اور حدیث مین ہے کہ جب بیٹا چھ برس کا ہو تو ادب دے اوسکو اور جب نو برس کا ہو تو بچھونا اوسکا جدا کرے اور جب تیرہ برس کا ہو تو نماز نہ پڑھنے پر مار
اوسکو اور جب سولہ برس کا ہو تو نکاح کر دے اوسکا بعد ازان اوسکو سپرد خدا کے کرے جو کچھ حق تھا ادا ہو آئندہ جو کچھ اوسکے نصیب مین ہو اور
بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ جب سات برس کو پہونچے فرزند تو حکم کرے اوسکو نماز کا اور جب دس برس کو پہونچے تو مارے
اوسکو اگر نماز نہ پڑھے اور ایکروز اقرع بن حابس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بوسہ لیتے تھے حضرت حسن
رضی اللہ عنہ کا کہا کہ میرے دس بیٹے ہین مینے ہرگز نہین بوسہ لیا کسیکا فرمایا مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ یعنے جو کوئی رحم
نکرے رحم نکیا جاوے اوسپر یعنے اللہ تعالیٰ اوسپر رحم نہین کرتا اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ رِیحُ الْوَلَدِ مِنْ رِیحِ
الْجَنَّۃِ یعنے بو فرزند کی بو جنت کی ہے اور ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تھے اور حضرت حسن
رضی اللہ عنہ روتے تھے پس اوترے آپ حضرت منبر پر اور اوٹھا لیا انکو اور آیت پڑھی اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

ترجمہ سوا اسکے نہین کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری فتنہ ہین

اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو نماز پڑھا رہے تھے اور سجدے مین تھے کہ حسن آئے
اور اوپر گردن مبارک آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دراز کیا
سجدہ کو یہانتک کہ لوگون نے بسبب درازگی سجدہ کے خیال کیا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے جب تمام کیا نماز
کو تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیون دراز کیا آپنے سجدہ کو یا رسول اللہ فرمایا کہ میرے بیٹے نے مجکو سواری بنی کیا
تھا مکروہ جانا مینے کہ شتابی کرومین تا وہ حاجت اپنی ادا کرے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجمل حقوق والدین کے
وہ ہین کہ بیچ حقوق یارانہ اور بھائی چارہ کے مذکور ہوے بلکہ یہ رابطہ موکد تر اور قوی تر ہے رابطہ بھائی چارہ سے
اور یہان دو امر زیادہ ہین کہ بیچ رابطہ بھائی چارہ کے رعایت انکی واجب نہین ہے ایک تو یہ کہ اکثر علما متفق ہین
کہ فرمانبرداری مان باپکی واجب ہے شبہات مین اگرچہ حرام محض ہین واجب نہین پس اگر طعام شبہہ کا ہو
اور مان باپ تیرے نہ کھانیسے اوسکو ایذا پاتے ہون تو واجب ہے کہ اطاعت کرے تو اسلیے کہ ترک کرنا شبہہ کا
ورع کے قبیلہ سے ہے اور رضا مان باپکی اصل واجب ہے پس ترجیح رکھتی ہے رعایت انکی رضا کی رعایت
ورع پر اور دوسرے یہ کہ جائز نہین ہے سفر کرنا واسطے حج نفل کے مگر اونکے اذن سے اور بموجب قول بعض کے
واجب نہین ہے جلدی کرنی حج فرض مین یعنے سال اول مین کرنا واجب نہین ہے بدون انکے اذن کے اور نکلنا
واسطے طلب کرنے علم نفل کے بھی جائز نہین ہے مگر یہ کہ علم فرض ہو قسم علم نماز و روزہ سے اور شہر مین کوئی ہووے
نہین کہ تعلیم کرے تو جائز ہے منقول ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
قصد جہاد کا کیا آپنے اوسکو فرمایا کہ آیا زندہ ہین مان باپ تیرے یمن مین اوسنے کہا کہ ہان فرمایا کہ آیا اذن دیا ہے
انہون نے تجکو جہاد کرنیکا اوسنے کہا کہ نہین فرمایا کہ پھر جا اور اذن طلب کر اگر اذن دین وہ تو جہاد کر ورنہ جا اور
جبتک ہوسکے نیکی کر اونسے کہ بہتر ہے اون چیزونسے کہ حکم کیا گیا ہے ہمکو اوسکا بعد توحید کے اور ایک شخص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تا مشورت کرے آنحضرت سے جہاد مین جانیکی فرمایا کہ آیا ہے تیری مان اوسنے کہا ہان
فرمایا جا اور اوسکے پاس رہ کہ بہشت اوسکے پانوئن تلے ہے اور حدیث مین ہے کہ حق بڑے بھائیکا مانند حق باپکے
ہے فت کتاب شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ نہین اوترتے ملائکہ یعنے رحمت کے اوس قوم پر کہ ہین
کاٹنے والا ناتے کا ہے اور لکھا ہے علما نے کہ سلوک کرنیوالا ناتے دارونسے وہ ہے کہ ناتے دار اوس سے انقطاع
کرتے جاوین اور یہ سلوک کرتا رہے اونسے پس صلہ رحم یعنے سلوک کرنا ناتے دارونسے واجب ہے اگرچہ ساتھ
سلام اور دعا اور ہدیہ کے ہو اور مکروہ رکھی ہے بعضے بزرگون نے ہمسائگی اقربا کی اسلیے کہ اس سے حرمت اور
ہیبت نہین رہتی لیکن باعث ہوتا ہے یہ انقطاع کا اور ملاقات کرتا رہے قرابتیون سے کبھی کبھی اسلیے کہ زیادہ کرتا ہے
الفت و محبت کو بلکہ ملاقات کیا کرے انسے ہر ہفتہ یا ہر مہینہ مین اور رہو وین ہر قبیلہ کے لوگ اور ہم جدی یکتن ہوکر زمین

غیرہ نیر اور نہ رد کرے بعضا انکا حاجت بعضے کی اسلیے کہ یہ قبیلہ کاٹنے ناتے کے سے ہے اور سمجھین چچا اور
بڑے بھائیکو اور ماموں کو بمنزلہ باپ کے اور سمجھین خالہ اور پھوپھی کو بمنزلہ مان کے توقیر اور خدمت اور اطاعت
مین اور بجا لانا چاہیے کہ نیکی کرنی مان باپ سے افضل چیز ہے اون چیزونمین سے کہ نزدیک کرتی ہین اللہ تعالی
سے اور اللہ تعالی نے اونکے احسان کرنیکو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے بسبب بڑی ہونے شان اسکیکے یعنی
اس آیۃ مین وَقَضٰی رَبُّكَ اَنْ لَا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور حدیث مین آیا ہے کہ نیکی کرو اپنے
باپونسے نیکی کرینگے تمسے تمہارے بیٹے اور حق مان کا بہت بڑا ہے باپ کے حق سے پس نیکی کرنی مان سے بہت واجب
ہے اور حدیث مین آیا ہے اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ پس مان باپ کے حقوق مین سے یہ ہے کہ تملق
کرے اونسے اور خدمت کرے اونکی جبتک کہ زندہ ہین وہ یہانتک کہ راضی ہو جاوین اور نہ ڈانٹے اونکو بیچ مین
اگرچہ تھوڑا سا ہو اور نہ بلند کرے آواز اپنی اونکی آواز پر کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ اور اونسے پکار کر
کلام نکر اور اطاعت کر اونکی مباح چیزونمین اسلیے کہ رضا رب جل جلالہ کی اونکی رضا مین ہے اور غصہ اللہ تعالی کا
اونکے غصہ مین ہے اور نہ نسبت کر اپنے کو طرف غیر مان باپ کے اونکو حقیر جانکر جیسے بعضے اراذل اپنے کو سید یا
بزرگ زادہ بنا دیتے ہین ستے کیسکی اولاد مین مشہور کر دیا اپنے کو کیسکی اولاد مین پس یہ بات باعث لعنت کی
ہے اور خرچ کر اونپر اپنے مال مین سے کہ بندہ حساب نہین پوچھا جاویگا خرچ کرنیسے مان باپ پر یعنے اگرچہ کتنا ہی
دیوے اور بعضے بزرگ مان باپ کے ساتھ کھاتے نہ تھے بخوف واقع ہو جانے بے ادبی کے اور مان باپ پر
یہ حق ہے اولاد کا کہ نہ باعث ہون اولاد کی نافرمانی کے بسبب بد معاشگی اور ظلم کرنیکے اونپر اور مدد کرین اولاد
کی بھلائی پر اور فرزند کو چاہیے کہ دیکھے طرف مان باپ کے ساتھ محبت اور مہربانی و شفقت کے تا حاصل ہو اوسکو
عوض ہر نظر کے ثواب حج مقبول کا یعنے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مان باپ کیطرف دیکھتا ہے نظر
شفقت و محبت سے تو اوسکو ثواب حج مقبول کا بدلے ہر نظر کے ملتا ہے اور نہ چھوڑے مان باپ کو بسبب جہاد یا حج
یا طلب علم یا طلب مال کے اسلیے کہ خدمت انکی افضل ہے ان سب چیزونسے یہانتک کہ روایت کیا گیا ہے کہ ابوہریرہ رض
نے نہین حج کیا یہانتک کہ مری مان اونکی اور رہتے ابوہریرہ کہ صبح کو جاتے مانکے دروازے پر اور کہتے سلام ہو تجھ پر اے
مان میری اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی جزا دے تجھکو اللہ جیسے نیک جیسکہ پرورش کیا تو نے مجھکو چھوٹی عمر
مین پس جواب دیتین اونکو مان اونکی کہ تجکو بھی جزا دے اللہ جیسے نیک جیسکہ سلوک کیا تو نے مجھسے بڑے ہو کر پھر نکلتے
ابوہریرہ اور پھر آتے اور کہتے مانند اسکے اور حقوق مان باپ کے یہ ہین کہ بجا لاتے انکے حکم کو اور تواضع کرے انکے لیے
اور آپ خدمت کیا کرے انکی اور پر موقوف نرکھے اور چارہ نکرے انکی خدمت سے اگرچہ وہ مشرک ہون اور مصاحب ہو
انکا دنیا مین اچھی طرح جیسے حکم کیا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا اور رعایت کر مان باپکے

حقوق کی بعد مرنے انکیکے یہ ہین کفنا دے اور دفنا دے اونکو اور نہ بد دعا کرے اونپر جبکہ ہون وہ کافر بلکہ دعا کرے
اونکے ہدایت کی جبتک کہ وہ زندہ ہین پھر سونپے امر اونکا طرف اللہ تعالی کے جیسا کہ آیا ہے بیچ قصہ حضرت ابراہیم
خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کے اور نہ چلے آگے مان باپ کے اور نہ بالا نشینی کرے انپر مجلس مین اور نہ پکارے انکو
نام لیکر بلکہ کہے اے مان میری اور اے باپ میرے جیسا کہ قرآن مین آیا ہے یا ابت افعل ما تؤمر اور مانند اسکی
(اے باپ میرے کر وہ چیز کہ حکم کیا گیا تو)
اور نہ برا کہے کسیکی مان باپ کو اسلیے کہ وہ برا کہیگا اسکے مان باپ کو اور نہ سبقت کرے اونپر کسی چیز مین اور نہ دیکھے بنظر
سے اونکو اور اونکے حقوق مین سے بعد اونکے مرنیکے یہ ہین کہ نماز پڑہے اونپر جبکہ ہون وہ مومن اور استغفار کرے
اونکے لیے اور پورا کرے اونکے عہد کو اور وصیتون کو اور اکرام کرے اونکے دوستون کا اور سلوک کرے اونکے
ناتے دارونسے اور دوستونسے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی دوست رکھے یہ کہ سلوک کرے اپنے باپ سے اونکی قبر
مین پس چاہیے کہ سلوک کرے اپنے مان باپ کے بھائیونسے بعد اونکے اور جسکے مرین مان باپ اور وہ زندہ ہو تو
چاہیے کہ بخشش مانگے اونکے لیے اور تصدق کرے اونکے لیے یہانتک کہ لکھا جاوے بار یعنے نیکی کرنیوالا مان باپ
(نیکوکار ۱۲)
سے اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی زیارت کرے اپنے مان باپ کی قبر کی ہر ہفتہ مین لکھا جاویگا بار اور نیت کی
ساتھ تصدق کرنے مال اپنے کے مان باپ کیطرف سے پس نہین ناقص ہوگا اسکے اجر مین سے کچھ اور ہوگا انکے
لیے مانند ثواب اسکے اور تھے بعضے بزرگ کہ پھینکتے تھے پتھر راہ مین سے داہنی طرف تو نیت کرتے اپنے باپ کیطرف سے
اور دوسرا پتھر بائین طرف پھینکتے تو اپنی مان کیطرف سے نیت کرتے یعنے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دور کرنا ایذا کا راہ مین
سے ایک شاخ ہے ایمان کی پس یہ فعل اپنے مان باپ کیطرف سے کرتے تا وہ ثواب پاوین اور بعضے بزرگ غصہ کو روکتے
اور ارادہ کرتے مان باپکی پر یعنے احسان کا یعنے یہ نیت کرتے کہ اسکا ثواب انکو پہونچے اور ہم اونکے احسان کرنیوالون
مین لکھے جاوین پس اسمین دلیل ہے اسپر کہ تمام نیکیان بندیکی مان باپ کے سلوک سے ہین یعنے جو نیکی انکی نیت
سے کریگا وہ داخل ہے انکے ساتھ احسان کرنیمین بسبب حاصل ہونے ثواب کے انکے لیے اور دو رکعت نماز پڑھی مان
باپ کے ثواب پہونچانیکے لیے اول روز مین پہلے غذا کھانیکے کہ پہونچیگا انکو ثواب اوسکا اور قاصر جانے اپنے کو بیچ
ایفا حق انکے اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہین بدلہ اوتار سکتا مان باپ کا مگر یہ کہ آزاد کردے اونکو
کسیکی بندگی مین سے تمام ہوا مضمون شرعۃ الاسلام کا پس چاہیے ہر مسلمان کو کہ غور کرے ان مضامین مین
اور مان باپ کی اطاعت کرے اور اونکے حقوق ادا کرے اور اونکی نافرمانی سے بچے کہ مان باپ کی ایذا بہت بری چیز
ہے کتاب درر المجالس مین چند حکایت مان باپ کے ایذا دینے کے وبال مین نقل کی ہین وہ یہان لکھی جاتی ہین حکایت
ایکجوان تھا کہ اوسکو شوق حج کا ہوا اوسکی مان اوسکو اجازت نہ دیتی تھی وہ بغیر کہے مان کے چلا حج کے لیے ایکروز
چورون نے اوس جوان کو پکڑا اور مال اور زاد و راحلہ اوسکا سب لیلیا اور دونون ہاتھ اور پاؤن اوسکے کاٹکر

چھوڑ گئے موذن بیت اللہ کو خواب مین حکم ہوا کہ اوٹھ اور فلانے جنگل مین جا اور فلانے جوان کی خبر لے کہ ہکو اوسپر رحم
آتا ہے وہ موذن بیدار ہوا اور اودھر روانہ ہوا جب وہان پہونچا تو کہا کہ اے جوان تیرا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ بغیر
اجازت مان باپ کے قدم راہ کعبہ مین رکھا تھا حال میرا یہ ہوا کہ جو دیکھتا تھا تاکہ بندگان خدا عبرت پکڑین کہ حج کے جائین
بغیر اجازت مان باپ کے ایسا معاملہ پیش آتا ہے پھر جائیگا مان باپ کو ناحق رنج دے اور پھر آگے اسکا انجام کار کیا ہوگا
اوس موذن نے جوان کو کہا کہ توبہ کر اوس جوان نے توبہ کی اور موذن سے درخواست کی کہ مجکو میری مانکے گھر
پہونچا دے تا اوسکا دل مین ہاتھ مین لاون اور جیسا کہ ہاتھ پاون سے جدا ہوا ہون دم آخر ایمان سے ایسا جدا نہو وین
موذن نے اوسکو اوٹھایا اور اوسکے مانکے دروازہ کے آگے لیجا کر بٹھا دیا اور آپ پھر آیا اوسکی مان اندر بیٹھی تھی
جوان نے مان کی آواز سنی کہ کہتی ہے الٰہی مین نہین جانتی کہ سفر مین میرے فرزند کے ساتھ کیا معاملہ درپیش آیا کہ بغیر
میری اجازت کے باہر نکلا تھا اب اوسکو محنت تک پہونچا کہ میرا دل اوسکے لیے بیقرار ہے جوان نے ہاتھ کٹے ہوے سے
دروازہ کھٹکھٹایا اوسکی مان نے کہا کہ کون ہے وہ اور غمزدہ کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے پھر خیال کیا کہ مبادا کوئی بھوکا
مسافر کی کہتا ہوا اوٹھکر باہر آئی اور دیکھا کہ ایک غریب بیٹھا ہے اوسکی مان نے کہا اے غریب آ اگر تجکو حاجت ہو تو
روٹی دون غریب نے کہا کہ روٹی کیونکر لوں مین کہ ہاتھ نہین رکھتا عورت نے کہا اے غریب آگے آ غریب نے کہا
کہ کیونکر آؤن مین پاون تو رکھتا ہی نہین اوسکے اس کہنے سے اوسکو مہر آئی اور کہا اے جوان غریب تیری آواز تو
میرے بیٹے کی سی ہے وہ عورت دوڑکر چراغ لے آئی اور اوسکا منہ دیکھنے لگی آگے پیچھے سے اوسکی آنکھ ٹھنڈی آتی تھی
اور کہتی تھی کہ مین بھی تیرے مانند ایک بیٹا رکھتی تھی لیکن نہین جانتی ہون کہ سفر مین کیا حال ہوا اوسکا بیٹا صبر نکر سکا
اور رونا اور فریاد وزاری شروع کی کہ اے مان وہ بیٹا تیرا مین ہی ہون جب عورت نے یہ بات سنی تو نعرہ مارا اور
بیہوش ہوکر گر پڑی بعد ایکساعت کے جب ہوش مین آئی اور منہ اپنا آسمان کیطرف کرکے کہا الٰہی تو نے اسکو ادب تو دیا ہے
لیکن اسکو ہلاک نکر اور سعادت ایمان سے محروم نکر غرضکہ خوشی مان باپ کی عجب چیز ہے اور نافرمانی اونکی بہت
بری چیز **حکایت دوسری** ایکروز سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گورستان جنت البقیع کیطرف تشریف
لائے ایک گور مین سے نالہ وزاری بیچ سمع مبارک مہتر بہتر عالم کے پہونچی کہ کوئی کہتا ہے اَلنَّارُ فَوْقِیْ وَالنَّارُ
مِنْ تَحْتِیْ وَالنَّارُ عَنْ یَمِیْنِیْ وَالنَّارُ عَنْ شِمَالِیْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہ کو کہ منادی کرو
کہ جس جسکے مردے اس گورستان مین ہون باہر نکلین سینے کھولکر پس خلائق نکلی اور اپنے اپنے عزیزون کی
گورون پہ کھڑے ہوے بعد ازان سبکے پیچھے ایک عورت بڑھیا عصا ہاتھ مین پکڑے ہوے آئی اور گور پہ
کھڑی ہوئی مہتر بہتر عالم نے پوچھا کہ اس خاک مین تیرا کون ہے اوسنے کہا کہ میرا بیٹا ہے ولیکن اوس سے مین
بیزار ہون رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ کیون نخوش ہوگی تو اوسنے کہا کہ ہرگز مین خوش نہین ہونگی کہ مجکو بیچ دیا ہے

اسنے رسول علیہ السلام نے ہاتھ دعا کے لیے اوٹھایا اور کہا الٰہی حجاب درمیان مین سے اوٹھا لے تا یہ عذاب دیکھے
فی الحال حجاب دور ہوا اوسکی مان نے گور فرزند کو بھرا ہوا آگ دہکتی ہوئی سے دیکھا اور اوسکا بیٹا آگ مین جل رہا ہے
احوال بیٹے کا ایسا دیکھکر اپنے کو دریے اوسکے ڈالا اور کہتی تھی یا رب خدایا مین خوش ہوئی تو بھی خوش ہو اور میرے
فرزند سے عذاب اوٹھا لے بمجرد خوش ہونیکے عذاب اوسپر نرہا یہ معاملہ اسلیے ہوا کہ تا لوگ جانین کہ ایذا دینی ماکی بہت
بُری ہے اور دعا مان باپ کی فرزند کے حق مین مقبول ہے حکایت تیسری آیا ہے کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ
خواب مین دکھائے گئے کہ جا تو اوس جوان پر کہ حجرۂ حرم مین ہے اور کہہ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت مین سے تیرے لیے حصہ نہین ہے
مالک بن دینار خواب سے جدا ہوے اور حرم کیطرف چلے جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ ایک جوان ایک حجرۂ تاریک مین
زار زار رو رہا ہے نظر جوان کی مالک پر پڑی جوان نے کہا کہ اے مالک بن دینار تو کیا پیغام لایا ہے مالک نے کہا
کہ تو کیا جانتا ہے کہ مین پیغام لایا ہون جوان نے کہا اے مالک کتنے ہی برس ہین کہ یہ بات مجکو کہتے ہین کہ تجکو رحمت
خدا تعالیٰ سے حصہ نہین ہے مالک نے کہا کہ کیا گناہ کیا ہے تو نے جوان نے کہا کہ مین مست تھا حالت مستی مین باپکو
مکا مارا تھا مینے ایک دانت اوسکا ٹوٹ گیا پانچ برس گذرے ہین کہ مین رو رہا ہون ماتم اوس گناہ مین کہ دیکھا چاہیے
فردای قیامت کو مجھپر کیا عذاب کرتے ہین مالک نے کہا اے جوان تیرا باپ کہان ہے کہا فلانے قبیلہ مین ہے اور کہتے ہین
کہ اس سال حج کو آیا ہے مالک اوسکے نشان پر گیا دیکھا کہ اوسکا باپ کعبہ کے پیچھے ہے اور دانت اپنی ہتھیلی پر لیے ہوے
سر برہنہ کہہ رہا ہے الٰہی میرے دانت پر دیکھ مالک کہتے ہین کہ مجکو رونا آگیا کہا مینے اے پیرمرد اگر فرزند نے تجکو
مکا مارا عجب نہین کہ اوسکے ہاتھ سے رویا تو لیکن کچھ اپنے بیٹے کے حال سے آگاہ نہین ہے تو کہ پانچ برس سے اس
شرمندگی سے گریہ وزاری کر رہا ہے اور تمام قصہ فرزند کا بیان کیا شفقت پدری جوش مین آئی اور رحم اوسپر کیا
اور دعا کی مالک خوش ہوے اور جوان کے پاس آکر اوسکے باپ کے دعا کرنیکی خبر دی وہ جوان زیادہ رونے لگا
اور کہا اے مالک تجھسے ایک التماس کرتا ہون کہا کہ کیا کہتا ہے کہا اگر آج مجھسے میرا باپ خوش نہو تو فردا ے
قیامت کو فرشتے طوق و زنجیر میری گردن مین ڈالکر دوزخ کی طرف لیجاوینگے تم آج مجھپر وہی کرو کہ ایک رسی لاؤ اور
میری گردن مین ڈالو اور کھینچتے ہوے میرے باپ کے پاس لیجاؤ اور کہو کہ گنہگار کو لائے ہین ہم جوان کو اسطرح کیا
اور اوسکے باپ کے پاس لیگئے باپ اپنے بیٹے کا ایسا حال دیکھکر دوڑکر آیا اور رسی دور کی اور گلے سے لگالیا اور
کہا اے جان پدر مین تجھسے خوش ہون اللہ تعالےٰ تجھسے خوش ہووے وا ے اوسپر کہ مان باپ اوسسے ناراض
ہون اور زہے وہ فرزند کہ مان باپ اوس سے راضی ہون یا الٰہی ہمکو توفیق دے مان باپونکے راضی کرنیکی
تا تو ہمسے راضی ہو بمنہ وکمال کرمہ تمام ہوئین حکایتین در المجالس کی اب شروع ہوتا ہے اصل مطلب کتاب کا اور حقوق
مملوک کا بیان یہ ہے جان کہ ملک دو قسم پر ہے ایک ملک نکاح ہے کہ اوسکو ملک متعہ کہتے ہین اور دوسرے ملک رقبہ

کہ اوسکو ایک ادہین کہتے ہین اور بیان حقوق مالک کا انشاء اللہ آگے آویگا اور بیان حضر کا اوپر ہو چکا اور ایک ادہین یعنے بزرگون کے بھی
حقوق ہین کہ واجب ہے رعایت انکی تا سبب فراغ بہشت کا اور رضاے آخرت کے ہوں یعنے انکو راضی کریگا تو دنیا
سے امور خوب سرانجام کرینگے اور آخرت کے امور سب فراغ خاطر کے خوب کریگا اور وصیت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہی ہے اور واسطے حق مملوکوں اپنے کے کہا ازانکو اوس کھانے مین سے کہ آپ کھاؤ اور پہناؤ
انکو اوس لباس مین سے کہ آپ پہنو اور تکلیف نہ دو انکو اوس چیز کی کہ نکر سکین اور یہ بھی پس خوش آوے تو رکھو وہ
اور جو کہ خوش نہ آوے بیچ ڈالو اور شکر کرو خدا کا اور تنگ نہ کرو بندوں کو بہتر اگر چاہتا تو تمکو مملوک انکا کرتا منقول
ہے کہ ایک شخص بیچ عہد آنحضرت کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم بہت زیادتی یا قصور کرتے ہیں اپنے مملوکوں کے قصور
یا رسول اللہ پس خاموش رہے آنحضرت بعد اسکے فرمایا کہ ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور آیا ہے کہ ابو درداء صحابی کی
لونڈی نے ابو درداء سے کہا کہ مین تجکو مدت ایک برس تک زہر دیتی رہی لیکن تجمین تاثیر نکی زہر نے پوچھا ابو درداء
نے کہ کیون زہر دیتی تھی تو کہا چاہتی تھی کہ تجسے خلاصی پاؤں کہا جا کہ تجکو آزاد کیا مینے اللہ کے لیے اور منقول
ہے کہ قیس بن عاصم کی لونڈی کے ہاتھ سے اونکے بیٹے کے سر پر سیخ گر پڑا اور وہ مرگیا پس ڈری وہ لونڈی پس کہا
قیس نے کہ نہین جاتا ڈر اس لونڈی کا مگر آزادی سے پس آزاد کیا اوسکو اور یہ بات نہایت حلم اور رضا بقضا کے
ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ میمون بن مہران کے پاس ایک مہمان آیا وہ حاضر کرنے طعام کے لیے لونڈی کو جلدی کرتے
تھے پس جلدی کی لونڈی نے اور اوسکے ہاتھ مین طباق تھا اوسکا پانو پھسلا تمام شوربا میمون کے سر پر گرا میمون نے
لونڈی کیطرف دیکھا لونڈی نے کہا اے تعلیم کرنیوالے خیر کے اور ادب دینے والے لوگوں کے عمل کر اسپر کہ خدا تعالے
نے فرمایا ہے کہا وہ کیا ہے کہا لونڈی نے کہ فرمایا ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ کہا میمون نے کہ روکا مینے غصہ کو
(اور روکنیوالے غصے کے)
کہا لونڈی نے وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ بھی فرمایا ہے کہا معاف کیا مینے قصور تیرا لونڈی نے کہا کہ زیادہ کر
(اور معاف کرنیوالے لوگوں کے)
اسپر کہ حق تعالی فرماتا ہے وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ پس آزاد کیا اوسکو میمون نے اور اس حکایت کو اخلاق المحسنین
(اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالوں کو)
مین حضرت امام حسین سے نقل کیا ہے اور آیا ہے کہ ایک شخص اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے غلام کو
مار رہے تھے اور غلام کہتا تھا کہ واسطے خدا کے بخش جب آنحضرت نے آواز اوسکی سنی تو اوسکے پاس گئے جب اون
صحابی نے حضرت کو دیکھا تو ہاتھ اوسکے مارنے سے کھینچا پس فرمایا آپنے کہ وہ تجسے خدا کیواسطے بخشواتا تھا تو نے عفو نکیا
جبکہ مجکو دیکھا تو ہاتھ کھینچا کہا اوسنے کہ آزاد کیا مینے اسکو یا رسول اللہ فرمایا اگر یہ تو نکرتا تو جلاتی منہ تیرا آگ دوزخ کی
نعوذ باللہ منہ اور حدیث مین آیا ہے کہ تین شخص اول بہشت مین داخل ہونگے شہید اور مملوک کہ خدا تعالی کی عبادت
مین مشغول ہو اور خیر خواہ اپنے مالک کا ہو اور عیال دار کہ پارسا ہو اور تین شخص اول دوزخ مین جاوینگے امیر کہ ظلم
کرے لوگوں پر اور مالدار کہ نہ دیوے حق خدا کا یعنے زکوۃ وغیرہ اور فقیر کہ تکبر کرے ساتھ فقر کے اور مجمل حقوق مملوک کے

ہے یہی کہ اسکو کھانا پینا پہنانے میں قصور نکرے اور ایذا نہ دے اور اسکو اوسکی زیادہ طاقت سے اوسکو تکلیف
نہ دے اور نظر حقارت سے اوسکو نہ دیکھے اور اوسکی خطائیں معاف کرے اور بحالت غصہ میں تحمل کرے
اور اگر اوس سے بیچ حق مالک کے یا حق خدا کے کچھ قصور ہو تو ایسا جانے کہ اپنی تقصیرین بیچ حقوق خدا کے فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] حق تعالی سبھونکو توفیق نیکی کی دے بحرمت
محمد اور آل اور اصحاب اونکے وقت مناسب اس مقام کے ایک دو حکایتین کتاب منافع المسلمین کی لکھی جاتی ہین
واسطے نفع بھائی مسلمانون کے حکایت ایک زمانہ مین ایک خواجہ نے لونڈی کو کہا کہ بچھونا درست کر لونڈی نے
کہا اے خواجہ تیرا بھی کوئی خواجہ ہے یا نہین کہا اوسنے ہان ہے کہا لونڈی نے وہ بھی سوتا ہے یا نہین کہا خواجہ
نے نہین لونڈی نے اوسکو کہا کہ اے خواجہ مجکو شرم نہین آتی ہے کہ خواجہ تیرا جاگے اور تو سووے خواجہ نے یہ سنکر
ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑا جب اس حالت سے ہوش مین آیا تو کہا اے لونڈی اس بات پر تجکو مینے اپنے
مال مین سے آزاد کیا اور کہتے ہین کہ پھر وہ بزرگ کبھی نہ سوئے اور اولیاء اللہ سے ہوے حکایت حضرت رابعہ
بصری سے کہ اولیاء کاملین سے تھین کسی شخص نے پوچھا کہ سر تیرا اس مطلب مولی کا کہانسے تجھے ہاتھ لگا کہا کہ مین
سات برس کی تھی کہ اس ہنگام مین بصرہ مین قحط العرب پڑا اور میرے مان باپ کی وفات ہوگئی اور میری بہنین متفرق
ہوگئیں اور مجکو رابعہ اسی سبب سے کہتے ہین کہ تین بہنین میری اور تھین اور چوتھی اونکی مین تھی پس مین
ایک ظالم کے ہاتھ مین پڑی اوسنے مجکو چھ درم کو بیچا اور خواجہ مجکو کار سخت فرمایا کرتا تھا ایکروز مین کوٹھے
سے گر پڑی اور ہاتھ میرا ٹوٹ گیا مینے منہ خاک پر رکھا اور کہا بار خدایا مین یتیم غریبہ قیدی ہوئی ایک شخص کی رقیت
فرمایا اور رضا تیری چاہتی ہون اگر تو راضی ہے تو کیا ڈر ایک آواز مینے سنی کہ اے ضعیفہ غم مت کھا کل کو تجھے ایک
جاہ ہوگا کہ مقربان آسمان تجکو اچھا جانینگے جبکہ مین اپنے مالک کے گھر مین آئی تو مینے روزہ شروع کیا اور راتکو
گوشہ مین جاکر عبادت مین مشغول ہوئی آدھی راتکو مین حق سے مناجات کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ الہی تو
جانتا ہے کہ خواہش میرے دلکی بیچ موافقت اور فرمان تیرے کے ہے اور روشنی آنکھ میری کی تیری خدمت مین
اور میری نیت پر مطلع ہے تو اگر کام میرے ہاتھ ہوتا تو ایک ساعت تیری عبادت سے نہ آسودہ ہوتی ولیکن
تو نے مجکو ایک مخلوق کے ہاتھ مین اسیر کر دیا ہے پس مین یہ دعا کر رہی تھی کہ خواجہ نے میرے سر پر ایک قندیل
نور کی بغیر زنجیر کے لٹکی ہوئی دیکھی کہ تمام گھر اوس سے روشن تھا دوسرے روز مجکو خواجہ نے بلایا اور نوازا اور
آزاد کیا پس رخصت چاہی مینے اور وہانسے باہر آئی مین اور ویرانہ مین گئی کہ کوئی وہان نہ تھا اور عبادت مین
مشغول ہوئی چنانچہ رات کو ہزار رکعت نماز کی پڑھتی تھی مین

باب پانچوان بیچ بیان عزلت کے

جان کہ
مشائخ سلف کو اختلاف ہے بیچ فضیلت عزلت اور صحبت باہمدگر کے یعنے بعضون نے کہا ہے کہ گوشہ نشینی بہتر

اور بعضون نے کہا کہ خلق مین ملے جلے رہنا بہتر ہے [illegible]
[illegible] کے دونو جانب مین واقع ہے [illegible]
اور دسواں جز عزلت مین سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا [illegible]
[illegible] ایک بزرگ گھر مین سے نکلکر [illegible]
رخسارہ سے پاک کرتے تھے اور اپنے نفس [illegible] نصیحت کرتا تھا اسے نفس [illegible] گھر سے نکل
بعد اسکے خلوت مین گئے اور [illegible]
کہ بڑے صحابہ مین سے ہین گوشہ پکڑا عقیق مین [illegible]
کے اور نہ اور کام کے لیے یہانتک کہ مرے ایک بادشاہ [illegible]
یہ کہ نہ مین تجکو دیکھون اور نہ تو مجکو ایک شخص نے [illegible] کو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ مصاحب تمہارا رہون کہا بعد
مرنے میرے کے مصاحب کسکا ہوئیگا تو جسکا مین مصاحب ہونگا اوسکا ابھی کیون نہین ہوتا اور ابن عباس رضی نے
فرمایا کہ بہترین مجالس وہ مجلس ہے کہ گھر کے گوشہ مین ہو نہ کوئی تجکو دیکھے اور نہ تو کسیکو اور حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے سوال کیا کہ کون شخص لوگون مین سے بہتر ہے یا رسول اللہ فرمایا وہ شخص کہ جہاد کیا ہو
اوسنے راہ خدا مین کہا صحابہ نے بعد اسکے کون افضل ہے فرمایا وہ شخص کہ گوشہ پکڑا ہو اوسنے دامن کوہ مین اور
عبادت کرے خدا کی اور نگاہ رکھے لوگونکو اپنے شر سے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ خدا دوست رکھتا ہے
اوس شخص کو کہ متقی ہو اور لوگونکی آنکھ سے مخفی ہو اور دلیلین فضیلت صحبت یعنے باہم ملے رہنے کی یہ ہین کہ مخالطت
اور مصاحبت سبب ہین الفت دلون اور سلام علیک کرنیکے مسلمانون سے اور مدد کرنیکے امور دین مین فرمایا
اللہ تعالی نے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى یعنے جب لوگون مین رہیگا تو اوسپر عمل نصیب ہوگا اور فرمایا آنحضرت
(اور آپسمین مدد کرو نیکی پر اور پرہیزگاری پر)
صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُؤْمِنُ اِلْفٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ یعنے مومن وہ ہے کہ الفت کرے مسلمانون
اور نیکی نہین ہے اوس شخص مین کہ الفت نکرے پس جب لوگون مین رہیگا تو اس حدیث پر بھی عمل میسر ہوگا اور حدیث
مین آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک پہاڑ مین سکونت اختیار کی تا عبادت کرے پیغمبر خدا کے پاس اوسکو لائے پس
منع کیا اوسکو اور فرمایا کہ صبر کرنا لوگونکی ایذا پر بہتر ہے چالیس برس کی عبادت سے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ
شیطان مانند بھیڑیے کے ہے اور لوگ بمنزلہ بکریون کے اگر کوئی بکری ریوڑ سے جدی ہو بھیڑیا اوسکو لیجائیگا دور
رکھو اپنے تئین گوشہ پکڑنے سے اور ہر ایک عزلت اور صحبت کے لیے فوائد ہین اور آفات جیسے کہ نکاح اور تجرید
کے لیے ہین پس نظر اوپر ہونے فوائد اور آفات کے کرنی چاہیے اگر فوائد عزلت کے حاصل ہون تو عزلت افضل
ہے ورنہ صحبت بہتر ہے اور فوائد مختلف ہوتے ہین ساتھ اختلاف احوال و اشخاص کے اور جب ایسا ہوا تو ضرور ہے

بیان کرنا فوائد اور آفات عزلت اور صحبت کا اور اس باب مین تین فصلین ہین فصل پہلی بیچ فوائد عزلت کے فوائد
عزلت کے یہ ہین کہ وہ سبب فارغ کرنے دل کے ہے واسطے عبادت کے اور حضور ذکر کے اور حاصل کرنے انس کے ساتھ
مناجات حق جل وعلا کے حضور عبادت بیچ فراغ کے متصور نہین ہے اور صحبت اور مخالطت اکثر سبب تفرقہ دل
اور تشویش خاطر کی ہے اور اسی سبب سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا کار مین کوہ حرا مین
عزلت اختیار کی یہانتک کہ نور نبوت قوت کو پہونچا کہ کثرت مانع انوار وحدت کی نہ ہوتی اور وحدت روکنے والی
آثار کثرت کی اور حصول اس مرتبہ کا سوائے نبوت کے میسر نہین ہے اور حصول اسکا ہر کسی سے طمع محال ہے لیکن شاید
بشرف متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن مین بعضے اولیا امت اونکو بھی حاصل ہو سید الطائفہ جنید
بغدادی کہتے ہین کہ تیس برس ہوئے کہ بات میری ساتھ خدا کے ہے اور لوگ خیال کرتے ہین کہ مین ساتھ اونکے بات کرتا ہون
اور یہ مرتبہ نتیجہ استغراق اور افراط محبت کا ہے اور محال نہین ہے اسلیے کہ بیچ عشق مجازی کے واقع ہے کہ عاشق اگرچہ
ظاہر مین لوگون سے بات کرتا ہے لیکن جان اوسکی ہمیشہ آگے جانان کے ہے بیت دل پیش تو ام دیدہ بجائے
دگر ستم تا خلق [illegible] نگرستم اور جب عشق مجازی مین یہ بات حاصل ہوئی تو عشق حقیقی مین بھی
معلوم ہے کہ کیا حال ہوگا اور حکایات سلف [illegible] بیچ اختیار کرنے عزلت کے بہت ہین اور جملہ فوائد عزلت سے یہ ہے
کہ اسمین سلامتی ہے لوگونکی غیبت سے اسلیے کہ سالم رہنا اوس سے باوجود مخالطت کے مرتبہ صدیقون کا ہے اور
حاصل ہونا اس مقام کا ہر کسیکو میسر نہین ہے اور عادت لوگونکی ہمیشہ نقل کرنے خبرون اور عیوب خلق کے
ہے پس اگر کوئی موافقت کرے انکی تو مستحق غضب حق کا ہو اور اگر ساکت رہے تو گناہ مین شریک ہو اور اگر انکار
کرے تو اوسکی بھی غیبت کرینگے بلکہ گالیان دینگے پس زیادہ ہوگی شر اور آفت اور عزلت مین سلامتی ہر ان بلاؤن سے
اور فوائد عزلت مین سے یہ بھی ہے کہ صحبت اور مخالطت مین خوف فوت ہونے امر معروف اور نہی منکر کا ہے
اور یہ واجبات مین دین سے ہے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ امر بالمعروف سے شر و فتنہ پیدا ہوتا ہے کہ دفع اسکا
پہونچانیوالا مصیبات کا ہوتا ہے خصوصاً اس زمانہ مین کہ مددگار دین کے اور تابعدار شرع کے کم ہین اور فوائد
عزلت کے یہ بھی ہین کہ اسمین سلامتی ہے ریا سے اور ریا درد بے دوا ہے اور اسکے دفع کرنے مین ابدال و اوتاد
عاجز ہین اور دفع کرنا اسکا خاص صدیقون کا ہے اور عزلت سبب اسکی کمی کا ہے بلکہ قریب ہے کہ بالکل جاتا رہے
لیکن صحبت اور مخالطت مین دفع اسکا مشکل ہے اور فوائد عزلت کے یہ ہین کہ اسمین سلامتی ہے کذب و نفاق
سے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگون مین آپس مین عداوت و خصومت ہوتی ہے پس اگر ساتھ ہر ایک کے دو شخصون مین
سے کہ انکے درمیان مین عداوت ہے موافقت پیش نہ آوے تو دشمن دونونکا ہوا اور اگر ایک کے ساتھ موافق ہو تو
دوسرا دشمن ہوتا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ بدترین لوگونکا وہ ہے کہ دو رویہ ہو یعنی اگر دونون سے موافق ہو تو

مستحق اس وعید کا ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ زبان لوگونسے وقت ملاقات کے ظاہر کرنا شوق کا اور مبالغہ کرنا یاد
میں اور پوچھنا احوال کا اور ظاہر کرنا مہربانی کا ہے اور حال آنکہ دلمیں کسی چیز کا بھی ان میں سے اثر نہیں ہے
اور یہ نفاق محض ہے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر دوست میرے پاس ایک بھائی مسلمان اور میں ہاتھ داڑھی
پر پھیراؤں اوسکی سفر اور آنیکے لیے بسبب آنے اوسکے تو ڈرتا ہوں کہ مجھکو بیچ دفتر منافقوں اور ریاکاروں کے
لکھیں اور طاؤس رحمۃ اللہ علیہ ہشام خلیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیسا ہے تو اے ہشام ہشام کو غصہ آیا اور کہا کہ امیر المومنین
کیوں نہ کہا آپنے فرمایا طاؤس نے کہ مجھکو معلوم نہیں ہے کہ سب تیری خلافت پر متفق ہیں یا نہیں اور جب یہ
معلوم نہو تو امیر المومنین کہنے میں احتمال جھوٹ کا ہے اگر کسیکو یہ قدرت ہو کہ ایسا جھوٹ اور ریا سے احتراز کرکے
تو اوسکو مصاحبت اور مخالطت لوگونکی جائز ہے اور ایسا کون ہے کہ اسطرح کر سکے اور اگلے بزرگ بیچ پرسش احوالکی
احتیاط بہت کرتے تھے کہ تا بیفائدہ پوچھنا جاوے ابن سیرین نے ایک شخص کو کہا کہ کیسا ہے حال تیرا اوسنے کہا کہ
کیا حال ہوگا اوسکا اوسپر پانسو درم قرض ہوں اور ہووے وہ عیال دار ابن سیرین گھر میں گئے ہزار درم پاس اوس
شخص کے آگے بھیج دیں اور کہا کہ پانسو درم قرض میں دے اور پانسو اپنی عیال میں خرچ کر بعد اسکے ابن سیرین نے
قسم کھائی کہ حال کسیکا نہ پوچھے اسلیے کہ حال پوچھنا بدون قصد اوسکی درستی کے ریا و نفاق ہے اور فائدہ عزلت
سے یہ ہے کہ اسمیں سلامتی ہے فاسقونکی مصاحبت سے اور غافلونکی ہمنشینی سے اور صحبت کو تاثیر بڑی ہے
اور طبیعت چرانی ہے اخلاق کو مصاحبت سے باین حیثیت کہ اس شخص کو اوسکی خبر بھی نہیں ہوتی اور دیکھنا
فسق و فجور کا سبب قساوت قلبی اور جاتے رہنے حمیت دین کا ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص منکر ایک فعل کا ہو
بعد ازان کہ مدت اسکو دیکھے انکار ساتھ اصرار کے مبتدل ہوجاویگا اور اسی سبب سے مصاحبت اغنیا کی سبب
حقیر جاننے نعمتوں خداوندی کے اور سبب عیب کرنے اون لباسوں اور کھانوں کے ہے کہ اگر انکو فقیر پاوے
تو ہزار شکر کرے بلکہ سننا فاسقوں کی خبرونکا تاثیر کرتا ہے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اگر خبریں اگلے بزرگوں کی
در مقدمہ عبادات اور بھلائیونکے سنتا ہے تو کسقدر ندامت کرنے تقصیرات پر اور شوق طاعات پر باعث ہوتی ہیں
اور دلمیں باعث صلاح اور رابطہ خیر کا قوی ہوتا ہے اور وقت سننے خبر زن اہل اسراف اور گناہ گاروں
اور صاحبان حظ دنیا کے کیسا باعث شہوت اور معصیت کا حرکت میں آتا ہے اور جب سننا ہو شر ہی متصف
ہونے دل کے ساتھ خیر و شر کے تو حال دیکھنے کا کیا کچھ ہوگا اور عادت پکڑنے اور اصرار کو بڑی تاثیر ہے بیچ ہلکا جاننے
گناہ کے اگر ایک عالم کو دیکھیں کہ حریر پہنتا ہے تو اتنا عیب کرینگے کہ حد سے گذر جاوے اور اگر غیبت کرے کوئی
اوسکو عیب نکریگا باوجودیکہ غیبت اشد ہے زنا سے اور اسی جگہ سے ہے کہ بسبب شایع ہونے غیبت کے اور عادت ان
لوگوں کے بیچ طوائف خلائق کے عیب اور برا جاننا منعدم ہوجاتا ہے اور حیا اور حجاب طرف آوے اسی سبب سے کہا ہے

ہوا ہے کہ اگر عالم سے تفرق اور کنارہ کشی ہو ... کہ امام ... کہین کہ عقیدہ انکا سست ہو جائیگا
اور انکو صحبت سے جمعیت اور بہانہ ترک ... کہ وقت سننے سکا یتون اور لڑائی
اور جھگڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیال کرتے ہین کہ اونہون نے طلب ریاست اور حب دنیا کی تھی اور اسکو محبت کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اسیطرح ہوتا آیا ہے کوئی نہین ہے کہ قید دنیا سے خلاص ہو ... معاذ اللہ اور یہ خبر یون
اور وسوسون شیطان کے ہے اور طبیعت بہمیشہ میل بدی کیطرف رکھتی ہے آور فوائد عزلت سے یہ ہے کہ
ان کے علاوہ ہے فتنون اور جھگڑون سے اور بچا تانفس کا ہے خوض کرنے سے بیچ وقایع اور بلاؤنکے اور غالب یہ ہے
کہ شہر اور ملک اور بستی ایسی چیزون سے خالی نہین ہین خصوصاً بیچ وقت بڑے حادثون اور وقائع شدیدہ کے اور
گوشہ نشین کو ان سب چیزون سے فراغت ہے ابن مسعود کہتے ہین کہ ایکروز آنحضرت نے ایام فتنہ اور فساد کے
یاد کیے کہا مینے یارسول اللہ وہ زمانہ کیسا ہوگا فرمایا وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ اس مین نہین ہونگا مرد بے خوف اپنے
ہمنشین سے عرض کیا مینے کیا فرماتے ہو مجھکو یارسول اللہ اگر پاؤنمین اوس زمانہ کو فرمایا کہ اپنے مکان مین رہنا کہا مینے
اگر کوئی میرے مکان مین چلا آوے تو کیا کرون فرمایا اندر گھر کے چلا جانا کہا مینے اگر گھر مین بھی چلا آئے فرمایا مسجد مین
جانا اور مشغول بخدا رہنا یہانتک کہ مر جاوے تو آور منقول ہے کہ جب سعد بن وقاص کو ایام معاویہ مین خروج کیلیے
بلایا کہا کہ مین تلوار نہین پکڑونگا مگر یہ کہ دو مجھکو ایسی تلوار کہ آنکھ و زبان رکھتی ہو تا دیکھے اور کہے کہ کون مسلمان ہے کہ
چھوڑ دون اوسکو اور کون کافر ہے تا ماردون اوسکو اور کہا سعد نے کہ مثل ہمارے اور تمہارے ایسی ہے کہ ایک جماعت
اونٹ لیے بیچ میدان روشن کے سیر کرین اور ناگہان غبار آجاوے کہ عالم کو تاریک کرے اور وہ گم کرین راہ کو
پس ہر ایک ایک جانب کو جاوے اور حیران و سرگردان ہوا اور راہ نپاوے مگر وہ شخص کہ توقف کیا اوسنے اور
کسی جانب کو نہ گیا یہانتک کہ غبار جاتا رہا اور راہ روشن ہوئی اور یہ وہ جماعت ہے کہ فتنہ اور فساد سے کنارہ کی
اور گوشہ نشینی اختیار کی آور آیا ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کیطرف متوجہ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ
عنہما نے سنا اور انکے پیچھے دوڑے اور بعد تین دن کے اونسے ملے کہا کہان جاتے ہو اے بیٹے رسول اللہ کے
فرمایا کہ عراق کیطرف جاتا ہون کہ وہانکے سب لوگون نے عہد و پیمان کیے ہین اور خط بھیجے ہین ابن عمر نے کہا
یا حسین رض زنہار اونکے عہد و پیمان پر اعتماد نکرنا اور اونکے خطون پر خیال نکرنا مین تمہارے آگے ایک حدیث بیان
کرتا ہون جانو تم کہ جبرئیل تمہارے نانا علیہ السلام پاس آئے اور انکو درمیان دنیا اور آخرت کے اختیار دیا
اور اونہون نے اختیار کی آخرت دنیا پر اور تم جگر گوشہ پیغمبر کے ہو وہ کرو کہ اونہون نے کیا یعنے آخرت اختیار کی
آپ بھی وہی کیجیے آپکو متوقع فتح پانی کا نہونا چاہیے قضائے خداوندی نے یہ تقاضا کیا کہ حضرت امام حسین رض کو بات
ابن عمر کی باور نہ آئی ابن عمر نے انکو گلے سے لگایا اور روئے اور کہا کہ خدا کی پناہ مین دیتا ہون تمکو قتل سے اور پھر ابن عمر رض

اور سفیان ثوری نے کہا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ ترک نکاح اسمین حلال ہوا ہے اور جیسا حال اوس زمانہ کا یہ تھا
تو احوال اپنے زمانہ کا جاننا چاہیے کہ کیا ہوگا اور حدیث مین آیا ہے کہ بہترین قرنون کا قرن میرا ہے بعد ازان وہ لوگ
کہ متصل ہین ساتھ اونکے بعد ازان وہ کہ متصل ہین ساتھ اونکے بعد ازان پچھلے کا جھوٹ اور اگلے بزرگون نے کہا ہو شیاطین
صحابہ کے زمانہ کی لوگون تک آتے تھے اور ساتھ حسرت کے اونکی آنکھہ پھر جاتی تھی اور کہتے تھے کہ یہ عجیب لوگ ہین کہ دست قدرت ہمارا
دامان عصمت انکے سے کوتاہ ہے اور قدم صدق انکا مانند پہاڑ کے استوار شیطان یعنے ابلیس کہتا کہ انکا پیچھا کرنا
کہ صبر کرو کہ ایدا انکے کیسا حال ہوگا جب زمانہ تابعین مین آئے تو بھی نا امید پھرتے تھے کہ یہ بھی عجیب ہین شیاطین بہ سلسلہ
ہین اور پھر اوسیوقت تدارک اوسکا کرلیتے ہین شیطان کہتا تھا کہ تو ٹوٹے شہر جاؤ بعد انکے ایک قوم آویگی کہ مراد
تمہاری اونسے بر آویگی جب زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا گذر گیا تو شیطانون کا دست قدرت بنی آدم پر دراز ہوا
جس طرف انکو لیکئے گئے اور اسی طرح جون جون زمانہ گذرتا جاتا ہے حال بدتر ہوتا جاتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ امتناع شیاطین
کا اور پھرنا انکا طرف شیطان کے اور جواب دینا اسکا انکو کیونکر معلوم ہوا آیا مشاہدہ سے معلوم ہوا یا دلیل سے جواب اسکا
یہ ہے کہ یہ کاملونکے مکاشفات مین سے ہے اسلیے کہ وہ بعض اوقات کچھ احوال دیکھ لیا کرتے ہین کہ تمام خلق اوس
مجبور و محروم ہین اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ قبیلہ دلیل پکڑنے اور قیاس کے سے ہو جیسے کہ سمجھنا مقاصد کا اشیا مین
ساتھ زبان حال کے ہوتا ہے اسلیے کہ نص سے معلوم ہے کہ سبب بہکانے اور گمراہ کرنے انسان کا شیطان ہے پس
جس زمانہ مین کہ گمراہی زیادہ ہو قیاس کرنا چاہیے کہ قدرت شیاطین کی اور تسلط انکا لوگون پر غالب ہے اور یہ احتمال
ضعیف ترین ایمان کا ہے اگرچہ قریب الفہم ہے اور فوائد عزلت سے یہ بھی ہے کہ اسمین خلاصی ہے لوگونکے شر سے
اور اونکی ایذا سے اسلیے کہ اکثر لوگونکا کام یہی ہوتا ہے کہ ایذا دیتے ہین ساتھ کرنے غیبت کے اور لگانے تہمت کے
اور بدگمانی اور سخن چینی اور دروغ گوئی اور سوالون بیفائدہ اور طمعون کا فریب اور تکلیفون شاقہ کے بجا لانا اونکا
نہایت مشکل اور دشوار ہے اور اکثر اوقات ایک بات یا ایک عمل کو دیکھتے ہین اور بغیر پہونچنے کنہ اوسکی اور بغیر
سمجھنے مضمون اوسکے اپنے پاس ذخیرہ کرلیتے ہین اور وقت فرصت کے اسکو ظاہر کرتے ہین اور اسپر بہت سے ضرر دینی
اور دنیوی مترتب ہوتے ہین جب تو نے صحبت انکی ترک کی تو محافظت ان سب چیزونکی سے چھوٹا تو اور جو کوئی
کہ شریک ہے لوگونمین اور ملا ہوا ہے انہین دشمنون اور حاسدون اور بدگمانون سے خالی نہین ہے بلکہ اکثر سا
احوال در اعتقادات اپنے کے اور ونپر حکم کرتے ہین جیسا کہ کہا گیا ہے مصرع کافر ہمہ را بکیش خود پندارد اور
بیچ اختیار عزلت کے اس جہت سے دو لحاظ ہین ایک تو نگاہ رکھنا اپنا لوگونکی شر سے اور دوسرے نگاہ رکھنا لوگونکا
اپنے شر سے اور ملاحظہ دوسرا بہتر ہے اول سے اور اکثر بلا کسیکو پہنچتی ہے شر ہمنشینونکی صحبت سے پہونچتی ہے
عبد اللہ بن زبیر کو کہا لوگون نے کہ کیون مدینہ مین نہین آتے ہو تم کہا کہ وہان کوئی رہا نہین ہم مین تو ایسے لوگ ہین

کہ اگر کوئی نعمت دیکھیں تو حسد کریں اور بلا دیکھیں تو خوش ہوں اور کہتے تھے اگلے بزرگ لوگ ان میں سے کہ اسلام کہ لوگ
پہلے اسکے سب بمنزلہ دوا کے تھے اور اب بمنزلہ درد ہیں اور ایک شخص نے ایک اعرابی سے کہ جنگل میں اکیلا رہنا
اختیار کیا تھا اوسنے پوچھا کیسے کہ وحشت کیا تھا ایسے مصاحبت کی رکھتا ہے کہا کہ یہ ایسا ہمنشین ہے کہ آدمی میں
تین خصلتیں ہیں اگر مجھے کچھ سنے تو نقل جو بری نہیں کرتا اگر اسپر تھوکیے دون تو غصہ نہیں کرتا ہے اور اگر لاکھوں ادب
اس سے کر دون تو غصہ نہیں ہوتا اس دن رشید نے یہ بات سنی اور کہا کہ یہ نصیحت ہے میرے لیے واسطے ترک کرنے
صحبت ہمنشینوں کے اور بعضے اگلے بزرگوں نے صحبت قبروں کی اختیار کی تھی اور اس زمانہ میں کتاب سے بہتر
کوئی ہمنشین نہیں جیسیکہ کہا ہے علما نے بہترین ہمنشین ہر زمان کتاب ہے جو ادا کہ مصاحب ہو نگی دیگا انہیں سے
لطیفہ کہ دیدیا کہ ترجمہ ہو تم ترجمہ شیخ حسن بصری رضی اللہ عنہ ارادہ حج کا کیا اولیاء اللہ
سے ہیں یہ سنا اور کہا کہ چاہتا ہوں کہ مصاحب تمہارا ہوں کہا حسنؓ نے کہ چھوڑ دے تا پردہ دشمن اللہ کا فاش
کریں ہم کہ سلامتی اسی میں ہے اور مطلع ہوویں ہم آپس میں ایک دوسرے کی برائی کی وجہ جانتا ہے محبت کا اور
انقطاع دوستی کا ہو اور ابو درداؓ نے کہا کہ پہلے اس سے اسلام ایک درخت تھا کہ تمام پتے ہی پتے رکھتا تھا
اور کانٹا نہ رکھتا تھا اور اب تمام کانٹے ہی کانٹے رکھتا ہے اور پتے تمام بہا دئے گئے اور سفیان بن عیینہ نے کہا کہ سفیان
ثوری جب زندہ تھے تو جاگتے میں کہا تھا اور جب مرے تو خواب میں کہا کہ لوگوں سے آشنائی کم کر کہ خلاصی انکے شر سے
دشوار ہے اور مالک بن دینار کو دیکھا کہ تنہا بیٹھے ہیں اور ایک کتا اونکے زانو پر سر رکھے ہوئے ہے ایک شخص
کتے کو ہٹانے لگا مالک نے کہا کہ چھوڑ دے اسے فوائد کہ اس سے کچھ برا نہیں اور یہ بہتر ہے ہمنشین بد سے
ابو درداؓ نے فرمایا کہ یار غدار اور لوگوں کی صحبت سے پرہیز کر کیونکہ جس اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھے زخمی کیا اوسکو اور جس
گھوڑے پر کہ سوار ہوئے آخر کو نچا کیا اوسکی اور ساتھ جس دل کے کہ صحبت رکھی خراب کیا اوسکو اور بعضوں
نے کہا ہے کہ سلامتی دین و دنیا کی کم آشنائی میں ہے اسلیے کہ جتنے آشنا زیادہ ہونگے ثابت ہونا حقوق کا ذمہ پر
زیادہ ہوگا اور ادا کرنا تمام حقوق کا مشکل ہے اگر کسیکو حق تعالیٰ توفیق رفیق کرے اور تمام حقوق اوس سے
ادا ہوں تو صحبت اوسکے حق میں بہتر ہوگی اور یہ بہت ہی کم ہے اور فوائد عزلت سے یہ بھی ہے کہ اسمیں قطع کرنا
طمع لوگوں کا ہے اپنے سے اور قطع کرنا طمع اپنی کا اونسے اور بیچ قطع کرنے طمع لوگوں کے اپنے سے فوائد بہت ہیں اسلیے
کہ راضی کرنا تمام عالم کا محالات سے ہے پس مشغول ہونا آدمی کا اپنے نفس کی اصلاح میں بہتر ہے پڑنے سے ان
تشویشات میں اور آسان ترین حقوق لوگوں کیلیے یہ چیزیں ہیں حاضر ہونا جنازہ پر اور عیادت کرنی بیمار
کی اور حاضر ہونا ضیافتوں میں اور ساتھ انکے اور ان سب چیزوں میں ضائع کرنا اوقات کا ہے اور پڑنا آفتوں
میں اور کبھی کوئی مانع پیش آوے کہ باوجود انکے ادا کرنا ان حقوق کا دشوار ہو اور اگر کچھ عذر کرے تو قبول نہ ہو

مبتلا ہوگا اور آفرینش میں بسبب اسکے کہ سعی کرنی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اختیار کریگا اور نہ ترجیح دیگا اسکو
طلب حق پر اور اسکے تقرب پر اور یہ سبب نقصان ابدی اور بے نصیبی ہمیشہ کا ہوگا نعوذ باللہ منہ الٰہی ہمکو ان امور سے
کہ باعث پشیمانی ہون نگاہ رکھ اور ہمکو ہمپر مت چھوڑ ایک لحظہ تو بزرگوار ہے بحرمت محمد وآلہ الاخیار آمین
اور فوائد عزلت سے یہ ہے کہ اسمین خلاصی ہے دیکھنے ثقیلون اور احمقون کے سے اور خلاصی ہے ہمیشہ ہمنشینی انکی
اور آفتون سے انکی طرف سے کہا ہے بزرگون نے کہ دیکھنا ثقیل کا چھوٹی تپ ہے بعضے بزرگ نے مشغول ہوکر دیکھا
ایک ثقیل کو اور بیہوش ہوکر گر پڑا جالینوس نے کہا کہ ہر چیز کے لیے ایک تپ ہے اور تپ روح کا دیکھنا ثقیل کا ہے شافعی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ بیٹھا میں کسی ثقیل کے پاس مگر پایا ایک بازو بدن اپنے سے کہ اسکی جانب تھی
اور یہ فوائد متعلق ہیں ساتھ مقاصد دنیوی کے کہ ثمرہ انکا بالفعل حاصل ہے ولیکن یہ بھی متعلق اور ربط ہیں ساتھ دین کے
اسلیے کہ جبکہ آدمی نے ایذا پائی ساتھ دیکھنے کسی ثقیل کے تو درپے ہوا کہ غیبت اسکی کرے اور برا جانے صنعت خدا کی اور اسیطرح
جبکہ کسی سے ایذا پائی جسطرح کی کہ ہو خواہ قبیلہ بدگمانی یا حسد یا غیر اسکی ہے البتہ مقتضا بشریت کا مقتضی اسکا ہے کہ اسکے بدلہ لینے
میں کوشش کرتا ہے اور یہ باعث ہوتا ہے فساد دین کا اور عزلت میں سلامتی ہے ان سب امور سے فصل دوسری
بیچ بیان آفتون عزلت کے جاننا چاہیے کہ بعضے فوائد دینیہ اور مصالح دنیویہ ایسے ہیں کہ موقوف ہے حاصل کرنا انکا
اوپر مخالطت اور مدد چاہنے کے ساتھ غیر کے اور فوت ہوتے ہیں ساتھ عزلت کے پس فوت ہونا انکا آفات عزلت سے ہوگا پس
جو چیزین کہ فوائد مخالطت سے ہیں وہ آفات عزلت سے ہیں اور جب فوائد مخالطت کے معلوم ہوں تو آفات عزلت کی بھی معلوم ہوں
اور فوائد مخالطت کے بہت ہیں بعضی مخالطت کے فوائد میں سے یہ ہے کہ وہ سبب سکھانے اور سیکھنے علم کے ہو اور سیکھنا علم دین
کا اور سکھانا اسکا افضل عبادات اور بہت بڑی فائدون میں سے ہے نہایت یہ کہ علوم بہت ہیں بعضے اس قبیلے کے ہیں کہ انکے
سیکھنے سے چارہ نہیں اور فرض عین ہیں اور تارک انکا بسبب عزلت کے گنہگار ہوتا ہے اور بعضے اس قبیلے کے ہیں کہ انسے
چارہ ہے اور سیکھنا انکا فرض کفایہ ہے مانند خوض کرنیکے اقسام علوم میں بیچ تامل کرکے استنباط مسائل کا کرنا اور اگر بعد سیکھنے
فرائض کے عزلت اختیار کرے اور مشغول عبادت میں ہو تو روا ہے اگر قدرت اور استعداد خوض کرنیکا علوم میں نہ رکھتا ہو
لیکن جو کوئی کہ قادر ہے اوپر تبحر اور نکالنے مسائل کے علوم شرعی اور عقلی سے عزلت اوسکے حق میں پہلے سیکھنے کی نہایت
نقصان و ٹوٹا ہے اور جو کوئی پہلے علم کے سیکھنے کے عزلت اختیار کرے تو اکثر کام اسکا ضائع کرنا اوقات کا ہوگا ساتھ سونے
یا فکر کرنیکے خیالات باطلہ میں جیسا کہ کہا ہے بزرگون نے بیت خیالات نادان خلوت نشین ٭ بہم برکند عاقبت کفر و دین
اور نہایت شغل عزلت کا یہ ہے کہ مستغرق رکھے اوقات کو اوراد و عبادات بدنیہ میں اور اسکا حال بھی یہ ہے کہ چونکہ آگاہ
نہیں ہے علم خطرات نفس اور وسوسون شیطان کے سے باعث غرور اور سبب فتور کی ہوتی ہے اور ایکدن میں ایسا
کام کر بیٹھتا ہے کہ سبب فساد اور ضایع کرنے ساری عمر کی عبادت کا ہوتا ہے اور اسمین نہیں ہوتا بری اعتقادون سے

واسطے دو حاجتمندون کے پس علم اصل دین کا ہے اور مدار کار کا اور بیچ عزلت عوام و جہال کے کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر ضرر ہے
مانند مریض کے کہ جاہل ہو علم طب سے اور دوا بیت کی گوشہ پکڑے پھر ضرر ہے کہ گوشہ پکڑنا اسکا سبب ہوا دفع مرض جہل کا
ہوگا اور علم کے سکھانا نہیں بھی بڑا ثواب ہے جبکہ نیت سکھنیوالے اور سکھانیوالیکی درست ہو اور اگر قصد اس سے جاہ
دانشمندی کا اور ہونے بہت سے شاگردان اور ساتھیوں کا ہو تو یہ بڑی آفت و ہلاکت ہے اور اولی عالم کو اس مانند
دین ہو تو اسے ہے اسلیئے کہ درستی نیت طالبین مین بہت ہی کم ہے پس تعلیم کرنا عالم کا انکو ہو نہ جیتنے متعیا انکے ہوگا اور
دشمنان دین کے اور اگر کوئی طالب صادق پیدا ہو تو عزلت اختیار کرنی اور بخل کرنا اسکے تعلیم میں بڑا گناہ ہوگا
لیکن واسطے بڑا اسطرح کے سیکھنیوالے کا نہایت نادر ہے اور بعضے اگلے بزرگون نے فرمایا ہے کہ البتہ علم آخر کو اپنی
طرف کھینچ لیتا ہے اگرچہ قصد اوسکے سیکھنے مین دنیا کا ہو لیکن اس بات پر مغرور نہو شاید کہ عین تحصیل مین موت آپہونچے
اور مراد ان بزرگون کی اس علم سے علم دین اور علم تفسیر اور معرفت اور علم تاریخ انبیا اور صحابہ کا ہے کہ بھرا ہوا ہے
بیچ وعدہ و وعید سے اسلیئے کہ امید رجوع اور تاثیر کی ہے اور علم جدال و منطق اور غور کرنا بیچ تفصیلات علم دعووں
اور جھگڑون اور مانند انکے ہرگز ایسے نہیں کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اکثر مولوی نہایت بڑھاپے کو پہونچ گئے ہیں
اور حرص دنیا اور طلب جاہ ہنوز باقی ہے بلکہ زیادہ ہوتی جاتی ہے اور اصلاح اخلاق بد سے خلاصی نہیں پائی
لیکن علم دین اور معرفت کہ علوم آخرت کے ہیں ہر چند کہ عمل مین کچھ تقصیر ہو البتہ باعث نہ اقرار کرنے تقصیرات کے
اور ملامت کرنے نفس کے اور محاسبہ اور عتاب کرنیکے نفس پر ہین اور عالم با تقصیر بہتر ہے جاہل مغرور سے آگے توفیق دینیوالا
اللہ تعالےٰ ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جس عالم کو حرص تعلیم و تدریس کی زیادہ ہو تو خالی منظنہ آفت نفس اور حاصل
کرنے جاہ سے اور ارادہ مقبول ہونیسے لوگونکے نزدیک نہیں ہے اور خلاصی اس آفت سے نہایت مشکل ہے مگر جسکو
اللہ چاہے ف یہ جو کہا کہ جس عالم کو الخ یعنے گمان اسمین ان باتونکا ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یقین ہوا نکا بلکہ ہر شخص کو
نیت علحدہ ہوتی ہے پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ جسکو حرص زیادہ درس و تدریس کی ہو تو خواہ مخواہ انہین باتونکے
لیے کرتا ہو بلکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ہے اور اکثر بزرگ اسمین بہت حریص ہوے ہین اور حدیث شریف مین
اسکے حرص کی تعریف آئی ہے رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ اور غرض حضرت شیخ کی یہ ہے کہ نیت کو خالص کرے ان اغراض سے
اور یہ مراد نہین ہے کہ حرص زیادہ اسکی نکرے واللہ اعلم بالصواب اور مطالعہ کرنا مشائخ کی کتابون کا اور سلف کی تواریخ کا اور
مصاحبت فقرا کی مفید ہے اسمین یعنے نیت کے خالص کرنے مین اور جہانتک ہو سکے سعی کرے بیچ خلاف کرنے خواہش نفس کے
کہ طریق اسکے خوار کرنیکا یہی ہے اور مدار کار عنایت اور توفیق حق پر ہے اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب
نفع اور انتفاع کی ہے نفع تو یہ ہے کہ خلق کو اپنے مال و بدن سے نفع پہونچاوے اور اونکی حاجتیں روا کرے کہ اسمین
ایسا ثواب ملتا ہے کہ شمار مین نہین آسکتا اور جسکو میسر ہو کہ باوجود صحبت خلق کے قائم رہے حدود شرع پر اور رعایت حقوق

یعنی منقول ۱۲ اسلئے یعنے جو کامل عبادت مین مغرور ہے ۱۲ صحبت دو نون مین ... ۱۲

اسلام کی کرسکے تو صحبت اسکے حق مین بہتر عزلت سے ہے اگر شغل اوسکا ذات مین منحصر ہو یعنی عبادات نافلہ اعمال
بدنیہ کے اور اگر کوئی ہوا ایسا کہ عالم دل کی طرف اوسے راہ پائی ہو یعنی ذکر و فکر کرنا اور سیر کا ذات حق اور صفات
اسکی مین اسکے ہاتھ لگا تو اسکے حق مین عزلت افضل ہے اور انتفاع یعنی نفع اپنا ساتھ کسب اور معاملہ کے ہے اور جو کوئی
محتاج ہے اسباب معاش کا اور حاصل کرنے قوت کا تو اوسکو ضرور پڑتا ہے ترک کرنا عزلت کا پس اگر ممکن ہوا اسکو کسب کرنا
ساتھ رعایت حدود شرع کے حلت و حرمت مین اور ساتھ رعایت حقوق صحبت کے تو کسب کرنا اوسکے حق مین
بہتر ہے اور اگر ممکن نہو کسب کرنا بغیر ارتکاب ممنوعات کے تو عزلت اسکے لیے واجب ہے اگر قناعت و توکل نہ ہوسکے
والا بحکم ضرورت کے کسب کرے اور زیادہ حاجت سے نکرے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے کسب سے فقرا پر تصدق کرتا ہو
تو کسب کرنا اوسکے حق مین بہتر عزلت سے ہوگا اگر شغل اسکا منحصر ہو اعمال ظاہرہ مین اسلیے کہ عبادت متعدی افضل ہے لازمی
سے لیکن اگر صاحب دلون اور صاحب علوم دین و معرفت سے ہو تو عزلت افضل ہے اسلیے کہ مشغول ہونا ساتھ علم آخرت
کے اور متوجہ ہونا معرفت حق کیطرف اور چلنا اس راہ پر افضل عبادات ہین پس ترک کرنا بسبب اختلاط و صحبت کے
ہرچند کہ متضمن فائدہ اور ثواب کو ہو جائز نہین اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب تادیب اور تادب کے ہے
ادب لینا ادب دینا
اور مراد تادب سے مجاہدہ نفس کا ہے ساتھ صبر کرنیکے ایذای خلق پر اور ساتھ تحمل کرنیکے اونکے اخلاق بد پر اسلیے کہ
اسمین کسر نفس اور مارنا شہوات نفس کا ہے اور مصاحبت اس جہت سے افضل ہے عزلت سے اس شخص کے حق مین
کہ آراستہ نہین ہین اخلاق اسکے اور مطیع نہین ہین ساتھ حدود شرع کے شہوات اسکی مانند نکاح کے اوسکے حق
مین اور یہ فائدہ مطلوب ہے بیچ اوائل ارادت کے اور بعد حاصل ہونے ریاضت نفس کے اولی عزلت اور مشغول
ہونا ساتھ حق کے ہے اسلیے کہ مقصود ریاضت سے عین ریاضت نہین ہے بلکہ مقصود حاصل کرنا قابلیت نفس کا ہے
واسطے چلنے راہ آخرت کے جیسے کہ مقصود گھوڑیکی ریاضت سے اور لنگر ڈالنے سے اوسکے پانو مین سوار ہونا اوسپر ہے
اور قابل ہونا اوسکا چلنے منزلون کے لیے اور اگر کسیکو بے تکلف بسبب اصل فطرت کے حسن اخلاق اور صفائی خصلت
کی حاصل ہو تو اوسکو احتیاج صحبت کی نہین ہے واسطے حاصل کرنے اس فائدہ کے اور تادیب سے مراد ڈانٹنا اور
منع کرنا خلق کا ہے گناہون کے کرنے سے اور ارشاد و ہدایت کرنا اونکا ساتھ حسن اخلاق اور حدود شرع کے اور یہ صفت
بیچ حق معلم علم ظاہر کے اور مرشد طریقہ سلوک کے ہے اسی پر حال معلم علم ظاہر کا اول معلوم ہوچکا اور جیسے کہ خیالات دنیا
کے اور حب جاہ معلم کے حق مین محتمل ہین ایسی ہی خرابیان وسواس کی اور آفتین ریا کی مرشد کے حق مین بھی ممکن ہین اسلیے
کہ بسبب اخراج خانقاہ کا اور اجتماع مریدون کا واسطے مقبول ہونیکے نزدیک خلق کے کرتے ہین اور یہ سبب نقصان دنیا اور
آخرت کا ہے پس اگر طالبون مین صدق طلب اور اپنے مین صدق نیت پاوے تو مشغول ہونا ارشاد و ہدایت مین بہتر ہے ورنہ
عزلت ہی خوب ہے تا اشتغال و مشغلی نہو حاصل ہو کہ صدق نیت ہر چیز مین بہتر ہے واللہ الموفق اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے

کہ وہ سبب اُنسیت جیسے غیر کے اور دانست حاصل کرنیکی اپنے لیے ہے ولیکن چاہیے کہ نہو اسمین مقصود حظ نفس بلکہ حاصل کرنا منافع دنیا کہ وہ منافع واسطے اصلاح دین و آخرت کے ہوں اور کبھی ہوتا ہے کہ موانست اور مخالطت باعث ارتکاب جرائم کی ہوتی ہے اور چاہیے یون کہ غرض اصلی انس سے راحت پہونچانا دل کا اور خوش کرنا خاطر کا ہو عبادتون کے ہمیشہ کرنے ریاضت کا اور تکلیف دینا نفس کا ساتھ ریاضت ہر وقت کے موجب وحشت و نفرت کا ہے اور عادت ذاتی اسکی بطریق نرمی و مدارات کے بحث و غل رکھنی ہے بیچ نشاط اور شوق طاعت کے جیسے کہ بیچ فوائد نکاح کے مذکور ہوا پس صاحب عزلت کو ضرور ہے کہ ایک ساعت مقرر کرنا کہ تمام روز مین ایکدو ساعت اس سے باتین کیا کرے لیکن ایسی بات نکرنی چاہیے کہ طاعت تمام روز کی ایکساعت مین برباد جاوے اور چاہیے کہ اکثر باتین اسکی بیچ امور دین کے اور بیان کرنے احوال دل کے اور شکایت کرنی تقصیرات دلکی بیچ ثابت رہنے اور استقامت کے ہون اور اگر مشغول ہو بعضی ایسی مباح چیزونمین کہ وہ سبب نشاط خاطر کے ہون تو بھی روا ہے اور اس باتکو ارباب سلوک کہ طبیب دلکے ہین خوب جانتے ہین اور سبب مدد کرنیوالا اس طریق کا یہ ہے کہ اوقات کو تقسیم کرے عبادتون مختلف پر یعنے مثلاً ایکوقت قرآن شریف پڑھنے کے لیے مقرر کرے اور ایکوقت نوافل کے لیے اور ایکوقت پڑھانیکے لیے اور ایکوقت واسطے مطالعہ کرنے علوم دینیہ کے وغیر ذلک اور ایک چیز سے تکلیف نہو کہ ملول ہوئیگا اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب پہونچنے اور پہونچانے ثواب کے ہے پہونچنا ثواب کہ ہوتا ہے بسبب حاضر ہونیکے جنازون پر اور بسبب جانیکے عیادت مریض کے لیے اور جانیکے دعوتونمین اور مانند انکیکے اور بعدہ چیزین ثواب کی یہ ہین حاضر ہونا عیدین مین اور جمعہ مین اور تمام نمازون کی جماعتونمین کہ یہ چیزین لازم ہین اور انکا ترک کرنا جائز نہین مگر بسبب بعضے عذرونکے کہ فقہ مین لکھے ہین اور پہونچانا ثواب کا یہ ہے کہ لوگ اسکی ملاقات کے لیے آوینگے اور مصیبت و تعزیت مین معذرت کرینگے اور نعمت و خوشی مین مبارکبادی دینگے اور اسکے سبب سے ثواب حاصل ہوگا انکو اور اسیطرح اگر یہ شخص علما و مشایخ مین سے ہے اور لوگ اسکی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہین تو بھی وہ ثواب پاوینگے اسکے سبب سے لیکن چاہیے کہ اوس ثواب کو کہ حاصل ہو اس مخالطت مین تولے ساتھ اوس ثواب کے کہ حاصل ہو عزلت مین جس جانب مین کہ ثواب غالب ہو اسکو اختیار کرے خواہ عزلت ہو یا مخالطت منقول ہے بعضے اگلے بزرگون سے مانند مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم کو ترک کرنا قبول دعوت اور عیادت بیمارونکا اور حاضر ہونا جنازونکا بلکہ لازم پکڑا تھا اونہون نے گوشہ گھر کا کہ باہر نکلتے تھے مگر واسطے جمعہ کے اور زیارت کرنے قبرونکے اور بعضے بزرگون نے چھوڑ دیا تھا شہر اور جا رہے تھے جنگل اور پہاڑون مین تاساتھ ترک کرنے حقوق ہمسایہ کے اور مانند اسکے مکلف ہون اور یہ طریق بڑی سلامتی کا ہے آدمجلہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب تواضع کی ہے اور تواضع افضل مقامات اور احسن صفات سے ہے اور یہ لوگ تنہا نشین اکثر حال میں بنی اسرائیل کے قصون مین آیا ہے کہ ایک حکیم نے تین سو ساٹھ کتابین حکمت مین تصنیف کی تھین اور ایسا گمان کرتا تھا

کو مجھکو بسبب ہاتھکے مرتبہ عظیم بارگاہ رب الکریم مین حاصل ہوا ہوا سو قت سے پیغمبر کو وحی آئی کہ اس سے کہو کہ یہ تمام ایق ان
وخوشنا ہیرا بارگاہ خداوندی میں کچھ قدر و قیمت نہین رکھتا ہیں عزلت اختیار کی اوس حکیم نے اور زمین کے نیچے ایک ساحجرہ بنایا
اور کہا کہ مین حق کی صحبت مین ہو چکا ہون پیغمبر پر وحی آئی کہ اگر چاہتا ہماری چاہتا ہے تو بازار مین جا اور لوگونکے ساتھ
بے صحبت رکہ اور تواضع اختیار کر اور انکے ساتھ ہمنشینی اور ہم کلامی کر کہ اس عزلت مین آنکہین بند کرکے ہین چہپا بیٹھا ہے
اوس حکیم نے اوسپر عمل کیا تو وحی آئی کہ اب مرتبہ تیرا ہمارے نزدیک پہونچا اور بہت سے لوگ عزلت گزین ہین بباعث عزلت کے
انکو تکبر اور کبر ہے اور بالیقین اعتقاد رکھتے ہین کہ ہم فضلون اور پارسائون ہین انکی تعظیم و تکریم کا حق لوگ بجا نہین لاتے
اور دیکھتے ہین کہ احتراز مخالطت سے سبب ترقی اوسکی قدر کی ہوتی ہے مثال انکی ہے اور یہ نہین جانتے ہین کہ تواضع اور
مخالطت اوس کسی سے کہ واضع ہو بزرگ ہے بسبب علم و دین کے کچھ موجب نقصان انکی نہین اسکے منصب مین امیرالمومنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ طعام واسطے اہل وعیال اپنے کے بازار سے لاتے تھے اور کہتے تھے لَا یَنْقُصُ الْکَامِلَ
مِنْ کَمَالِہٖ مَا حَمَلَ مِنْ نَفْعٍ اِلیٰ عِیَالِہٖ اور بہتیرے صحابی مانند ابو ہریرہ اور ابن مسعود وغیرہ اپنے پشتارہ لکڑیونکا
اور گٹھری گیہون کی اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لاتے تھے اور منقول ہے کہ ابو ہریرہ امیر ایک شہر کے تھے اور لکڑیان اپنے
سر پر رکھکر لاتے اور کہتے طَرِّقُوْا لِاَمِیْرِکُمْ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے غلہ اپنے گھر مین لاتے
راہ دو واسطے امیر اپنے کے
اور اگر کوئی اوٹھا مانگتا تو ہرگز نہ دیتے اور فرماتے کہ تواضع گردن فرازان نکوست وگر گدا تواضع کند خوے او ست اور کبھی ہوتا ہے
کہ اختلاط ترک کرتا ہے اسلیے کہ تا لوگ اسکی برائیون پر اطلاع نہ پاوین اور ساتھ اعتقاد زہد و عبادت کے لوگونکو
فریب دے اور لوگونمین شہور و معروف ہو حالانکہ تمام روز و شب مین ایک ساعت ساتھ خدا کے مشغول نہین ہوتا
نعوذ باللہ مین ذالک اور جملہ فوائد عزلت سے یہ ہے کہ وہ سبب تجربہ کی ہے اسلیے کہ عقل غریزی کہ ثابت ہے اصل طبیعت
مین کافی نہین ہے مصالح دین و دنیا کے اور زیادتی اسکے کمال کی تجربہ اور معاملہ سے ہوتی ہے اور عزلت بغیر تجربہ
کے ضائع ہے جیسے اگر ایک لڑکا اول ہی سے عزلت اختیار کرے تو ضرور ہے کہ تمام عمر جاہل رہیگا پس واجب یہ ہے
کہ ایک مدت لوگونمین اوٹھے بیٹھے اور تحصیل علم ضروری اور احوال گذرانیکے اور تحسین نفعون اور ضررونکی معلوم کرے بعد اسکے
عزلت اختیار کرے اور باقی تجربہ بسبب اون احوال کے حاصل ہوینگے اور تجربون مین بہت ضروری تجربہ یہ ہے
کہ تجربہ کرے نفس اور صفات باطن اپنی کا کہ یہ خلوت مین میسر نہین ہے مگر بعد حاصل ہونے علم کے ساتھ انکے اور جو کوئی ساتھ
صفتون بُری کے مانند غضب اور حسد اور مانند انکے کے عزلت اختیار کرے ہر چند کہ خلوت مین رہے ہمیشہ محنت و تشویش مین ہے
حالانکہ اختیار کرنا عزلت کا واسطے فراغ خاطر اور صفائی دل کے ہے اور سلف اکثر آزماتے تھے اپنے نفس کو ساتھ اون چیز
کے کہ برائیونکو دفع کرے یعنی جسمین کچھ آمیزش تکبر کی ہوتی تو بوجھ سر پر یا مشک کندھے پر رکھتا اور بازار سے گذرتا اور اپنی تمیز
اکثر دکھاتا اون لوگونکو کہ جنسے حیا و حجاب بہت رکھتا تھا اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ کہا تیس برس کی نماز پھیری یعنے

بعلت اسکے کہ ہمیشہ پہلی صف مین نماز ادا کرتا تہا مین اگر وہ کسی سبب سے اخیر ہوتی بیر آتا ہین اور تو ہم نے صفین
مرتب کر لین تہین پہلی صف پر پیوند پہنچسکا مین اخیر کی صف مین کہڑا ہوا مین پس دیکہا اپنے نفس میر الیسا ہی تاخیر کے
لوگونکی نظر سے شرماتا ہے پہلی صف مین آیا مین معلوم کیا اپنے کہ نفس میرا سبب اس کے محظوظ ہوا اس سبب سے کہ نظر لوگونکی
پڑتی ہے اور حاملو سابقین فی الخیرات سے گنتی مین جانا ہے کہ یہ تمام نمازین کہ مدت تیس برس تک پڑہی تہین آمیزش ریا
و عجب کی رکہتی تہین پس قضا انکی پڑہی پس مخالطت کو بڑی تاثیر ہے بیچ رجوع کرنے ان امور کے بیچ حق اس شخص کے
کہ جو خبردار ہے احوال نفس اور مفسدون اوسکی سے اور جو ہوں بیٹے خبر یا تہا اعمال کے مفسدونکا بدترین اشیا کا ہے سیکہ
جاننا انکا شریف ترین علوم کا ہے بعد ایمان لانیکے ضروریات دین پر اور بہت عمل بغیر حاصل ہونے اس تعلم کے تمام آفت
و ہلاکت ہین اور صحیح ہونا عمل کا اور صفائی اوسکی موقوف ہے اس علم پر اور اسی سبب سے فضیلت دی ہے علم کو عمل پر
باوجودیکہ علم وسیلہ عمل کا ہے اور وسیلہ کمتر ہوتا ہے مقصود سے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میرے کے ہے ایک ادنی شخص پر اوپر اصحاب میرے کے اور آیتین اور حدیثین اور اقوال صحابہ کے
بیچ فضیلت علم کے بیشمار ہین اور مراد اون سب سے علوم دینیہ ہین اور جو کہ وسیلے انکے ہین اور باقی علوم بحسب تفاوت کے بعض
مباح ہین اور بعضے حرام اور تفصیل اسکی اسکی جگہ پر بیان کی ہے پس فضیلت علم کی رجوع کرتی ہے طرف ایک امر کے
تین امور مین سے ایک تو یہ کہ صحت عمل کی موقوف ہے اوسپر اور دوسرے یہ کہ فائدہ اسکا عام و متعدی ہے ساتھ تمام
خلائق کے اور فائدہ عمل کا مخصوص و لازمی ہے ساتھ کرنیوالے اسکے اور تیسرے یہ کہ مقصود علم سے پہیرنا دل کا ہے خلق سے
طرف خالق کے اور مستغرق ہونا اوسکی معرفت و محبت مین اور یہ علم مقصود و اصلی ہے اور وہ علم کہ وسیلہ عمل کا ہے علم معاملات ہے
پس جو کوئی علم وسیلہ کو نجانے بمنزلہ اندھے کے ہے کہ کسو پیچھے راہ کو نجانے اور جسنے سیکہا اور عمل نکیا مانند اوس شخص کے
ہے کہ شمع ہاتہ مین رکہتا ہے لیکن راہ نہین چلتا اور جو کوئی ہمیشہ مشقت عمل مین ہے مانند اوس شخص کے ہے کہ ہمیشہ راہ چلے
اور مقصد کو نہ پہونچے مرتبہ اول علماے دنیا کے لیے ہے کہ جنکو علماء سوء بسبب بد کہتے ہین نعوذ باللہ منہ اور مرتبہ دوسرا
اکثر عابدون اور زاہدون کے لیے ہے اور اس مرتبہ مین اگرچہ کمال معرفت حق کو اسپر نہ کہولین لیکن سبب نجات آخرت
اور نعیم جنت کا ہوئیگا اگر ساتہ کسی غرض کے اغراض دنیاوی سے ملوث نہو حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی ساتہ عمل آخرت کے
دنیا طلب کرے نہ دنیا پاوے نہ دین اور مرتبہ تیسرا عارفون اور واصلون کا ہے اور تحقق اس مرتبہ کا بغیر حصول دو مرتبہ
پہلے کے دشوار ہے اور دعوی اسکا الحاد ہے یہ ہے بیان فوائد عزلت اور آفات اسکیکا اور جب یہ معلوم ہوا تو ثابت ہوا
کہ ترجیح ایک کی دونو مین سے یعنے ترجیح عزلت کی صحبت پر یا صحبت کی عزلت پر خطا ہے بلکہ یہ مختلف ہے ساتہ اختلاف
اشخاص و احوال کے اور مدار اوپر حاصل ہونے فوائد و آفات کے ہے اگر فوائد عزلت مین دیکہے تو اسکو اختیار کرے اور اگر
صحبت مین پاوے تو اوسکو عمل مین لاوے پس حق یہ ہے کہ طریقہ اعتدال کا ملحوظ رکہے اور اپنے تئین ایک جانب مین تنہا نہ چہوڑے

دینی علم ہے یا عمل اور علم یا تو کوئی علم ہے علوم دینی مین سے یا علم ہے اخلاق و صفات اپنی کا بطریق تجربہ کے اور یا علم
ہے نشانیون قدرت الٰہی کا اور عجائبات کے کہ زمین مین مانند سفر ذی القرنین کے اور عمل یا عبادت ہے اور کیا زیارت
عبادت مانند حج اور عمرہ اور رہبانیت کے اور زیارت یا تو مقصود اوس سے کوئی مکان ہے مانند مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس
اور یا مانند انکے اور یا زیارت مقصود اولیا اور علما کی ہے خواہ زندہ ہون یا مردہ اور جس سے کہ بھاگتا ہے یا تو وہ ایسا
امر ہے کہ ضرر اسکا متعلق ساتھ بدن کے ہے خواہ عام ہو مانند وبا و قحط کے اور یا خاص ہو مانند خوف کے ایذا حاسدون اور دشمنون
سے اور یا ایسا امر ہے کہ ضرر اوسکا دین مین ہے مانند قید جاہ و مال کے کہ سبب اعراض کی ہوتی ہے اور یا ذکر و فکر الٰہی تعالی
سے واسطے عبادت اوسکے اور یا مانند دعوت کے کہ وہان بدعت ہو پس ہے اصل اقسام سفر کے چار ہوئے اول سفر واسطے
طلب علم کے اور یہ سفر یا تو واجب ہے یا نفل بسبب علم مطلوب کے کہ اگر علم واجب ہے تو سفر بھی واجب ہے اور اگر علم نفل ہے
تو سفر بھی نفل ہے اور علم یا تو علم ہے امور دینیہ اور احکام شرعیہ کا اور یا علم ہے اخلاق اور صفات بری یا اچھے کا یا علم
نشانیون قدرت الٰہی کا کہ زمین مین ہین اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی گھر سے باہر آئے طلب علم کے لیے تو وہ راہ خدا
مین ہے جبتک کہ پھر آوے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی چلے راہ واسطے طلب علم کے آسان کریگا حق تعالی اوسکی راہ بہشت
کی اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ اور اگلی علما رحمہم اللہ مسافتین بعید واسطے سنن
طلب کرو علم کو اگرچہ ہو چین مین
ایک حدیث کے قطع کرتے تھے جابر بن عبد اللہ ساتھ دس صحابیون اور سے کے مدینہ سے مصر کو گئی واسطے سننے ایک حدیث کے
عبد اللہ بن انیس کی زبان سے ہر چند کہ انکو اونسے وہ حدیث بواسطے کسیکے پہونچی تھی اور اسیطرح اکثر علما نے واسطے علم
کے سفر اختیار کیے ہین اور محنتین اوٹھائی ہین رحمت کرے اللہ اون سب پر اور علم اخلاق و صفات نفس بھی ضروریات دین
سے ہے اسلیے کہ چلنا راہ آخرت کا بغیر اچھا کرنے صفتون کے اور درست کرنے اخلاق کے مشکل ہے کہ آدمی بد اخلاق کو
صفائی باطن کی ممکن نہین اور تجربہ اخلاق کا اور صفات نفس کا اکثر سفر مین میسر ہوتا ہے اسلیے کہ نفس وطن مین انسیت
پکڑے ہوتا ہے ساتھ اون چیزون کے کہ موافق طبیعت اسکے ہین قسم الفت و عادت کی چیزون سے پس ظاہر نہین ہوتی
ہین خباثتین باطن اسکی اور سفر جو جگہ محنت اور شدت اور نہونے الفت و عادت کی چیز کی ہے ظاہر ہوتا خباثتون
اور عیبون اسکی کا اکثر ہوتا ہے پس تدبیر و علاج اسکا ممکن ہے اسلیے کہ جب علت ظاہر ہو تو علاج اسکا ممکن ہے لیکن جب علت ظاہر
نہین ہوتی تو دفع کرنا اسکا مشکل ہوتا ہے اور تحقیق اسکی بیچ فوائد مخالطت کے مذکور ہوئی اور سفر بھی مخالطت ہے ساتھ زیادتی مشقتون
اور ضررون کے اور علم نشانیون قدرت الٰہی کا زمین مین بھی سبب حاصل ہونے بصیرت و یقین کا ہے اسلیے کہ کوئی
چیز موجودات سے نہین ہے کہ دلالت نکرے اوپر کمال صنعت اور قدرت اور علم خالق کے اور اس بات کو صاحبان
دل کہ کان انکے جاننے کے کھلے ہین اور اس سے سمجھنا زبان حال کا کرسکتے ہین خوب جانتے ہین اور بعد حاصل ہونے
اس مرتبہ کے رہنا وطن کا اور سفر برابر ہین اور کھولنا اور بند کرنا آنکھ کا یکسان ہے اور وہ ہمیشہ سفر ہی مین ہین

اور کیفیت اس سفر کی راہ چلنے والے آخرت ہی کے جانتے ہیں اور دوسرا سفر واسطے عبادت کے ہو کہ حج ہے اور جہاد
اور زیارت انبیا اور اولیا اور علما کے قبروں کی بھی اسی قبیلہ سے ہے اور جس سے کہ حالت حیات میں ساتھ دیکھنے کے برکت
حاصل کریں بعد اسکے مرنیکے انکی زیارت سے برکت ڈھونڈیں بحسب تفاوت درجات انکیکے اور زیارت زندونکی بہتر ہے
زیارت مردوں سے کہ یہان حاصل ہونا فائدہ کا زیادہ ہے اور نظر کرنی علما اور صلحا کے منہ پر عبادت ہے اور مسلمان بھائیونکی
ملاقات کرنیکی فضیلت بیچ آداب یاران کے مذکور ہو چکی ہے اور بیچ زیارت کرنے بیت المقدس کے فضائل بہت ہیں اور تورات
میں اشعار آیا ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت رب العزت سے درخواست کی کہ جو کوئی اس مسجد
میں یعنے بیت المقدس میں آوے تو منظور رحمت الٰہی کا ہو اور گناہوں سے پاک ہو جیسے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور
حقتعالی اوسکی دعا کو قبول کرے اور تیسرا سفر ہے واسطے بھاگنے کے اوس چیز سے کہ تشویش ڈالے دین میں اور یہ پیغمبرونکی
سنت سے ہے اور بھاگنا اون چیزوں سے کہ واجب ہے بھاگنا انسے قید حکومت اور مال اور جاہ اور کثرت علائق اور اسبابکی ہے
کہ یہ سب چیزیں تشویش پیدا کرنیوالی خاطر کی اور سبب تفرقہ دلکی ہیں اور تمام وکمال دین کا بغیر فارغ ہونے دلکے علائق
سے مشکل ہے اگرچہ قطع ہونا علائق ضروریہ کا اور حاجات لابدی کا ممکن نہیں ہے لیکن تخفیف اور کم کرنا انکا ممکن ہے اور مشغول
ہونا ساتھ دین وطاعت کے بقدر سبکباری کے ہے جو کوئی کہ سبکبار زیادہ ہے راہ دین میں تیزرو زیادہ ہے اور جبکہ بعد ریاضتون
کے اور تہذیب اخلاق کے فراغ دل حاصل اسطرح کا ہو کہ کوئی چیز مانع ملاحظہ حق اور مشاہدہ اسکے سے نہو تو ہونا اسباب
ومتاع کا موجب تشویش دل کا نہو گا لیکن حاصل ہونا اس مرتبہ کا مخصوص ساتھ انبیا اور اولیا کے ہے اور انکے اور عوام کے
بہت تفاوت ہے اور مثال تفاوت قوت دلکی بیچ اٹھانے شواغل کے مانند تفاوت قوت بدنکے ہے بیچ اٹھانے بوجھون
بھاریکے یعنے جیسے ضعیف الجسم کم بوجھ اوٹھاتا ہے اور قوی الجسم زیادہ اسیطرح دون ہمت تھوڑے سے شغلونکے متحمل نہیں ہوتے
گھبرا جاتے ہیں اور عالی ہمت بہت سے شغلونکے متحمل ہوتے ہیں اور گھبراتے نہیں اور انکے حضور مع اللہ میں فرق نہیں آتا
اور جیسے کہ کثرت اور عادت ڈالنی بیچ زیادہ کرنے قوت ظاہر کے مفید ہے اسیطرح مجاہدہ اور ریاضت بیچ پیدا کرنے
قوت باطنی کے دخل تمام رکھتی ہے اور اختیار کرنا سفر کا واسطے بھاگنے کے آفات وفتنوں سے عادات سلف سے ہے سفیان
ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ ہر روز ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاوے اور جہانکہ مشہور ہو جاوے چاہیے کہ
وہانسے انتقال کرے اور ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ ایک شہر میں زیادہ چالیس روز سے نہ رہتے تھے اور چوتھا سفر بچنے کے
لیے ہے اوس چیز سے کہ مضر ہے بدن میں مانند وبا اور اسیکے اور یا مضر ہے مال میں مانند گرانی غلہ کے اور سفر کرنا واسطے
گرانی غلہ کے جائز ہے واسطے خاطر جمعی اور فارغ ہونیکے عبادت کے لیے سفیان ثوری کو کسی نے دیکھا کہ مشک ہاتھ میں
لٹکی ہوئی ہے اور تھیلی اناج کی پیٹھ پر لیے ہوے چلے جاتے ہیں پوچھا کہ کہاں جاتے ہو اے ابا عبد اللہ کہا کہ سنا ہے میں نے کہ فلانے
گانو میں غلہ ارزان ہے چاہتا ہوں کہ وہاں ہوں کہا کہ آیا ہم بھی اسیطرح کریں کہا ہاں جبکہ سنو تو کہ ایک جگہ غلہ

ارزان ہے سکونت اختیار کرو ہان کہ سلامتی اور بقاء خاطر جمعی بہین اکثر ہے اور تعلق ساتھ اسباب کے منافی توکل کے نہین
نتیجہ سفر کرنا واسطے خوف وبا اور مانند اسکے جائز نہین حدیث مین آیا ہے کہ یہ وبا ایک بیماری ہے کہ بعضی اگلی امتون ساتھ
اسکے عذاب کئے گئے تھے بعد ازان باقی رہی کہ کبھی جاتی ہے اور کبھی آتی ہے پس جو کوئی سنے اسکو کسی شہر مین چاہیے کہ
وہان نجاوے اور اگر شہر مین ہووے اور وہان وبا آوے تو وہانسے نکلے نہین اور صبر کرو اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ
طاعون یعنے وبا ایک بیماری ہے مانند غدہ[1] اونٹ کے کہ منہ مین نکلتا ہے جو مسلمان کہ اوس سے مرے شہید ہوا اور جو کوئی
ٹھیرا ایسے شہر مین حالت وبا مین مانند اوس شخص کے ہے کہ راہ خدا مین جہاد کرے اور جو کوئی بھاگے وبا سے مانند اوس
کے ہے کہ جہاد سے بھاگا اور حاصل یہ کہ بھاگنا وبا سے اور جانا وبا کی جگہ ممنوع ہے یہ ہے بیان سفر کے فائدونکا اور
اسی جگہ سے نیت سفر کی ظاہر ہوئی کہ اگر نیک کام کی نیت سے سفر مین تو ثواب پاویگا والا ہیچ ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ
سفر یا اچھا ہے یا برا یا مباح سفر اچھا یہ ہے کہ واسطے اعمال آخرت کے ہو یعنے مثل تحصیل علم وغیرہ کے اور اگر واسطے حاصل کرنے
حاجات دنیویہ کے ہو کہ زندگانی مین ضروری ہین اور موجب خاطر جمعی اور حضور دلکی ہین وہ بھی اخل ہے اعمال آخرت مین
اور طلب کرنا زیادتی کا اسمین قبیلہ دنیا سے ہے اور مدار نیت پر ہے پس حاصل کرنا مال کا واسطے قوت عبادت کے اور
خبر گیری فقراکی اعمال اُخروی سے ہے یعنے اگرچہ زیادہ حاجت سے ہو اور نکلنا حج کے لیے واسطے سنانے اور دکھانے
لوگونکے واسطے دنیا کے ہے اور اعتبار نیت کا واجبات اور مباحات مین ہے اور حرام مین نیت اعتبار نہین رکھتی اور
مرتکب ہونا حرام کا جائز نہین یعنے مثلاً حج وغیرہ کے لیے نکلا ہے یا تجارت کے لیے نکلا ہے اور نیت اسمین اچھی ہے معتبر ہوگی
اور اگر قتل اور چوری وغیرہ کے لیے نکلے اور کہے کہ نیت میری یہ ہے کہ مال فقرا کو کھلاؤنگا یہ نیت کچھ کام نہ آویگی ایسا کام ہرگز نکرنا
چاہیے اور ہمیشہ سیر وسیاحت مین رہنا تو شیمہ اولو الاولیا کا ہے مگر ہیچ حق تو یونکے اور اکثر سیاح بیکار اور گداپیشہ
ہوتے ہین اور اسکے فائدونمین سے نہایت فائدہ یہ ہے کہ دلگیری دفع ہوتی ہے اور چاہیے کہ سفر ارادہ نیک کرنیوالیکا
واسطے طلب علم اور دیکھنے بزرگونکے ہو تا کہ آنکھ دلکی کھلے اور طریق عمل وفکر کا ہاتھ لگے اور بعد اسکے اقامت یعنے وطن مین
یا ایک شہر مین سکونت اختیار کرنی بہتر ہے **فصل** دوسری بیچ آداب مسافرونکے وقت نکلنے سے پھرنے تک جب
ارادہ سفر کا ہو تو چاہیے کہ اول حقوق لوگونکے اور قرض قرض خواہونکے ادا کرے اور اگر امانتین لوگونکی رکھتا ہو تو انکو
سپرد کرے اور نفقہ اہل حقوق کا یعنے بیوی بچون وغیرہ کا بھروا دے اور خرچ راہ حلال طیب بہم پہونچاوے اور خرچ راہ
اسقدر ساتھ لے کہ رفیقون پر بھی فراخ ہو اور چاہیے کہ سفر مین خوش خلق رہے اور اخلاق نیک ظاہر کرے کہ نہایت
تجربہ آدمی کے خلق کا سفر ہی مین ہوتا ہے اور جو کہ سفر مین ثابت قدم محبت مین اور قابل صحبت کے ہے وطن مین بھی
ہوسکیگا بہت آدمی ایسے ہوتے ہین کہ وطن مین راضی وخوش ہوتے ہین ولیکن سفر مین سخت ترش رو کہ سفر جگہ
مصیبتون اور حادثون کی ہے اور تحمل اسمین نہایت دشوار ہوتا ہے اور اسی سبب سے کہا ہے علما نے کہ تین آدمیونکے

[1] یعنے غدود اونٹ کی گردن مین نکلتا ہے اور زرد ہو اوس سے مرجاتا ہے اور اسکا بیچ میں پھیلنا اور بیلا ہوجاتا ہے ۱۲

سخت کلام کرنا چاہیے نہ ذرہ درشت اور بیہودہ اور مسافر سے اور تمام حسن خلق مسافر کا اسمین ہے کہ ساتھ کرایہ کرنیوالیکے احسان کرے اور رفیقونکا مددگار رہے جس چیز کی کسی کو ضرورت ہو جیسے سواری ہو یا کھانا جیسے خواہ اور ہو خوش سما اور کسی طرح خوش طبعی سے بھی خاطر انکی خوش کرتا ہے لیکن بیہودہ اختلاط ترش نکتہ گناہ سے کہ خوش طبعی اسی سبب سے وحشت دفع کی اور حسیا دفع کی ہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ اول رفیق پیدا کرے تنہا نہ نکلے سفر کیواسطے کہ سفر تنہا مشکل ہے اور اسی سبب سے کہا ہے حضرت نے اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ لیکن چاہیے کہ رفیق ایسا شخص ہو کہ مدد کرے اسکی دین میں اگر دین کی

اول رفیق پیدا کر پیچھے راہ چل

بات کوئی بھول جاوے تو یاد دلاوے اور سکھاوے اگر یاد ہو مدد کرے اسکی کہ آدمی اپنے دین دوست کا پند سکے ہے یعنی اگر رفیق بیدار ہوگا تو یہ بھی اسکی صحبت میں دین دار ہوگا اور یہ چاہیے دوست کی یہی ہے کہ مدد کرے دین پر اور بہتر یہ ہے کہ منع آیا ہے تنہا سفر کرنیسے اور کمتر جماعت سفر کی تین آدمی ہیں لیکن اگر چار ہوں تو بہتر ہے حدیث شریف میں آیا ہے خَیْرُ الْاَصْحَابِ اَرْبَعَۃٌ

بہتر یار وہ ہیں کہ چار ہیں

اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر تین آدمی ہونگے تو دو آدمی اگر کسی کام کو جاوینگے یعنے کھانا وغیرہ لینے کو تو ایک آدمی تنہا رہیگا اور دلگیر ہوگا کہ سفر جگہ وحشت و محنت کی ہے اور اگر ایک جاویگا کام کو تو وہ دلگیر ہوگا کہ قضائے حاجات اور معاملہ شہر بیگانہ میں غریب کو مشکل ہے پس چار کا ہونا بہتر ہے کہ دو کام کو جاوینگے تو دو آپس میں باتیں وغیرہ کرتے رہینگے اور زیادہ چار سے نہیں چاہییں کہ زیادہ ہیں حاجت سے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو کہ زیادہ حاجت سے ہوتا ہے رفاقت میں اہتمام اسکے حال کا بہت کم ہوتا ہے اور چاہیے کہ جماعت میں ایک شخص کو امیر کریں کہ یہ رفع کرتا ہے معنی اثنینیۃ یعنے دو ہونیکو کہ آیا ہے اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ فِی الْاِثْنَیْنِ یعنے جب ایک امیر ہوا تو گویا وہ اکیلا ہے کہ کوئی اسکی برابر میں

سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں دو میں ہیں

شریک نہیں اور یہ بھی ہے کہ عقلیں لوگونکی بیچ اختیار کرنے منزلونکے اور معین کرنے راہونکے اور امور سفر کے مختلف ہوتی ہیں پھر اگر حاکم ایک نہوگا تو باعث نزاع کا ہوگا اور انتظام امور میں فساد اور خلل پڑیگا اور ہونا ایک حاکم کا رفع کرتا ہے نزاع و فساد کو اور چاہیے کہ امیر ایسے کو کریں کہ بہت خوش خلق اور بہت مہربان ہو اور عاقل و تجربہ کار ہو اور شیوہ احسان و ایثار کا رکھتا ہو اور نظر اسکی مشعر اوپر مصلحت رفقا کے ہو عبد اللہ مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ہمراہ ہوا ابو علی سے سفر میں ابو علی نے کہا کہ ای عبد اللہ تو امیر ہوگا یا میں کہا مینے تم ہو کہا ابو علی نے کہ اطاعت حکم کی اور فرمانبرداری امیر کی لازم گنتا تو مینے کہا کیوں نہیں کرونگا پس ہمیشہ اوٹھانا اسباب کا اور تمام خدمتیں ابو علی کرتے تھے اور مجھکو کسی خدمت میں مشغول ہونے نہ دیتے تھے ایک شب مینہ برسنے لگا تمام شب میرے سر پر چادر لیے کھڑے رہے کہا مینے اللہ اللہ کچھ تو خدمت مجھے بھی کرنے دو کہا کہ مینے نہ کہا تھا کہ اطاعت میری لازم گنتا اور مجھکو امیر اپنا جانتا پس پشیمان ہوا میں کہ کاشکے امیر نہ جانتا میں اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ رخصت کرے شہر کے رفیقونکو اور گھر کے لوگونکو اور دوستونکو اور وقت رخصت کے آپس میں ایک دوسرے کیلیے دعا کریں اور مقیم مسافر کو کہے فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَکَنَفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّھَکَ لِلْخَیْرِ حَیْثُ تَوَجَّھْتَ اور مسافر مقیم کو کہے اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکُمْ

یعنی اللہ کی حفاظت اور اسکی پناہ میں رہ اور زاد دیوے تجھے اللہ پرہیزگاری کا اور بخشے گناہ تیرے اور متوجہ کرے تجھکو بھلائی کی طرف جدھر تو متوجہ ہو اور مسافر کہے سونپتا ہوں میں اللہ کو دین تمہارا اور امانت تمہاری اور آخری عمل تمہارے

اور چاہیے کہ اہل و مال کو اور ہر چیز کو جو متعلق اسکے ہے سپرد خدا تعالیٰ کے کرے اور دعا کرے علی العموم کر کے خاص کر کے
بسنت و نیکی کے لیے کہ ذکر آیا ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو مال بانٹ رہے تھے کہ ناگہاں ایک شخص آیا کہ اوسکے ساتھ ایک
بیٹا تھا نہایت مشابہ ساتھ اوسکے امیر المومنین عمر نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور تجھسے کیا قرابت رکھتا ہے کہ بیٹے کسیکو کسیکے ساتھ
ایسا مشابہ نہیں دیکھا ہے باپ نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ بیٹا میرا ہے مجکو ارادہ ایک سفر کا درپیش آیا تھا اور اس لڑکی کی ماں
حمل سے تھی اوسنے کہا کہ تو جاتا ہے اور مجکو اس حال میں چھوڑتا ہے میں نے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے اوسکو خدا تعالیٰ کی سپرد کرتا ہوں
پس یہ کہکر چلا گیا میں جب سفر سے پھر کر آیا میں تو اسکی ماں مر گئی تھی ایکروز بیٹھا تھا میں اور لوگوں سے باتیں کر رہا تھا کہ ناگہاں
اوسکی گور پر ایک آگ میں نے دیکھی روشنی دیکھی میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ گور ہے تیری بیوی کی ہر شب
ایسی ہی روشنی دیکھتے ہیں ہم کہا میں نے کہ واللہ وہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھی یعنی یہ روشنی اسکے سبب سے ہے پھر اوسکی
گور پر گئے ہم دیکھا کہ وہ روشنی ایک چراغ کی ہے کہ اوسکی گور پر روشن ہے اور یہ بیٹا ہاتھ پاؤں مار رہا ہے ایک ہاتف غیبی
نے آواز دی کہ یہ امانت تیری ہے کہ سپرد خدا کیگئی تھی تو نے اگر اسکی ماں کو سپرد کرتا تو تو اوسکو بھی پاتا کہ جو کوئی خدا کو امانت
سپرد کرتا ہے سلامت پاتا ہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ پہلے سفر کے دو رکعت نماز استخارہ کی پڑھے کہ جو کوئی کسی کام
میں استخارہ کرتا ہے انجام اوس کام کا بخیر ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ سعادت ابن آدم سے ہے استخارہ اسکا
پہلے شروع کرنے کسی کام میں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت اپنے اصحاب کو تعلیم کرتے تھے استخارہ جیسیکہ
تعلیم کرتے تھے سورہ قرآن کی یعنے بہت اہتمام کرتے تھے اسکے سکھانے میں اور اگلے بزرگ ہر کام میں استخارہ لازم
گننے تھے اور کیفیت استخارہ کی یہ ہے کہ دو رکعت پڑھے اسطرح کہ اول رکعت میں سورہ فاتحہ یعنی الحمد اور قل یا ایہا الکافرون
اور دوسری رکعت میں فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور جب فارغ ہو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ
وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا
اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَ
عَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ
وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ ق حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی قصد
کرے کسی کام کا وہ دو رکعت پڑھے سوای فرض کے اور پھر یہ دعا پڑھے اور مراد کام سے وہ کام ہے کہ مباح ہو اور تردد
رکھتا ہو اوسکے کرنے نکرنے میں مثل سفر کرنے اور بنانے عمارت اور کرنے نکاح اور مانند انکے نہ مانند کھانے اور پینے
مقرر کے کہ اسمیں استخارہ نہیں چاہیے اور اسیطرح استخارہ نہ کیا جاوے کرنے واجب اور مستحب میں اور چھوڑنے حرام
و مکروہ میں پس استخارہ پڑھنے سے جو بات اسکے حق میں مناسب ہوتی ہے اوسپر دل قرار پکڑ جاتا ہے یہ حضرت

شیخ نے مشکوۃ کی شرح مین لکھا ہے اور وقت سفر کے چار رکعت اور پڑھے حدیث مین آیا ہے کہ نہین چھوڑتا ہے بندہ اپنے
اہل مین کوئی خلیفہ کو دوست زیادہ ہے نزدیک اللہ تعالی کے نزدیک چار رکعت سے کہ ادا کرے اپنے گھر مین اوسوقت کہ باندھے کپڑے سفر
کے پڑھے اونمین یعنے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پھر بعد نماز کے کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ بِهِنَّ اِلَيْكَ
فَاخْلُفْنِيْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ پس جو کوئی یہ پڑھتا ہے حقتعالی نگاہ رکھتا ہے اوسکے اہل و مال کو اور حفاظت کرتا ہے گرد سر
اوسکے اوسوقت تک کہ پھر کر آوے تمام ہوا مضمون حدیث کا اور جب گھر کے دروازہ پر آوے یعنے باہر نکلنے کے لیے تو کہے
بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ
نکلتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے بھروسا کیا مینے اللہ پر نہین پھرنا گناہ سے اور نہ قوت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ کے اے رب میرے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے اس سے کہ گمراہ ہوون مین یا گمراہ کیا جاؤن
اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ اور جب قدم راہ پر رکھے کہے اَللّٰهُمَّ بِكَ
یا پھسلون مین یا پھسلایا جاؤن مین یا ظلم کرون مین یا ظلم کیا جاؤن مین یا جہالت کرون مین یا جہالت کیجاوے مجھپر یا اللہ ساتھ نام تیرے
اِنْتَشَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَاَنْتَ رَجَائِيْ
چلا مین اور تجھی پر بھروسا کیا مینے اور ساتھ تیرے چنگل مارا مینے اور طرف تیری متوجہ ہوا مین یا اللہ تجھی پر اعتماد ہے مجھکو اور تجھی سے امید ہے مجھکو
فَاكْفِنِيْ مَا اَهَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهٖ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اور یہ دعا
پس کفایت کر مجھکو اوس چیز سے کہ فکر ڈالا ہو مجھکو اور اوس چیز سے کہ نہین فکر کرتا مین اوسکی یا اللہ توشہ راہ دے مجھکو تقوی اور متوجہ کر مجھکو واسطے خیر کے جدھر متوجہ ہوون مین
ہر منزل مین پڑھے جسوقت کہ نکلے اوس منزل سے اور جب گھوڑے پر سوار ہو کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ سُبْحَانَ
الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَى الظَّهْرِ وَ
اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْاُمُوْرِ اور مقصود ان دعاؤن سے یہ ہے کہ بیچ وقت سفر کے التجا ساتھ حقتعالی کے کرتا رہے
اور توکل اوسپر کرے اور نیکی چاہے اور مشغول ساتھ اوسکے رہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ روز پنجشنبہ کے سفر کرے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسیطرح کرتے تھے اور چاہیے کہ وقت صبح کے سفر کرے حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے حقتعالی برکت دے میری امت کو بیچ صبح روز پنجشنبہ کے یعنے جو کام اسمین کرین برکت پاوین اور ہر کام
مین مستحب یہ ہے کہ شروع صبح کو کرے کہ یہ وقت برکت کا ہے اور چاہیے کہ بعد از طلوع ہونے فجر روز جمعہ کے
سفر نکرے کہ جمعہ کی نماز چھوڑ کر جانا بہتر نہین اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ جبتک دن گرم نہو اوترے نہین کہ سنت اسیطرح ہے
اور اکثر رات کو راہ چلا کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ رات کو چلا کرو کہ راہ رات مین لپیٹی جاتی ہے یعنے مسافت تھوڑی
معلوم ہوتی ہے لیکن یہ اس صورت مین ہے کہ خوف و خطر نہو اور رفیق بہت ہوں اور جب بلندی پر چڑھے تو تکبیر یعنے
اللہ اکبر کہے اور جب نشیب مین آوے تو تسبیح یعنے سبحان اللہ کہے اور جب قریب پہونچے منزل کے تو کہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَخَیْرَ اَهْلِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَشَرِّ مَا فِیْهِ

یا اللہ مین مانگتا ہون تجھسے بھلائی اس منزل کی اور بھلائی اسکے رہنے والونکی اور پناہ مانگتا ہون تجھسے برائی اس منزل سے اور برائی اوس چیز سے کہ اسمین ہی

اَللّٰهُمَّ اصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّهَا وَشَرَّ اَهْلِهَا اور جب اوترے منزل پر تو چاہیے کہ دو رکعت نماز کی ادا کرے اور کہے
یا اللہ پھیر مجھسے برائی اسکی اور برائی

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور جب رات ہو تو کہے

پناہ مانگتا ہون ساتھ کلمون اللہ کے کہ پوری ہین ایسے کلمے کہ نہین تجاوز کرتا انسے بھلا اور نہ برا برائی اوس چیز سے کہ پیدا کی

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْكِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْكِ وَ

ای زمین پروردگار میرا اور رب تیرا اللہ ہے پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے تیری برائی سے اور برائی اوس چیز کی جو پیدا کیگئی تجھمین اور برائی اوس چیز کی کہ چلتی ہے تجھپر

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّ

پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے برائی شیر سے اور اژدہا کالے سے اور ہر طرح کے سانپ اور بچھو سے اور برائی شہر کے رہنے والون سے اور برائی جننے والے سے اور

مَا وَلَدَ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ کہا جبیر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ

بیٹے سے اور واسطے اللہ ہی کے ہے وہ چیز کہ سکونت پکڑتی ہے رات اور دن مین اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

علیہ وسلم نے کہ چاہتا ہے تو ای جبیر کہ جب نکلے تو سفر مین یہ کہ ہو وے بہتر یارون اپنے سے ہیئت مین یعنے صورت و حال مین اور بہت زیادہ انکا از روی توشہ کے یعنے بہت مال والا اور بہت فراخی اور کمال و جمال والا ہو جاوے تو عرض کیا مینے کہ ہان چاہتا ہون فدا ہون تجپر مان باپ میرے فرمایا آنحضرت نے کہ پس پڑھ یہ پانچ سورتین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور شروع کر ہر سورہ کو ساتھ بسم اللہ کے اور ختم کر قراۃ اپنی ساتھ بسم اللہ کے یعنے سب چھ ہونگی کہا جبیر نے اور تھا مین غنی بہت مال والا پس تھا مین کہ نکلتا سفر مین پس ہو جاتا مین بہت تباہ حال یارون سے ہیئت مین اور کمتر اونسے توشہ مین یعنے باوجود کثرت مال کے بدحلیۃ اور مفلس ہو جاتا تھا مین بسبب ضایع ہونے مال کے اور بے برکتی کے پس ہمیشہ ہو نہین جبسے کہ سیکھین مینے یہ سورتین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مداومت کی انکے پڑھنے کی بہترین انکے سے ہیأت مین اور زیادہ ترین انکے سے توشہ مین یہانتک کہ پھرتا ہون مین سفر اپنے سے نقل کی یہ ابو یعلے نے اور منزل پر اوتر کر پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا
پناہ مانگتا ہون مین ساتھ کلمون اللہ کے کہ پورے ہین برائی اوس چیز سے
خَلَقَ کہ اسکی بڑی فضیلت آئی ہے معقل بن یسار صحابی سے روایت ہے کہ جسنے یہ دعا پڑھی تو تعین ہوتے ہین اوسپر
پیدا کی
ستر ہزار فرشتے کہ دعا بخشش کی کرتے ہین اسکے لیے اور اگر مرتا ہے تو شہید مرتا ہے یہ روایت ملا علی قاری نے حصن حصین کی شرح مین نقل کی ہے اور صحیح مسلم مین روایت ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ آجکی رات ایک بچھو کے کاٹنے سے کیا ایذا اوٹھائی یعنے فرمایا آگاہ ہو اگر کہتا تو جس وقت کہ شام کرتا اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو ضرر نہ پہونچاتا تجکو اور جو کوئی منزل پر اوتر کر یہ پڑھے تو نہین ضرر کرتی اوسکو کوئی چیز

وَالِدٍ یعنی دیو فرے ۱۲ وَمَا وَلَدَ یعنی اولاد اور بعض نے کہا وَالِدٍ یعنی جنات اور آدمی ۱۲ وَمَا وَلَدَ یعنی آدمی یا ابلیس ۱۲ وَالِدٍ یعنی آدمی یا اولاد ابلیس ۱۲

جبتک کوچ کرے یہ روایت مشکوۃ مین ہے اور ابن نجار نے اپنی تاریخ مین روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ نقل کرتے ہین
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے کہ جو کوئی ارادہ کرے سفر کا پس پکڑے دونو بازو دروازہ اپنے گھر کے دروازے کے اور پڑھے
گیارہ بار قل ہو اللہ احد تو نگاہبان رہتا ہے اللہ تعالی نگہبان اسکا یہانتک کہ پھر آوے یہ روایت تفسیر در المنثور مین ہے اور باقی
دعائین تفصیل سے کتاب حصن حصین وغیرہ مین منقول ہین انکو چاہئے سو پڑھے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ روز و شب
مین محافظت اور احتیاط سے رہے وہان تنہا نہ چلے اور قافلہ سے الگ نہو شاید کہ کوئی گماشتہ ہو یا ہمراہی سے
رہجاوے اور راتمین جاگتا رہے اور بیخبر نہ سووے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اول شب سفر مین سوتے
تو بازو اپنا نیچے سر مبارک کے بچھاتے اور آخر شب مین سوتے تو بازو کھڑا کرکے سر ہتیلی پر رکھکر سوتے تھے کہ اس سے بہت
غفلت نہین ہوتی سونے مین اور جلدی جاگ اٹھتا ہے اور مستحب یہ ہے کہ راتکو نوبت بنوبت جاگتے رہین اور جب کوئی
دشمن یا درندہ راتمین یا دن مین قصد ایذا کا کرے تو آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
پڑھے اور پناہ ساتھ خدا کے ڈھونڈے اور توکل اوسپر کرے اور مدد اوس سے چاہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ اگر سوار ہو تو
سواری پر رحم کرے اوسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ رکھے اور منہ پر نہ مارے کہ ہر جاندار کے منہ پر مارنا منع ہے اور سواری پہ
سووے نہین تا گران نہو یعنے نیند کی حالت مین بوجھ بہت ہو جاتا ہے بدنکا پس سووے نہین اور اگر تھوڑی سی دیر اوتر لیا
کرے سواری پر سے تو اسمین بہت مہربانی اور رحم ہے اسپر اور بعضے اگلے بزرگ وقت کرایہ کے شرط کر لیتے تھے کہ سواری
پر سے اوترینگے نہین اور اسکے مقابلہ مین کرایہ زیادہ دیتے تھے اور بعد ازان اوترتے تھے کہ اسمین احسان ہو جانور پر بھی
اور کرایہ کو دینے والے پر بھی یعنے شرط کی تھی کہ اوترینگے نہین اور اسکے عوض مین کرایہ بھی زیادہ دیا اور باوجود اسکے جو
اوترے رحم کرکے جانور پر تو احسان جانور پر بھی ہوا اور اوسکے مالک پر بھی اور جو کوئی جانور پر زیادتی
کریگا روز قیامت کے اوس سے پوچھا جاویگا اور چاہیے کہ مکاری سے کرایہ مین قصہ جھگڑا نکرے کہ آسانی اور چشم پوشی
کرنی معاملات مین فضائل اعمال سے ہے اور چاہیے کہ زیادہ اوس چیز سے کہ شرط کی ہے نہ لادے جانور پر اگرچہ فقہانے
شی قلیل مین توسعہ کیا ہے یعنے اجازت دی ہے لیکن طریقہ اہل ورع کا یہ نہین ہے اسلیے کہ احتیاط اسمین ہے
اسلیے کہ جرأت کرنی تھوڑی سی زیادتی پر رفتہ رفتہ بہت سی زیادتی کیطرف کھینچ لیجاتی ہے اور جو کوئی محل شبہے سے پرہیز نکرے
حرام مین پڑجاتا ہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ جن چیزونکی حاجت بہت پڑتی ہے مانند مسواک اور کنگھی اور مانند
انکے ہمراہ رکھے حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسافرت مین سرمہ دانی اور آئینہ اور مسواک اور کنگھی
اور مقراض اور قارورہ ہمراہ لیتے تھے اور سرمہ لگانا نزدیک سونیکے سنت ہے فرمایا ہے آنحضرت نے کہ لازم پکڑو تم
سرمہ لگانیکو نزدیک سونیکے اسلیے کہ وہ زیادہ کرتا ہے بینائی کو اور اوگاتا ہے بالونکو یعنے پلکونکو اور ہر آنکھ مین تین
سلائیان لگاوے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ داہنی آنکھ مین تین سلائیان اور بائین مین دو لگاوے اور صوفیے

چھاگل اور رسی کو زیادہ کیا ہے یعنے یہ بھی رکھتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ جس فقیر کے ساتھ چھاگل اور رسی ہے
دلیل ہے اوسکے نقصان دین اور رکھنا اسکا واسطے احتیاط طہارت پانی کی اور دھونے کپڑے کے ہے یعنے چھاگل اسلیے ہے
کہ پانی محفوظ و پاک ہے اسمین اور رسی واسطے خشک کرنے دھوئے ہوئے کپڑونکے اور واسطے پانی کھینچنے کے ہے اور
متقدمین یعنے صحابہ اور تابعین نے اکتفا تیمم پر بھی کیا ہے اور کپڑے زمین پر خشک کر لیتے تھے اور یہ نہایت تجربہ ہے
پس چھاگل اور رسی رکھنی بدعت ہے ولیکن بدعت حسنہ ہے اور بدعت بری وہ ہے کہ تغیر کرے سنت قدیمہ کو اور جو چیز
کہ مددگار ہو سنتونکی وہ مستحسن ہے اور احتیاط طہارت ظاہر مین خوب ہے جبتک کہ نہو سبب فوت ہونے اوس عمل کی کہ افضل
ہے اوس سے اور اگر بسبب فوت ہونے ایک ایسے امر کی ہو کہ افضل ہے اوس سے تو خوب نہین ہے وہ احتیاط اسلیے کہا ہے
علمانے کہ عالم کو چاہیے کہ آپ کپڑے نہ دھوے اگر قدرت دھلانیکی رکھتا ہو اسلیے کہ اس مدت مین مشغول علم مین نہین ہونیکا
کہ افضل اعمال ہے اور بعضی کہ واسطے وضو کے راہ دور دراز جاتے ہین تا جاری پانی پر پہونچین حقیقت مین عبث کرتے
ہین کیون اس زمانہ مین مشغول ذکر و فکر مین نہون کہ عمل دل کا ہے اور یہ مخالف عمل صحابہ اور متقدمین کے ہے کہ انکو صاف
کرنا دلکا ضرور تر تھا ستھرا کرنے بدن سے یہانتک کہ صحابہ بعض اوقات بعد از کھانیکے ہاتھ نہ دھوتے تھے اور پانو کے تلوے سے
ہاتھ کو صاف کر لیتے تھے بسبب اسکے کہ کمال مستغرق ہوتی تھی اوقات انکی عمل قلبی مین اور فرصت نہوتی تھی اسکی کہ مقید ہون
ہاتھ دھونیکے اور جملہ آداب سفر سے کہ متعلق ساتھ حالت پھرنیکے طرف وطن کے ہے یہ ہے کہ جب قریب اپنی منزل کے پہونچے تو
پہلے آنیکے کسیکو گھر مین بھیجے اور ایکایک چلا آوے کہ حدیث مین اوس سے منع کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف
لاتے سفر سے تو اول مسجد مین آتے اور دو رکعت ادا کرتے بعد ازان گھر مین آتے اور چاہیے کہ واسطے گھر والونکے اور
اقربا اور دوستونکے تحفہ لاوے بحسب مقدور کے کہ یہ سبب فرحت دل اور باعث ازدیاد محبت کا ہے اور جملہ آداب سفر سے
کہ متعلق ساتھ باطن کے ہے یہ ہے کہ نیت سفر مین کار آخرت کی ہو یا اوس چیز کی کہ مددگار ہو کار آخرت مین اور اگر سفر سبب
زیادتی دین کا نہو تو نکرے اور جب عزیمت اپنے دلکی متغیر پاوے تو توقف کرے یا پھر آوے اور چاہیے کہ ہر شہر کے داخل ہونے مین
قصد دیکھنے بزرگون اوسکے کا ہو اور کوشش اسمین کرے کہ ہر ایک سے طلب فائدہ کی چیز کرے اگرچہ ایک ہی بات ہو اور قصد
فائدہ کی چیز طلب کرنیسے نفع اوٹھانا ہو اوس سے نہ بیان کرنا اوسکا اور قصہ خوانی اور جو کچھ کہ سفر مین دیکھے عجائب و غرائب
اوسکو بھی بیان نکرے اور یہ نہایت ریاضت ہے اور اگر بیان بھی کرے تو بقدر حاجت کے کرے اور کسی تقریب سے کہے اور کسی شہر
مین زیادہ سات یا دس دن سے قیام نکرے مگر یہ کہ جس شیخ کی زیارت کو گیا ہو وہ حکم کرے زیادہ رہنے کا اور اگر کسی طرح بھائی سے
ملے تو زیادہ تین روز سے اوسکے یہان نہ ٹھیرے کہ یہ حد ہے ضیافت کی مگر کہ اوسکو جدائی تیری ناگوار ہو اور مصر ہو زیادہ
رہنے کے لیے اور اگر قصد کسی شیخ کی زیارت کا کرے تو زیادہ ایک روز و شب سے نرہے یعنے اسلیے کہ بزرگونکو تکلیف دینی
اچھی نہین اور سفر مین عیش و عشرت مین مشغول نہو کہ اس سے برکت سفر کی جاتی رہتی ہے اور جس شہر مین جاوے

اور اپنا بار بزرگوں کو دوستون کے ساتھ قرب نسبت فضیلت کے بیٹھے اول جو بہت بڑا ہو بزرگی سے بعد اوس سے کم درجہ والے سے
پھر اوس سے کم سے اور اگر بزرگ گھر میں ہو تو اوسکے دروازے کو نہ کھٹکھٹاوے اور تکلیف نکلنے کی اوسکو نہ دے بلکہ منتظر بیٹھا رہے
تا وہ آپ نکلے اور جب وہ نکلے تو ادب سے اوسکے آگے بیٹھے اور بغیر پوچھے بات نکرے اور اگر پوچھے تو بقدر سوال کے جواب دے
اور اوس سے مسائل پوچھے اور سلوک کے بابت پوچھے اور جس شہر میں جاوے وہاں کے صلحا کی قبر کی زیارت کرے اور اگر
بیچ جماعت کے تو وہاں کے بزرگ [illegible] اور بدون ضرورت کے اپنی حاجت کسی سے ظاہر نکرے اگرچہ جانتا ہو کہ وہ
قبول کریگا اور راہ میں ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور بہتر یہ ہے کہ ذکر دلمیں کرے لوگوں کو سناوے نہیں اور اگر کوئی اوس سے
کچھ بات پوچھے تو ذکر کو ترک کرے اور جواب دے بعد ازان پھر ذکر کریگا کہ اسکو بہت دخل ہے اپنے حال کے پوشیدہ کرنے میں
[illegible] اور اگر اسکو خدمت صلحا اور فقرا کی ہاتھ لگے تو سفر نکرے کہ مقصود سفر سے یہی ہے پس اسصورت میں
سفر کرنا [illegible] نعمت ہے کہ اس نعمت کی قدر نکی اور سفر بیفائدہ اختیار کیا اور جب سفر میں کچھ تقصیر و نقصان معائنہ
کرے [illegible] کہ شہر میں رکھتا تھا جانے کہ یہ سفر غلطی ہے پس پھر آوے اور چاہیے کہ ارادہ کرنیوالا سفر کا دل خواہش
نفسانی کو اپنے [illegible] سے دور کرے تا سفر میں خوار نہو ورنہ جو تابع خواہش نفس کا ہے ہمیشہ خوار ہے اور جملہ آداب
سفر سے [illegible] واجبات [illegible] ہے کہ پہلے سفر کے رخصتیں شرع کی کہ احتیاج ہوتی ہے اونکی سفر میں اور پہچاننا قبلہ
کا اور [illegible] نماز کا اور [illegible] اس قسم کے علم سے کہ متعلق ہے ساتھ سفر کے سیکھے تا سفر اسکا باعث گمراہی کا نہو
واللہ الموفق باب ساتواں بیچ امر معروف اور نہی منکر کے اور اس باب میں سات فصلیں ہیں **فصل پہلی بیچ**
فضیلت امر معروف اور نہی منکر کے بیان کہ امر معروف اور نہی منکر فرائض میں سے ہیں بموجب آیتوں اور حدیثوں
اور [illegible] کے ولیکن فرض کفایہ ہیں نہ فرض عین اگر ایک شخص مسلمانوں میں سے بجا لاوے تو ساقط ہو جاتا ہے
اور [illegible] حکم فرض کفایہ کا ہے قرآن مجید میں فرماتا ہے اللہ تعالی كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تھے تم بہتر امت کہ نکالے گئے واسطے لوگوں کے
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اچھا ہونا اس امت کا بیان کیا ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے اور
بھی فرمایا ہے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور قرآن میں مانند اسکے
آیتیں دلالت کرنیوالی امر معروف اور نہی منکر کی بہت سی آئی ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ کلام بنی آدم کے سب باعث
ضرر کے ہیں مگر امر معروف اور نہی منکر اور ذکر حقتعالی کا اور حدیث میں آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت نے ساتھ ایک جماعت
صحابہ کے خطاب کیا اور فرمایا کہ کیسا حال ہوگا تمہارا اوسوقت میں کہ سرکشی کرینگی عورتیں تمہاری اور فسق کرینگے
جوان تمہارے اور ترک کروگے تم اپنے جہاد کو عرض کیا صحابہ نے کہ آیا یہ ہونا ہے یا رسول اللہ فرمایا ہاں سوگند اوس
خدا کی کہ ذات محمد کی بیچ قبضہ قدرت اوسکے ہے قریب ہے کہ ایسی چیزیں واقع ہونگی کہ سخت تر اور بدتر اس سے ہیں
کہا صحابہ نے سخت تر اس سے کیا ہوگا یا رسول اللہ فرمایا کیسا ہوگا حال تمہارا اوسوقت کہ معروف کو منکر دیکھوگے
اچھی بات کو برا

اور منکر کو معروف کہا صحابہ نے کہ یہ بھی ہوتا ہے یا رسول اللہ فرمایا ہاں اس سے بھی زیادہ سخت ایک چیز واقع ہوگی کہا
صحابہ نے کہ وہ کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا جس وقت کہ امر کروگے تم ساتھ منکر کے اور منع کروگے معروف سے اخیر تک
فرمایا یعنی یہ حدیث بڑی ہے ساری حدیث بیان فرمائی آور یہ بھی حدیث میں ہے کہ اوترتی ہے لعنت اس شخص پر کہ حاضر ہو
ایسی جگہ کہ ظلم کرتے ہیں لوگ اور وہ دفع نکرے اس ظلم کو اور موافق اس حدیث کے گوشہ نشینی واجب ہوتی ہے اور جو عاجز ہو
منع کرنیسے عذر نہیں ہوتا ہے اسلیئے کہ اگر عاجز ہے تو چاہیئے کہ اسپر حاضر نہو اور اسی جگہ سے اختیار کیا ہے اگلے بزرگون نے
عزلت کو جیسیکہ بیچ فائدون عزلت کے گذرا اور ممنوع حاضر ہونا قصدًا ہے اور اگر حاجت ضروری ہو یا اتفاقًا اوسکا اوسپر
گذر ہو تو معذور ہے اور معنی عجز اور قدرت کے ظاہر ہونگے بیشتر اور ہر گاہ اتفاقًا گیا اور منع نہیں کر سکتا تو عاجز ہے اور
اگر قصدًا گیا تو یہ عاجز نہیں ہے بلکہ گویا قدرت رکھتا ہے اور اس صورت میں ماخوذ ہوگا پہلی صورت میں آور یہ بھی حدیث
میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آیا ہلاک ہوتا ہے وہ گانو کہ جسمیں صلحا بستے ہیں
فرمایا ہاں کہا صحابہ نے کہ کس سبب سے فرمایا بسبب سہل جاننے اور سکوت کرنے انکے گناہوں سے اور یہ بھی حدیث میں
آیا ہے کہ حقتعالی نے وحی بھیجی ایک فرشتہ کو اپنے فرشتوں میں سے کہ الٹدے فلانے شہر کو اوسکے بسنیوالون پر ابھی اولٹدے
کہا اوس فرشتہ نے کہ اے رب میرے اوسمیں ایک بندہ ہے تیرا بندہ نیک جس نے ہرگز تیرا گناہ نہیں کیا ہے فرمایا کہ اسپر بھی مار
کہ ہرگز منہ اوسکا متغیر نہیں ہوا ہے بسبب گناہ خلق کے آور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ حقتعالی نے عذاب کیا ایک گانو والونکو
کہ اسمیں اٹھارہ ہزار آدمی ہونگے کہ عمل اونکا مانند عمل انبیا کے ہوگا بسبب ترک کرنے انکے امر معروف اور نہی منکر کو اور
حدیث میں آیا ہے کہ وہ لوگ کہ حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور دوست رکھتے ہیں اللہ اور بعض کہتے
ہیں اللہ وہ بہشت کے بالاخانوں میں ہونگے کہ وہ اوپر ہیں شہدا کے بالاخانوں سے اور ہر بالاخانہ کے تین تین لاکھ دروازے
ہونگے یاقوت و زمرد کے اور ہر ایک کا انمیں سے تین تین سو حورون سے نکاح کیا جاویگا جبکہ انکی طرف نظر کریگا وہ کہینگے کہ
یاد رکھتا ہے تو کہ فلانے وقت میں حکم اچھی بات کا اور منع بری بات سے کیا تھا تو نے اور ہم جزا اوسکی ہیں آور یہ بھی حدیث
میں آیا ہے کہ افضل شہدا وہ شخص ہے کہ حاکم ظالم کو حکم کرے اچھی بات کا پس مارا جاوے اوسمیں منزل اوسکی بہشت میں درمیان
حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہما کے ہوگی ف حضرت حمزہ چچا ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت جعفر
بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہما کے یہ دونو صاحب شہید ہوئے ہیں اور بڑی بزرگی رکھتے ہیں پس انکے ساتھ ہوگا یہ شخص بھی
آور اقوال صحابہ کے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت میں بیشمار ہیں حذیفۃ الیمان رضی سے پوچھا لوگون نے
کہ درمیان زندون کے مردہ کون ہے فرمایا وہ شخص ہے کہ انکار نکرے گناہ کا ساتھ ہاتھ اور زبان اور دل کے یعنی چاہیئے یون
کہ گناہ کی چیز کو ہاتھ سے مٹاوے ورنہ ہو سکے تو زبان سے منع کرے اور یہ بھی نہو تو دل سے تو برا جانے اور جنسے کچھ بھی نہوسکا
انمیں سے وہ بمنزلہ مردہ کے ہے آور یہ بھی حذیفہ نے فرمایا کہ نزدیک ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آویگا کہ مردار گدھے کا انکو اچھے

مجبور بیشتر ہوگا اوس مسلمان سے کہ امر و نہی کریں اونکو اور حضرت امیر المومنین عمرؓ سے منقول ہے کہ نہ انکار کرنا گناہ کا سامنے
دل کے سفید اور زندہ ہونا دل کا ہے اور آیا ہے کہ کعب احبار نے ابومسلم خولانی سے پوچھا کہ قدر اور مرتبہ تیرا تیری قوم
مین کیسا ہے کہا اچھا ہے کہا توریت تو غیر اسکے کہتی ہے کہا ابومسلم نے کہ کیا کہتی ہے کہا کعب نے کہ توریت یہ کہتی ہے کہ جو کوئی
امر کرے ساتھ معروف کے اور منع کرے منکر سے مرتبہ اسکا اوسکی قوم مین خوار و بیقدر رہتا ہے اونکے آگے کہا ابومسلم نے کہ سچ
کہتی ہے توریت اور جھوٹ کہتا ہے ابومسلمؓ حاصل کعب کے قول کا یہ ہے کہ توریت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ امر معروف اور نہی منکر کے سبب سے لوگ بغض رکھتے ہین اور خوار و ذلیل جانتے ہین پس تم جو کہتے ہو کہ لوگ مجھکو اچھا
جانتے ہین تو معلوم ہوا کہ تم امر معروف اور نہی منکر نکرتے ہوگے پس ابومسلم نے اقرار کیا اپنے قصور کا کہ توریت سچ
کہتی ہے مین قاصر ہون اسمین اور واقع مین مین اچھا نہین اگرچہ لوگ مجھے اچھا جانین اور حاصل یہ کہ امر معروف اور
نہی منکر واجب ہے باوجود قدرت رکھنے کے اسپر اور ادنی درجہ اسکا یہ ہے کہ انکار کرے دل سے اور اگر ایک شخص قوم مین سے
اسکو اختیار کرے تو سب سے ساقط ہوجاتا ہے **فصل دوسری بیچ شرائط محتسب کے** یعنے امر معروف اور نہی منکر کرنیوالے کے
جملہ شرائط محتسب سے یہ ہے کہ وہ مکلف ہو یعنے عاقل اور بالغ ہو پس احتساب دیوانہ پر اور لڑکے پر واجب نہین
دیوانہ تو ظاہر ہے کہ وہ صلاحیت اسکی نہین رکھتا اور لڑکا وہ بھی چونکہ مکلف احکام شرعیہ کا نہین ہے اسپر بھی
واجب نہین لیکن جائز ہے اسلیے کہ فعل سے ممکن ہونیکے لیے نری عقل و تمیز کافی ہے پس لڑکے مراہق کو کہ نزدیک
بالغ ہونیکے پہونچا ہو پہونچتا ہے کہ انکار منکر کا کرے اور شراب کو اوندھا دے اور باجونکو اور کھیل کی چیزونکو توڑ ڈالے اور
کسیکو نہین پہونچتا ہے کہ اوسکو منع کرے اسلیے کہ وہ اہل ثواب و عبادت کا ہے اگرچہ اہل ولایت نہین ہے اور احتساب
ایک قسم ہے عبادتون مین سے اور اسلیے غلامون کے لیے اور عوام رعیت کے لیے ثابت ہے اگرچہ انکو معنی ولایت کے
نہین ہین لیکن نرا ایمان کافی ہے بیچ ثبوت مثل اس ولایت کے مانند قتل کرنے مشرک اور باطل کرنے اسباب اوس
چھین لینے ہتیارون اوسکے اسلیے کہ لڑکا اور بالغ برابر ہین اسمین اور منع کرنا فسق سے بیچ حکم منع کرنیکے کفر سے ہے
اور جملہ شرائط محتسب سے ایمان ہے اسلیے کہ احتساب نصرت اور مدد کرنے دین پر ہے اور جو کہ دشمن دین کا ہے وہ اہل
نصرت اور مدد کرنے دین کا کیونکر ہوگا پس کافر اہل احتساب نہین ہوگا لیکن فاسق کو پہونچتا ہے کہ امر معروف اور
نہی منکر کرے اسلیے کہ یہ فی نفسہ ایک عبادت ہے خواہ آپ بموجب اسکے عمل کرے یا نکرے اور عمل کرنا اسپر ایک عبادت
دوسری ہے حدیث مین آیا ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم امر نکرین ساتھ معروف
کے یہانتک کہ عمل نکرین ہم اوسپر اور منع نکرین ہم منکر سے جبتک کہ پرہیز نکرین ہم اوس سے فرمایا کہ امر کرو ساتھ معروف کے
اگرچہ سب اچھی باتین نکرو اور منع کرو یعنے بری باتوں سے اگرچہ سب سے پرہیز نکرو ولیکن احتساب کئی طرح پر ہے کبھی
ساتھ وعظ و نصیحت کے ہے اور کبھی ساتھ ضرو مارنیکے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا اور فاسق کو نہین پہونچتا ہے کہ

وعظ و نصیحت کریں اوسجگہ مین کہ فسق اوسکا معلوم ہو نہ اس سبب سے کہ حرام ہے بلکہ اس سبب سے کہ یہ نفع نہین رکھتا اور فائدہ
اسپر مترتب نہوگا ولیکن قہر و زجر مانند اوندھا دینے شراب کے اور توڑ ڈالنے کھیلکی چیزونکے اور مانند اسکیکے واجب ہے
اور بعضون نے شرط کی ہے عدالت یعنے نیکوکاری احتساب مین اور دلیل پکڑتے ہین ساتھ دلیلون نقلی و عقلی کے
نقل تو یہ آیت اللہ تعالی کی ہے أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ اور دلیل انکی یہ آیت ہے
کیا حکم کرتے ہو تم لوگونکو ساتھ نیکی کے اور بھولتے ہو اپنے نفسون کو
لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات گذرا مین ایک
کیون کہتے ہو وہ چیز کہ نہین کرتے تم
قوم پر کہ دہانے اونکے آگ کی مقراضون سے کاٹتے ہین فرشتے کہا مینے کہ کون ہو تم ای جماعت حرد نکی کہا کہ ہم وہ
جماعت ہین کہ لوگونکو امر معروف اور نہی منکر کرتے تھے اور آپ نکرتے تھے اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ حقتعالی نے
وحی بھیجی حضرت عیسے علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو کہ ای بیٹے مریم کے اول اپنے تئین نصیحت کر جب آپ نصیحت قبول
کرنیوالا ہووے تو بعد اسکے لوگونکو کر وگرنہ شرم رکھو مجھسے اور جواب ان دلیلونکا یہ ہے یہ انکار ہے بسبب ترک کرنے عمل کے
نہ بسبب حکم کرنے اسیکے پس حاصل یہ ہے کہ جبسیکہ لوگونکو حکم کرو آپ بھی کرو نہ یہ کہ اگر آپ نکرو تو اونکو بھی نکہو اسلیے
کہ شک نہین ہے کہ امر کرنا غیر کو دلالت کرتا ہے اوپر قوت علم کے اور مواخذہ عالم پر سخت تر ہے اسلیے کہ ملامت آنکھون والے پر
کہ کنوی مین گر پڑے زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اندھے کے اگر اوسکے اختیار مین ہووے حدیث عیسی علی نبینا وعلیہ السلام
کی پس اسمین منع ہے نصیحت غیر کے سے بغیر نصیحت قبول کرنے اپنے کے پس معلوم ہوا کہ یہ خوب نہین ہے اور یہ بھی ہے
کہ اوسمین کہا کہ شرم رکھو اور اس سے لازم نہین آتا کہ حرام ہو بلکہ مناسب و خوب نہین ہے اور اسمین شک نہین کہ ترک کرنا
عمل کا اور حکم کرنا ساتھ اوسکے ہرچند کہ عبادت ہے لیکن چونکہ متضمن ترک کرنے ایک عبادت دوسری کا ہی خالی قباحت
سے نہین بموجب عرف کے اور عقلی دلیلونمین سے ایک تو یہ دلیل ہے کہ ہدایت غیر کی شاخ ہے آپ ہدایت قبول کرنیکے
اور اسیطرح سیدھا اور درست کرنا غیر کا شاخ ہے استقامت اور صلاحیت نفس اپنے کی اور جو کہ آپ صالح نہین ہے
وہ دوسریکو کیونکر صالح کریگا اور سیدھا ہونا سایہ کا باوجود کجی لکڑیکے محال ہے یعنے ٹیڑھی لکڑیکا سایہ سیدھا کیونکر ہوگا
اور یہ دلیل وہمون قوت خیالیہ سے ہے نہ دلیلون عقلیہ سے اور قیاس معقول کا ساتھ محسوس کے ہے اور جواب دلیلون
عقلیہ سے یہ ہے کہ اگر امر کرنا غیر کا ساتھ ترک کرنے عمل کے جائز رکھین ہم بلحاظ اسکے کہ وہ فی نفسہ ایک عبادت ہے
اور عمل عبادت دوسری پس جائز ہو جبسیکہ اگر کوئی کہے کہ مین وضو کرتا ہون اور سحر کھاتا ہون ہرچند کہ نماز نہ پڑہون
اور روزہ نرکھون اسلیے کہ وضو کرنا اور سحر کھانا فی نفسہ ایک عبادت ہے اور نماز و روزہ عبادت دوسری
حال آنکہ یہ بات نامشروع و نامقبول ہے اور یہ دلیل بھی فاسد ہے اسلیے کہ وضو اور سحری کھانی بغیر قصد
نماز روزہ کے عبادت نہین ہے اور غرض وضو سے نماز ہے اور سحر کھانیسے روزہ پس بغیر اسکے مقبول نہین ہے
پر امر کرنا غیر کو مقصود اوس سے عمل نفس اپنی کا نہین ہے تا بغیر اسکے درست نہو اور جملہ دلیلون سے یہ ہے کہ اگر ایک مرد

عرف یعنی لوگونکا اچھی بات کہنا ہے جو اور آپ نہین کرتے ہو
سلہ محسوس وہ کہ ایک چیز معلوم ہو ظاہر اور معقول وہ کہ عقل مین ہو اور ظاہر معلوم ہو پس ترکی دلیل یہ اوسکا محسوس ہے اور کیکو اچھی بات بتانا اور درست کرنا معقول ہے پس معقول قیاس محسوس پر کیونکر کیجاوے ۱۲ منہ

ایک عورت سے زنا زبردستی کرے اور عورت اپنے اعضا کو کھلا رکھے اور مرد اوس حال مین اوسپر احتساب کرے اور
کہے کہ اپنے اعضا کو ڈھانک کہ کھولنا ستر کا نامحرم کے آگے حرام ہے تو شک نہین ہے کہ یہ احتساب مشغول ہوگا اور جواب
اس دلیل کا یہ ہے کہ برائی اس احتساب کی اس جہت سے نہین ہے کہ وہ منع کرتا ہے فعل حرام سے بلکہ یہ جہت مستحسن ہے
اسلیے کہ ڈھانکنا ستر کا واجب ہے اور واجب بسبب زنا کے حرام دوسرے کے حرام نہین ہوتا بلکہ برائی اور قباحت اسکی
اس جہت سے ہے کہ اوسنے اس حالت مین ترک فرض کا کیا اور مشغول ہوا اس چیز مین کہ مقتضی کمال بخش ہے اور
موجب نفرت طبیعت اور انکار عقل کا ہے مانند نفرت طبیعت کے اوس کسی سے کہ اپنی بیٹی سے زنا کرے لیکن کھانا غصب سے
یا بہ غیر تکبیر کے اور گواہی جھوٹی سے اور غیبت سے باز رہے پس نہین کہتے ہین ہم کہ پرہیز کرنا اوسکا طعام غصب کیے ہوے اور باز رہنا
اسکا غیبت سے نامشروع ہے بلکہ کہتے ہین ہم کہ عذاب واسطے ایسے اوس کسی کے کہ طعام حرام بھی کھاوے اور زنا بھی کرے
زیادہ ہوتا ہے اوس کسی سے کہ ایک چیز کرے اور دوسری چیز سے کہ ایسی ہی ثواب اوس کسی کا کہ دوسرے کو حکم کرتا ہے اور
آپ بھی عمل کرتا ہے زیادہ ہے اوس کسیلیے ثواب سے کہ ایک ہی چیز کرے تو نفس اور جملہ دلیلون عقلی سے یہ ہے کہ اس تقدیر پر
احتساب کافر کا بھی مسلمان پر جائز ہو اسلیے کہ کہنا کافر کا مسلمان کو کہ زنا مت کر فی نفسہ حق ہے اور کرنا اسکا کفر کو منافی
اسکے نہین ہے حالانکہ کہا ہے علمانے کہ احتساب کافر کا مسلمان پر جائز نہین اور جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ منع کرنا احتساب
کافر کا مسلمان پر اس جہت سے نہین ہے کہ کلام اسکا فی حد ذاتہ حق نہین ہے بلکہ اس سبب سے ہے کہ احتساب متضمن ایک
طرح کی حکومت اور تحکم کو ہے اور کافر کو مسلمان پر حکومت ہی نہین وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا
(اور نہین مقرر کریگا اللہ واسطے کافرون کے اوپر مومنون کے راہ)
ولیکن فاسق چونکہ مسلمان ہے مستحق حکومت کا ہے فی الجملہ پس نہین کہتے ہم کہ کافر نا خوش ہووے اور عذاب پاویگا آخرت میں
بسبب کہنے اپنے کے مسلمان کو کہ زنا مت کر اس حیثیت سے کہ وہ بھی ہے زنا سے اور جملہ شرائط احتساب سے یہ ہے کہ
قادر ہو محتسب احتساب پر اور احتساب عاجز کا دل سے ہے کہ دل سے برا جانے اسلیے کہ جو خدا کو دوست رکھیگا اوسکی
نافرمانی کو بالضرور برا جانیگا اور اوس سے نیچے اور مرتبہ نہین ہے یعنے ادنی درجہ یہین ہے کہ دل سے برا جانے اور یہ بھی
نہو تو بڑا ہی نقصان ہے چنانچہ ایک روایت مین آیا ہے کہ جو کوئی جہاد کرے بددینونسے ساتھ ہاتھ اپنے کے پس وہ مومن
ہے اور جو کوئی جہاد کرے اونسے ساتھ زبان اپنی کے پس وہ مومن ہے اور جو کوئی جہاد کرے اونسے ساتھ دل اپنے کے
پس وہ مومن ہے اور نہین ہے سوا اسکے ایمان سے دانہ رائی کا یعنے رائی کے دانہ برابر بھی وہ ایمان نہین رکھتا انتہی
یہ ٹکڑا ہے حدیث کا کہ وہ مشکوۃ مین ہے اور اوسکے جملہ اخیر پر سید جمال الدین نے لکھا ہے کہ یہ اسلیے ہے کہ جسنے دلسے بھی
برا نجانا تو وہ راضی ہوا خلاف شرع پر پس ہوگا یہ کفر اور منع کرنا گناہ کا بسبب غیرت محتسب کے ہے یعنے جسکو غیرت اور حمیت
دین کی ہوگی وہی منع کریگا اور فاسق بیحیا کو کیا پروا ہے اسکی اور جو بیچارہ کہ قدرت نرکھے منع کی اوسکو سوا صبر کے کچھ
چارہ نہین کیا کرے روز و شب با خلق خدا غربیدہ نتوان کرد جاننا چاہیے کہ مراد عجز سے بھی عجز ظاہری نہین ہے بلکہ

خوف پہونچنے فتنہ کا بلکہ نہ نفع دینا امر و نہی کا بھی ثابت نہیں گرچہ ہین پس یہان کئی ہی احتمال ہونگے اول یہ کہ جانے کہ بات
میری نفع کریگی اور خوف کسی آفت کا بھی نہین ہے پس اس صورت مین تو احتساب واجب ہے اسلیے کہ یہان پوری قدرت
حاصل ہے اور دوسرے یہ کہ جانے کہ نفع نہین کریگی بات میری اور خوف ضرر کا بھی ہو اس صورت مین واجب نہین ہے
احتساب ہرگز بلکہ حرام ہوتا ہے بعضی جگہ ولیکن چاہیے کہ اوس جگہ حاضر نہو مگر کہ حاجت ضروری رکھتا ہو یا بزور لیجاوین
اور جلاوطن ہونا لازم نہین ہے گرچہ کہ جہ جبر بزرگ گناہ پر اور مجال بھاگنے کی ممکن ہو اور تیسرے یہ کہ نفع احتساب نکرے لیکن
خوف ضرر کا بھی نہو پس اس صورت مین بھی واجب نہین ہے اسلیے کہ غرض احتساب سے دفع کرنا گناہ کا ہے سو وہ ہوگا نہین
لیکن اگر واسطے اظہار شعار اسلام کے کرے تو مستحب ہے چوتھے یہ کہ نفع کرے لیکن ضرر لاحق ہو جیسے کہ شیشہ شراب کا یا مزامیر
کو توڑ دے ولیکن جانتا ہے کہ سر میرا توڑ ڈالینگے پس احتساب اس صورت مین بھی واجب نہین ہے لیکن حرام بھی نہین
ہے بلکہ کمال دین اور تقویٰ کا یہ ہے کہ اسقدر ضرر اللہ تعالیٰ کی راہ مین اوٹھاوے اور حدیث مین کلمۃ الحق کہنے کی کہ بادشاہ
ظالم کے فضیلت بہت واقع ہوئی ہے ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ بعضے حاکم سے ایک بات سنی تھی
چاہا تھا کہ انکار کرون اور جانتا تھا کہ مجھکو مار ڈالیگا پس مارے جانا مانع نہ تھا اوسکی نصیحت کو ولیکن بہت لوگ تھے
بیٹھے کہ نفس میرا اوس کہنے مین عجب پیدا کریگا پس ڈرا مین کہ مبادا بغیر اخلاص کے مارا جاؤن لیکن اگر کوئی ظالم
تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہو اوسکے ہاتھ مین پیالہ شراب کا ہو اور محتسب جانے کہ بمجرد دیکھنے کے قتل کروا دےگا تو
احتساب یہان کوئی وجہ نہین رکھتا بلکہ حرام ہے یا یہ کہ منع کرنا ایک کا گناہ سے سبب گناہ کرنے دوسرے شخص کا ہوگا
تو یہان بھی احتساب نکرے اسلیے کہ غرض احتساب سے منع کرنا گناہ خاص زید و عمرو کا نہین ہے بلکہ غرض باطل کرنا
اصل گناہ کا ہے اور جب یہ حاصل نہو تو احتساب کرنا بیفائدہ ہوگا اور رعایت کرنی مراتب منکرات کی لازم ہے
کہ دیکھے کہ جس منکر کو تغیر کرتا ہے مرتبہ اسکا اس منکر سے کہ بسبب احتساب کے پیدا ہوتی ہے کیسا ہی یعنے جسکو تغیر
کرتا ہے اگر مرتبہ اسکا کم ہے اوس سے یا برابر ہے تو احتساب نکرے اور اگر زیادہ ہے وہ بہ نسبت اسکے تو کرے اور گمان
اس باب مین حکم یقین مین ہے پس اگر گمان غالب پہونچنے ضرر کا ہو تو حکم یقین مین ہے اور بیچ صورت شک اور توہم
کے اختلاف ہے اور معتبر خوف مین سلامتی طبع اور اعتدال خلقت ہے یعنے بیچ مقدمہ امر معروف اور نہی منکر کے
خوف اسکا معتبر ہے کہ معتدل المزاج اور معتدل الخلقت ہو اسلیے کہ بزدل آدمی تھوڑی سی چیز سے ڈرجاتا ہے اور
دلیر ہو امور شاقہ پر جرأت کر بیٹھتا ہے پس معتبر شجاعت ہوگی کہ مرتبہ توسط کا ہے پس مرد شجاع کو خوف ہو تو اوسکا
اعتبار ہے اور نہین تو نہین اور یہی معتبر ہے کشتی کے سوار ہونے مین یعنے بعضے تو نہایت ڈرتے ہین کشتی کے
سوار ہونے سے اور بعضے کچھ ڈر نہین رکھتے اگر ہوا مخالف بھی ہو تو کشتی مین جا بیٹھتے ہین پس یہین بھی اعتبار متوسط کا
ہے کہ جو ہوا موافق مین نہین ڈرتے پس اگرچہ اسلام کے جانے مین ایسے لوگ ڈرین ڈوب جانیکے اور گمان غالب ہو

انکو ڈوب جانیکا تو انکا اعتبار ہے اور یہ معذور رہونگے نہ وہ لیکن بعضون نے کہا ہے کہ جسپر غالب ہو بزدلی تو بہتر نہین ہے اسکو سوار ہونا کشتی پر واسطے حج اسلام کے اور مختار اول ہی ہے اسلیے کہ رفع ہونا بزدلی کا ساتھ عادت اللہ کی اور تجربہ کے ممکن ہے واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ بیچ ضرر اور مکروہ کے کہ متوقع ہے پہونچنا اوسکا احتساب مین احوال مختلف ہے بعضونکو بات سخت مکروہ معلوم ہوتی ہے اور بعضونکو مارنا اور گالی دینا علی ہذا القیاس اور چیزین بنا بر اختلاف وضعون اور عادتون کے اور تفاوت حال ہر ایک کے بیچ عزت وحرمت کے اور تفصیل بیان کرنی اسکی مشکل ہے ولیکن بنایت اسکی یعنے قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہے کہ کہا ہے علمانے کہ مکروہ نقیض مطلوب کی ہے یعنے ایک تو ایسی چیزین ہین کہ جنکی خواہش رکھتا ہے آدمی اور انکے مقابلہ مین مکروہ ہے کہ اوسکو برا جانتا ہے اور مطالب خلق کے دنیا مین چار چیزین ہین ایک علم اور وہ متعلق ہے ساتھ روح کے اور دوسری صحت اور وہ متعلق ہے ساتھ بدن کے اور تیسرے ثروت اور وہ متعلق ساتھ مال کے ہے اور چوتھے جاہ اور وہ متعلق ہے ساتھ لوگونکے دلونکے اور معنی جاہ کے ہین مالک ہونا لوگونکے دلونکا جیسیکہ معنی ثروت کے مالک ہونا درہمونکا ہے اور جیسیکہ مالک ہونا درہمونکا وسیلہ حاصل ہونے مطالب کا ہے ایسی ہی مالک ہونا دلون کا واسطہ ہے حاصل ہونے مقاصد کا اور تحقیق جاہ کے معنون کے اور سبب میل طبیعت کا طرف اسکے ایک تفصیل رکھتا ہے اور حاصل یہ کہ مطلوب دنیاوی خالی ان چار چیزونسے نہین ہے اور طلب کرنا انکا یا تو اپنے لیے ہے یا واسطے اقربا اور دوستونکے اور جب مطلوب یہ ہوے تو مکروہ نہونا انکا ہوگا اور نہونا انکا یا تو ساتھ جاتے رہنے انکے ہے بعد حاصل ہونیکے یا ساتھ ممکن ہوتے حصول اور انتظار اسیکے زمانہ آیندہ مین اور جائز نہین ہے ترک کرنا احتساب کا اس قسم اخیر مین مگر وقت حاجت اور ضرورت کے ترک کرنا جائز ہے ف حاصل حضرت شیخ کے کلام کا یہ کہ پہلی قسم تو یہ ہوئی کہ مکروہ یہ ہے کہ وہ چیزین حاصل ہین اور جانتا ہے کہ احتساب کرونگا تو وہ چیزین جاتی رہینگی پس اس صورت مین ترک کرنا احتساب کا جائز ہے اور قسم اخیر یہ ہوئی کہ وہ چیزین ہین نہین لیکن ممکن اور متوقع ہے حاصل ہونا انکا اس صورت مین ترک کرنا احتساب کا وقت ضرورت کے جائز ہے بیان مفصل اسکا یہ کہ اگر نہ جانتا ہو ضروریات دین کو اور سوا ایک تعلیم کرنیوالے کے شہر مین کوئی اور ہو نہیں یا ہو لیکن سب مطیع اور تابع اوسکے ہون اور ظن غالب سے معلوم اسکو ہو کہ اگر احتساب کرونگا تو راہ حاصل کرنے علم کی بند ہو جائیگی اگر اس صورت مین احتساب ترک کرے تو جائز ہے اور بغیر ضرورت کے جائز نہین اور اگر بیمار ہو اور معالجہ مین انتظار صحت کا ہو اور جانتا ہو کہ اسکی تاخیر مین ضرر شدید ہوگا اور کوئی طبیب بہتر اوس سے نہین اگر اس صورت مین بری بات سے منع نکرے تو جائز ہے اور اگر ایک شخص ہو عاجز کسب اور سوال سے اور توکل مین یقین قوی ہو وے نہین اور سوای ایک شخص کے کوئی ہی نہین کہ اسکو کچھ دیوے اور جانتا ہے کہ اگر احتساب اسکو کرونگا تو راہ رزق کی بند ہو جاویگی اور مارے بھوک کے ہلاک ہو جاونگا اور یا رزق حرام مین پڑونگا تو اسمین بھی اگر بری بات سے منع نکرے تو جائز ہے اور اگر لوگ شریر درپے اسکے ایذا کے ہون اور اسکے دفع کرنیکی کوئی راہ ہو نہین سوا اسکے کہ آگے

سلطان یا حاکم کے جاہ رکھتا ہو اور وہ حاکم ایسا ہو کہ شراب پیتا ہے اور حریر پہنتا ہے پس ان سب صورتوں میں اگر
ظن غالب کہ قریب یقین کے ہو حاصل ہو تو شاید کہ ترک کرنے احتساب کی اجازت ہو لیکن چاہیے کہ اپنے دلکو مفتی
ٹھرائے اور دونوں ضرر دونوں میں سے ایک ضرر کو دوسرے کے ساتھ وزن کرے اور ایک ضرر تو یہ ان چیزوں کے نہونیکا اور
ایک ضرر ہے ترک کرنے احتساب کا ان دونوں کو ولے جو نسا غالب ہو اوسکی رعایت کرے اور مد نظر اسکو کھلے اور دین کو
بہا تہ حاصل کرنے دنیا کا نکرے کہ حقتعالی کو نظر نیت پر ہے اگرچہ نظر لوگونکی ظاہر پر ہے اور اگر سکوت کرنا اسکا بسبب دین
کے ہو اسکو مدارات کہینگے اور اگر بسبب نفس کے ہو اسکو مداہنت کہینگے وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا
وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا اور قسم پہلی کہ اسمین فوت ہونا مطلوب کا حاصل ہے اور سکوت احتساب سے اسمین جائز ہی بیچ
غیر علم کے ہوگا اسلیے کہ کسیکو قدرت نہیں ہے علم کے کھو دینے کی کسی سے بخلاف کھو دینے صحت اور ثروت اور جاہ کے کہ انکو
کھو دے سکتے ہیں اور یہ بھی ایک سبب ہے سببوں بزرگی علم کا اسلیے کہ باقی اور دائم ہے دین و دنیا میں جیسا کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا شعر فَاِنَّ الْمَالَ يَفْنٰى عَنْ قَرِيْبٍ ٭ وَاِنَّ الْعِلْمَ مُلْكٌ لَا يَزَالُ ٭ اور فوت ہونا
صحت کا بسبب ضرب دُکھ دینے والی کے ہے اور فوت ہونا ثروت کا بسبب لوٹ لینے گھر بار کے اور چھین لینے کپڑوں کے ہے اور
اس صورتمیں واجب نہیں ہے احتساب سے خالی نہیں اور احتساب ان جگہوں میں نشانی کمال دین اور نہایت بقین
کی ہے اور فوت ہونا جاہ کا بسبب ضرب کے ہو اگرچہ دکھ دینے والی نہو بلکہ بسبب گالی دینے کے اور پھینک دینے پگڑی اور ہاتھ انکی
بھی ہو سکتا ہے اور یہانبھی سکوت کرنیکی اجازت ہے اسلیے کہ محافظت کرنی مروت و آبرو کی بھی حکم کیگئی ہے شرع میں
لیکن نری جاہ اور بلندی مرتبہ کی حفاظت کرنی محض زائد اور نفسانیت ہے مثلاً ایک شخص ہو کہ ہرگز بغیر سوار ہونیکے
گھوڑے پر اور بغیر پہنے لباس تکلف کے بازار میں نہیں نکلا ہے اور احتساب میں خوف پیادہ پا کرنے اور پہنانے لباس غیر
معمولی کا ہو تو یہ عذر نہیں ہے بیچ ترک کرنے امر معروف اور نہی منکر کے کہ یہ فضولیات ہیں اور اسیطرح خوف غیبت
اور اہانت کرنیکا زبان سے ساتھ جاہل اور احمق کہنے کے اور نسبت کرنیکے ساتھ ریا اور نفاق کے عذر نہیں ہے اسلیے
کہ اگر ایسے امور کا اعتبار ہو تو اصل واجب نے احتساب ہی کی جاتی رہے اور خالی ہونا احتساب کا ایسے امور سے ممکن نہیں
ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور اگر منع غیبت سے کرے اور جانتا ہے کہ وہ اور دونکی غیبت
اور نہیں ڈرتے ملامت کرنیوالونکی ملامت سے
چھوڑینگے نہیں اور اسکی بھی غیبت کرینگے تو منع نکرے اسلیے کہ اسمین زیادہ گناہ ہوگا لیکن اگر جانے کہ اسکی ہی غیبت
کرینگے اور لوگونکی غیبت سے باز آوینگے تو منع کرے کہ اسمین شیوہ ایثار کا ہے یہ تمام بیان تھا بیچ خوف کرنیکے اپنی نفس کے
مکروہات سے اور جہان کہ خوف ہو پہونچنے مکروہ کا اپنے اقربا اور دوستونکو اسمین بھی اجازت ہے ترک کرنے احتساب کی بلکہ
اولی ہے اسلیے کہ حفاظت لوگونکی پہونچنے مکروہ کیسے مقدم ہے اپنے نفس کی حفاظت سے جاننا چاہیے کہ بعضوں نے احتساب میں
اذن امام کو بھی شرط گردانا ہے اور ہر کسیکے لیے عوام الناس میں سے ثابت نہیں کیا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اذن

امام کا شرط نہیں ہے اسمین اسلیے کہ آیتین اور حدیثین دلالت رکھتی ہین علی العموم پر اور خاص کرنا
ساتھ شرط اذن امام کے تحکم کرنا ہے اور یہ بات اصل کچھ نہیں رکھتی اور کہین کہ احتساب
ایک قسم ہے حکومت کی اور اسیلیے کافر کو نہیں پہونچتا کہ احتساب کرے مسلمانون پر اسکا جواب
یہ کہینگے ہم کہ اسقدر حکومت ثابت ہے ہر ایک کے لیے بسبب دین معرفت کے اور احتساب یعنی معلوم کروانا
دین کا اور سکھانا احکام شرعی کا ہے اور معلوم کروانا اور سکھانا دین و احکام شرعی کا کیونکر موقوف ہو اذن امام پر اور تحقیق
یہ ہے کہ احتساب کے لیے کئی مرتبے ہین اول تعریف یعنی معلوم کروا دینا اور دوسرے وعظ یعنی نصیحت کرنی اور تیسرے
سخت و تعنیف یعنی برا اور سخت کہنا جیسے کہے اے جاہل اے احمق اور مانند اسکے اور چوتھے منع کرنا بزبردستی مانند توڑ ڈالنے
کھیلنے کی چیزونکے اور اوندھا دینے شراب کے اور چھین لینے کپڑے غصب کیے ہوئے اور پانچوین ڈرانا اور تہدید کرنا ساتھ مار پیٹ
عذاب کے اور جو احتساب کہ موقوف ہے اوپر اذن امام کے یہ مرتبہ پانچوان ہے اسلیے کہ اسمین احتیاج مددگارونکی
اور لڑنے مارنے کی آتی ہے تعریف و وعظ تو خود ظاہر ہین کہ موقوف ہونا انکا اوپر اذن امام کے کچھ معنی نہیں رکھتا اور جاہل کہنا
اور احمق کہنا کلام سچا ہے اور سچ سب جگہ مقبول ہے اور بار خدایا مگر یہ کہ یہ مراتب پہونچین مرتبہ پانچوین کو یعنی مثلاً اول نصیحت
کرتا تھا اور انجام کو نوبت تشدید کی پہونچی تو پھر اسمین بھی حاجت اذن امام کی ہوگی واللہ اعلم اور حکایتین اگلے بزرگونکی
بیچ احتساب امرا اور بادشاہونکے بہت ہین پس موقوف ہونا اسکا اونکے اذن پر نہوگا فصل تیسری بیچ شرائط اوس
چیز کے کہ اسمین احتساب جاری ہو جملہ شرائط اوسکے سے یہ ہے کہ وہ چیز منکر ہو اور مراد منکر سے ہے منع کیا ہوا شرع مین
حاصل یہ کہ منکر عام تر ہے معصیت سے اور احتساب مخصوص نہیں ہے ساتھ معصیت کے پس جو کوئی دیکھے لڑکے
یا دیوانہ کو شراب پیتے تو اوسپر واجب ہے کہ شراب کو پھینکدے اور اوسکو منع کرے اور اسیطرح اگر دیکھے کہ دیوانہ جماع
سے یا دیوانہ سے جماع کرتا ہے تو واجب ہے منع کرنا اوسکا حال آنکہ یہ چیزین معصیت نہین ہین دیوانہ اور لڑکے
حق مین اور یہ بھی ہے کہ احتساب منحصر نہین ہے کبیرہ گناہ ہونے مین بلکہ صغیرہ مین بھی جاری ہوتا ہے اور جملہ شرائط
اوس چیز کے سے یہ ہے کہ وہ چیز موجود ہو فی الحال پس اوس گناہ مین کہ گذر گیا احتساب نہین ہے ہر ایک کے لیے
عوام الناس مین سے بلکہ وہ موقوف ہے حاکم پر اور احتساب نہین ہے اوس چیز مین کہ احتمال رکھتی ہو واقع ہونیکا
شاید کہ وہ واقع ہو اور اسیطرح اگر مجلس دیکھے آراستہ اور قیاس قرینہ سے معلوم کرے کہ یہان شراب بھی آویگی اگر
وعظ و نصیحت کرے تو جائز ہے یعنی واجب نہین اور اگر مجلس کے لوگ منکر ہون تو نصیحت بھی نکرے کہ اسمین بدگمانی ہے
اور اگر قرینہ نہایت ظاہر و قوی ہو بحسب عادت قدیمی کے مانند بیٹھنے کے اوپر دروازہ حمام عورتونکے تو جائز ہے
کہ منع کرے ہر چند کہ احتمال ہے کہ کسی اور غرض کے لیے بیٹھے ہون لیکن احتمال قوی تر ہے کہ اونکے گھورنے تاکنے
کرنیکے لیے بیٹھے ہین اور شاید کہ یہ ساتھ تفاوت احوال اشخاص کے معلوم ہو یعنی مثلاً ایک شخص نا کا وہان بیٹھا ہے

تو قرینہ قوی برائی کا ہوگا اور اگر کوئی متقی بیٹھا ہوگا تو احتمال قوی اسکا ہوگا کسی اور کام کے لیے بیٹھا ہو اور ایسا ہی
علم ہونے سے اور رجحان کا اور ظن غالب اسمین بمنزلہ یقین کے ہے اور جملہ شرائط اس چیز سے یہ ہے کہ منکر ظاہر ہو
تجسس سے پر او تجسس حرام ہے اور حکایتیں اگلے بزرگونکی اس مقدمہ مین بیچ حقوق مسلمانونکے لکھی گئیں اب کلام اسمین
ہے کہ ظاہر ہونیکی اور پوشیدہ ہونیکی کیا حد ہے لکھا ہے علمانے کہ جو کوئی اپنے گھر کے اندر گناہ کرتا ہو اور دروازہ گھر کا بند کرلے
تو روا نہیں ہے کہ اوسکے گھر کے اندر آوین مگر یہ کہ گھر کے باہر نشانیاں گناہ کی ظاہر ہوں مانند آواز مزامیر کے اور آواز مستونکے
کہ غل اور آواز ایسی ہو کہ لوگ کوچہ کے سب سنیں تو اس صورت مین احتساب ثابت ہے اور اگر ایک بو اسکے پیچھے سے بو شراب کی
آئی ہو اگر قرینہ سے معلوم کرے کہ آن شراب کی بو ہے کہ خرید کر کے اچھی طرح رکھی گئی ہیں اور اسکے اوندھانیکا قصد ہے
اور اگر جانے کہ یہ شراب کے پینے کے سبب سے ہے اسمین اختلاف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جائز ہو احتساب اسمین اور کسی
شخص کو دیکھے کہ شیشہ بغل کے نیچے یا دامن کے نیچے چھپائے لیے جاتا ہے ہر چند کہ وہ فاسق ہے جائز نہیں کھولنا اوسکا
جبتک کہ ظاہر ہو ساتھ علامت کے اور بسبب نرے فسق اوسکے دلیل نہیں پکڑنی چاہیے اسپر کہ شراب ہی ہے اسلیے
کہ فاسق بھی احتیاج رکھتا ہے سرکہ وغیرہ کی شاید وہی لیے جاتا ہو اور چھپا کر لیجاتا ہے یہ قیاس نکرنا چاہیے کہ شراب ہی ہے
اسلیے کہ چھپانے کے بھی بہت سے باعث ہوتے ہیں اور اگر اوسکی بو پھیلی ہوئی ہو تو جائز ہے کھولنا اوسکا اور اسیطرح
مزامیر اگر کسیکے نیچے ہو اور شکل اوسکی معلوم ہوتی ہو تو اوسکو بھی کھولنا جائز ہے اسلیے کہ مقصود جاننا ہی ساتھ حس
حاسہ کے کہ ہو اور یہ جائز نہیں ہے کہ طلب کھولنے کی کرے اور سونگھے کہ کھول کر دیکھے کیا چیز نیچے کیا ہے کہ یہ تجسس ہے اور معنی
تجسس کے طلب کرنا نشانی معرفت کا ہے اور اگر نشانی خود حاصل ہو بغیر طلب اسکے تو وہ تجسس نہیں ہے اور تجسس حرام و ممنوع
ہے ساتھ آیت قرآن کے ولا تجسسوا الخ اور جملہ شرائط اس چیز کے سے یہ ہے کہ منکر معلوم ہو بغیر اجتہاد کے یعنی اتفاق
ہو تمام علماء کا اوسکی برائی پر اور جسمین اختلاف ہو اوسمین احتساب نہیں ہے پس حنفی کو نہیں پہونچتا ہے کہ شافعی پر احتساب
کرے بیچ کھانے گوہ اور بجو کے اور مانند انکے اون چیزوں سے کہ انکے نزدیک حلال ہیں اور شافعی کو
پہونچتا ہے کہ حنفی پر اعتراض کرے اون چیزوں مین کہ ہمارے مذہب مین جائز ہیں مانند پینے نبیذ کے کہ جوش نکیا ہو اور مانند
شفعہ ہمسایہ کے اور مانند انکے لیکن حنفی یا شافعی اگر خلاف اپنے مذہب کے کرے تو آیا ہر ایک کو پہونچتا ہے کہ دوسرے پر
احتساب کرے یا نہیں مختار یہ ہے کہ پہونچتا ہے اسلیے کہ وہ اپنے اعتقاد مین خطا پر ہے پس محتسب کو پہونچتا ہے کہ اسکو منع
اوسکا لازم کروا دے کہ باوجود اعتقاد حرمت کے جرأت کیونکی تو نے اوسپر اس تقدیر پر اگر ایک مرد بہرا ہو اور اوسکی بیوی کہ
کہ اوسکے باپ نے عقد کیا ہو بیچ لڑکپن میں اور اوسکو بسبب بہرہ پن کے معلوم نہوا ہو اور وہ اوس عورت سے بقصد
کے جماع کرے بیچ لڑکپن میں باعتقاد اسکے کہ وہ اجنبیہ ہے تو محتسب کو پہونچتا ہے کہ اوسکو منع کرے اسلیے کہ وہ اپنے
اعتقاد مین گنہگار ہے جماع کرنے مین اور اگر بلحاظ اس بات کے کہ محتسب کے اعتقاد مین حق ہو احتساب نکرے تو بھی جائز ہے

[illegible] شافعی کے نزدیک [illegible] ۱۲ منہ

اور ایک جماعت علما کی اسپر ہے کہ احتساب مختلف فیہ مین ہرگز نہین اور یہ مسائل فقہیہ مین ہے اور اعتقادی مسائل
مین مانند خیالات معتزلہ اور رافضیون اور مانند انکے بیچ مسائل اعتقادیہ اپنے کے پس احتساب انمین واجب ہے ہر چند کہ اپنے
گمان مین حق پر ہین لیکن چاہیے کہ بغیر حاکمون اور بادشاہون کے احتساب اعتراض نکرے کہ وہ بھی شبہات اور دلیلین
فاسدہ رکھتے ہین ساتھ انکے مقابلہ کرینگے اور نوبت نزاع و فتنہ کی پہونچیگی اور مقصود حاصل نہین ہوگا لیکن اگر حکم بادشاہ
کا ہوگا تو احتساب اونپر بغیر مناظرہ کے مقصود ہے کہ حکم بادشاہ کا مقابلہ نہین کر سکینگے فصل چوتھی بیچ درجون احتساب کے
جاننا چاہیے کہ احتساب کے کئی درجے ہین اسلیے کہ مقصود اس سے منع کرنا ہے ظاہر ہونے گناہ سے کہ باعث حق کی غضب کا
ہے پس اگر منع اسکا ساتھ نرمی و وعظ و نصیحت کے ہو تو احتیاج نہین ہے جنگ و جدل کی بیت چو کار ز برآید بلطف و خوشی
چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی + درجہ اول احتساب کا معرفت ہے یعنے جاننا معصیت کا اسلیے کہ اگر معلوم نہوگا تو
منع کرنا اسکا کیونکر ہوگا لیکن چاہیے کہ معلوم کرنا اسکا ساتھ تجسس کے نہو کہ تجسس حرام ہے پس نہین چاہیے کہ لوگون کے گھر کی
دیوار پر کان رکھے تا آواز باجے کی سنے اور نہین چاہیے کہ اوسکے کپڑے پر ہاتھ رکھے تا شکل مزامیر کی معلوم کرے
اور نہ اوسکے ہمسایون سے پوچھے اور اگر پہلے ہی بغیر تجسس کے دو گواہ عادل یعنے نیک گواہی دین کہ فلانا اپنے گھر مین شراب
پی رہا ہے تو جائز ہے کہ اوسکے گھر مین جاوین اور شیشے شراب کے توڑ ڈالین اور اگر ایک گواہ عادل یا دو غلام گواہی دین یا
تو اوسمین اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ قبول نکرین کہ شرط نصاب قبول شہادت کی ہے نہ قبول روایت کی اسلیے کہ
ڈھانکنا مسلمانون کے عیبون کا بہر حال اولی ہے کہتے ہین کہ نقش حضرت لقمان کی چھاپ کا یہ تھا اَلسَّترُ لِمَا عَایَنتُ اَحسَنُ
مِنْ اِذاعَتِہٖ مَا ظَنَنتُ یعنے چھپانا اوس عیب کا کہ دیکھے تو بہتر ہے اوسکے افشا کرنے سے جبتک کہ گمان کرے
درجہ دوسرا احتساب کا تعریف ہے یعنے معلوم کروانا منکر کا اوسکو کہ جسپر احتساب کرتا ہے اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ گناہ کی جرأت
کی ہو بسبب جہل کے اور چاہیے کہ معلوم کروانے مین شیوہ علم و خلق کا ملحوظ رکھے کہ مقصود اس سے بہت حاصل ہوتا ہے
اور سختی اور زجر مین ایذا ہے اور ایذا دینے مسلمان کو بے جہت حرام ہے علی الخصوص جب کہ نسبت ہو کسیکو طرف جہل و
حمق کے خصوصاً امر دین مین تو ایسی ایذا پاتا ہے کہ زیادہ اس سے متصور نہین چنانچہ اسلیے جن لوگون پر کہ غصہ غالب ہے
مناظرون مین یعنے بحث علمی مین خصوصاً وقت ملزم ہونیکے نہایت غصہ مین آجاتے ہین اور یہ اسی سبب سے ہے کہ نسبت ہونے
سے طرف جہل کے ایذا پاتے ہین اور شرمندہ ہوتے ہین اور یہ تمام ایذا پانی اس سبب سے ہے کہ جہل ایسا عیب ہے کہ
دفع کرنا اسکی اور ابکا ممکن ہے بسبب اچھی طرح حاصل کرنے علم کے اور سرایت کرتا ہے بہت سے امور دینی اور دنیوی مین
بخلاف عیوب ظاہر کے مانند بدصورتی اور مانند اسکے اسلیے کہ اختیار مین نہین ہین اور رفع کرنا انمین کمتر ہے اور ایک وجہ
وجہون شرافت علم سے یہ بھی ہے کہ جس کسیکو طرف نقصان علم کے نسبت کرین اگرچہ وہ چیز حقیر ہو مانند علم شطرنج
کے مثلاً ایذا پاتا ہے اور نسبت کرنے سے طرف علم کے خوش ہوتا ہے حاصل یہ کہ آگاہ کرنا مسلمانون کی خطا پر کہ دین مین ہے

لازم گن اور اپنے کو اونکی ایذا سے نگاہ رکھو اور یہ حکم امور دین مین ہے اور غیر امور دین مین کسی سے کچھ مت کہو اور دونکر کسیکی
بات کو کہ اکثر لوگ اس قبیلہ سے ہین کہ تجہی سے علم سیکھین اور تیری ہی دشمن و مدعی ہون اور جو کوئی کہ علم کو غنیمت نہ گنے
اوس سے علم کی بات نہ کہو کہ اسمین بے عزتی علم کی ہے آیا ہے حدیث شریف مین کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد
اور عورت پر اور رکھنے والا علم کا نزدیک غیر اہل اسکیکے مانند اس شخص کے ہے کہ جواہر اور موتی اور سونا سؤر کے گلے مین
ڈالے انتہے اور اگر بنظر غور ملاحظہ کرو تو تم پاؤگے ایسے شخص کو کہ قابل نصیحت اور صحبت کے ہو اور آدمی قابل کمی ہین
مانند پتلی آنکہ کے ہین بہ نسبت تمام اعضا کے خداوندا ہمکو ہمارے نفس کے شر سے اور لوگونکے شر سے محفوظ رکھو اور لوگونکو
بھی ہمارے شر سے دور رکھو اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (تحقیق تو ہی بخشنے والا مہربان ہے) آٹھوان درجہ تغییر احتساب کا نہی یعنے منع کرنا ہے ساتھ وعظ و
نصیحت کے اور ڈرانیکے عذاب خدا سے اور یہ طریق جاری ہے بیچ حق جاہل کے اور شبہ جاہل کے یعنے جو کہ گناہ کو جانے اور
پھر اوسپر جرات کرے مانند ظالم اور شرابی اور غیبت گو اور زانی کے تو سبب قباحت ان امور کی جانتے ہین اور پھر اوسپر
اصرار کرتے ہین اور طریق انکے نصیحت کرنے اور ڈرانیکا یہ ہے کہ احادیث اور اقوال صحابہ کہ ان چیزونکے حق مین وارد
ہوئی ہین ذکر کرین اور حکایتین اگلے بزرگونکی اور عادتین متقیونکی بیان کرین تاکہ تاثیر کرین انمین لیکن اس طریق مین بھی
چاہیے کہ شیوہ مہربانی و نرمی کا ملحوظ رہے اور گناہ لوگونکے مانند گناہون اپنے کے جانے کہ مسلمان سب ایکسے ہی ہین لیکن
جاننا چاہیے کہ بیان وعظ و ڈرانا ایک آفت عظیم ہے کہ عالم وقت تعریف یعنے معلوم کروانے گناہ کے اور وعظ کرنیکے اپنے
نفس کو عزیز جانتا ہے بسبب علم کے اور اپنے غیر کو ذلیل بسبب جہل کے بلکہ قصد اسکا اسمین اظہار کرنا اپنے علم کا اور
ذلیل کرنا غیر کا ہوتا ہے اور یہ جگہ لغزش کی ہے اسلیئے کہ لغزش نیکیون اور عبادتون مین اتنی ہی کہ ویسی گناہون مین
نہین داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اولیاء اللہ مین سے ہین لوگون نے کہا کیا کہتے ہو اوس شخص کو کہ امرا و بادشاہون کے
پاس جاوے اور اونکو امر معروف اور نہی منکر کرے فرمایا کہ ڈرتا ہون کہ اوسپر کوڑے بازی ہو کہا لوگون نے کہ یہ قوی کرتی
ہے اسکو امر و نہی پر یعنے جسکا ارادہ امر معروف اور نہی منکر کا ہوتا ہے وہ اوس سے ڈرتا نہین بلکہ اور جوشیدا ہوتا ہے
اوسمین بنظر حصول ثواب کے کہا داؤد نے کہ ڈرتا ہون تلوار سے یعنے اگر کوڑے بازیکو بھی جہال مین سہا پایا تو مارا جاویگا تلوار سے
کہا لوگون نے کہ یہ بھی قوی کرتی ہے اوسکو کہا کہ پس وہ کہ پوشیدہ ہے کہ عجب ہے اس مین نہین ہوگا اور ابو سلیمان دارانی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک امیر کو کچھ برا کام کرتے دیکھا مینے چاہا مینے کہ اسکو منع کرون اور گمان قتل کر ڈالنے کا تھا لیکن
مانع میرے حق مین خوف قتل کا نہتھا بلکہ ڈرا مین کہ مبادا نفس میرا محظوظ ہو اور یہ فعل اخلاص سے خالی ہو غرض کوئی ان
تقریرون اور حکایتون سے یہ نہ سمجھلے کہ وعظ و نصیحت کرنی نہ چاہیے بلکہ مراد حضرت شیخ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اسمین نیت
خالص پیدا کرے اسلیئے کہ اسکی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ حضرت شیخ نے بھی اوپر کیا کچھ اسکی تاکید فضیلت بیانکی ہے
اور اوپر آیات و احادیث صریح دلالت کرتی ہین اسکی خوبی اور کثرت ثواب پر اور درجہ جو تھا برا کہنا اور سخت سست کہنا

اور ترش روئی کرنی ہے اور یہ اوس صورت میں ہے کہ منع کرنیسے ساتھ مہربانی و نرمی کے عاجز آوے اور وعظ و نصیحت فائدہ مند
نہو اور دیکھے کہ اصرار گناہ پر ہے اور استہزا اوسا تھ نصیحت کے کرتے ہین اور یہ طریق حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا
وعلیہ الصلوۃ والسلام کے قصے سے سمجھا جاتا ہے کہ اونہوں نے اول وعظ و نصیحت کی جب اوس سے تاثیر نہ کی تو فرمایا اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور مراد برا کہنے سے فحش بکنا نہین ہے یعنے زنا اور مقدمات زنا کے
طرف نسبت نکرے بلکہ چاہیے کہ کچھ اسطرح برا کہے کہ خالی سچ سے نہو مثلاً کہے اے فاسق اور اے جاہل اور اے احمق خدا سے
ڈر اور اسواسطے تئین اپنے ہاتھ سے ہلاک مت کر اور مثل اسکے کچھ سچ کہے اور اسمین سچ یون ہوا کہ جو کوئی فاسق ہو احمق بھی
ہے اگر احمق نہوتا تو گناہ نکرتا اسلیے کہ اسمین ترک کرنا شکر نعمت آفریدگار کا ہے کہ سب نعمتین ظاہر و باطن کی اسکی
طرف سے ہین اور گناہ سبب ہے عذاب آخرت کا کہ نہایت سخت عذاب ہوگا اس سے زیادہ کوئی عذاب نہو عیاذاً باللہ منہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عاقل وہ شخص ہے کہ مخالفت کرے اپنے نفس کی اور
عمل کرے کہ بعد موت کے کام آوے اور احمق وہ شخص ہے کہ تابع ہو خواہش نفس کا اور چاہیے کہ قدر ضرورت سے زیادہ برا
نکہے بلکہ اگر جانے کہ برا کہنے سے باز نہین آئیگا تو غصہ اور کراہت سے زیادہ کچھ اور نکرے اور درجہ پانچوان بگاڑنا
منکر کا ہاتھ سے ہے مانند توڑ ڈالنے مزامیر وغیرہ کے اور لونڈھا دینے شراب کے اور اوتار لینے ریشمی کپڑے کے بدن سے
اور نکال دینے کے گھر غصب کیے ہوئے سے اور نکال دینے جنبی کے مسجد سے اور یہ طریق بیچ غیر گناہ زبان و دل کے متصور
ہوگا اور جو گناہ کہ متعلق زبان و دل کے ہون اونکا بگاڑنا ہاتھ سے ممکن نہین اور اگر نکالنا اوسکا بغیر فعل ہاتھ کے فقط زبانی
ہی کہنے سے ممکن ہو تو احتیاج ہاتھ کے فعل کی نہین اور چاہیے کہ اس طریق مین بھی بغیر ضرورت کے بگاڑ کو حد اعتدال
سے بڑھاوے نکرے یعنی ڈاڑھی پکڑ کر در دار سے باہر نہ لاوے اور پانو پکڑ کر باہر نہ کھینچ لاوے اگر ہاتھ پکڑنا ممکن ہو اور
ریشمی کپڑے کو پھاڑ نہ دیوے بلکہ بند اوسکے کھولکر اوتارے اور کھیلنے کی چیزین یعنے مزامیر وغیرہ جلا نہ دے کہ توڑنا اونکا کافی ہے
اور اگر پھینکدینا شراب کا بغیر توڑنے اوسکے باسن کے ممکن ہو تو احتیاج باسن کی توڑنیکی نہین ہے اور اگر بغیر توڑنے
باسن کے پھینکنا شراب کا ممکن نہو اوسکے توڑ ڈالنے مین قیمت اوسکی نہین بھرنی آویگی اور اگر منہ شیشہ کا تنگ ہو
اس سبب سے شراب دیر مین گریگی اور وہم ہے غلبہ فاسقون کا تو مقید اوسکے انڈیلنے کا نہو بلکہ شیشہ کو توڑ ڈالے اور اگر
خوف غلبہ کا نہو ولیکن اسمین ضایع کرنا وقت کا ہو تو توڑ ڈالے کہ ضایع کرنا وقت کا اسمین سبب [illegible] باسنون
شراب کے جائز نہین واللہ اعلم اور چھٹا درجہ تہدید اور ڈرانا ہے اسطرح کہے کہ چھوڑ دے یہ ورنہ تیرا
سر توڑ ڈالونگا اور گردن تیری ماردونگا اور مانند اسکے اور مقدم کرنا تہدید کا کرنے فعل پر لازم ہے اسلیے کہ اگر غرض
اسمین حاصل ہو جاوے تو احتیاج نہین ہے اس سے زیادہ کی ولیکن چاہیے کہ تہدید ساتھ ایسی چیز کے نکرے کہ کرنا اوسکا جائز نہو جیسے کہ
کہے کہ پاتا ہون تیرا گھر لوٹ لونگا یا تیرے بیٹے کو مار ڈالونگا اور مانند اسکے بلکہ اگر ایسی باتین ساتھ قصد کرنیکے کہے تو گنہگار ہوتا ہے

اور اگر بیچ قصد کئے تو دروغ گو ہوگا اور جائز ہے جو کچھ نیت مین ہو اوس سے زیادہ کہے بسبب مبالغہ کے منع کرنے
مین اگر جانتا ہو کہ مبالغہ سے باز آویگا اور یہ اگرچہ جھوٹ ہے لیکن اسقدر اس مصلحت کے لیے جائز ہے جیسے کہ دو آدمیون کی
صلح کروانے مین جھوٹ بولنا جائز ہے پس یہ بھی ایسیکے حکم مین ہے اور درجہ ساتوان مباشرت ضرب کی ہے ساتھ ہاتھ اور
پانون وغیرہ کے اور یہ [illegible] کہ اسمین احتیاج ہتھیار جنگ اور مددگار کی نہو اور یہ جائز ہے ہر شخص کو بشرط ضرورت
کے اور [illegible] ثابت ہے بیچ رفع منکر کے اور اسمین بھی شیوہ سہولت کا لازم ہے اور چاہیے کہ ایسی جگہ مار کر
کہ خوف قتل کا نہو اور درجہ آٹھوان احتساب کا یہ ہے کہ تنہا قادر نہو اور محتاج مدد کرنے مددگار کا ہو اور ہتھیار
جنگ کی [illegible] اور قتل و قتال اور مقابلہ آپسمین واقع ہو اور اس مرتبہ مین اختلاف ہے [illegible] کہ بغیر اذن امام
کے ثابت [illegible] ایک جماعت متفق ہے کہ بغیر اذن امام کے ثابت نہین اسلیے کہ اسمین تحریک فتنہ و فساد کی ہے
اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ ثابت ہے بغیر اذن امام کے فصل پانچوین بیچ
آداب محتسب کے جو کچھ کہ ذکر کیے گئے درجے احتساب کے انکی بھی تفصیل آداب
محتسب کی ہے اور یہان مقصود ذکر کرنا کل آداب اور اصول انکے کا ہے اور مجمل آداب محتسب
کے منحصر ہین تین چیز علم اور ورع اور نیک خلقی کے یعنی محتسب مین ہونا ان تین چیز کا ضروری ہے اسلیے کہ علم تو خود ضروری
ہے تا جگہین احتساب کی اور حدین اور جگہین جاری ہونے احتساب کی جانے اور قید ورع کی اسلیے ہے کہ تا مخالفت
علم سے اسکو باز رکھے اسلیے کہ ہر عالم عامل نہین ہوتا پس ضروری ہونا ورع کا تا احتساب مین کمی زیادتی نکرے اور اگر
پرہیزگار نہین ہوتا تو ہرچند کہ جانتا ہے کہ یہ نکرنا چاہیے لیکن پھیر کرتا ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر ورع نہو تو کلام و وعظ
اسکا مقبول و موثر نہین ہوتا بلکہ ساتھ استہزاء اور تمسخر کے پیش آتے ہین اور وہ سبب زیادہ جرات کرنے گنہگارون کا
ہوتا ہے گناہ پر اور نیک خلقی اصل اور بنیاد ہے احتساب کی اور تنہا علم اور ورع بغیر خلق نیک کے کافی نہین ہے
مقصود مین اسلیے کہ وعظ کرنا بطریق نرمی اور مہربانی کے بہت دخل رکھتا ہے تاثیر مین اور حقیقت مین تمام ورع خلق
نیک مین ہے اسلیے کہ جسپر صفت غضب کی غالب ہے اور ضبط کرنے خواہش نفس کے قادر نہین ہے اور اوس سے انصاف
اور دین کی باتون کا ہونا محال ہے بیت چو مرکب برون تاخت خشم از کمین ۔ نہ انصاف ماند نہ تقوی نہ دین ۔ پس مدار کار
احتساب کا ان تین صفتون ذکر کیگئی پر ہے حدیث مین آیا ہے کہ امر معروف اور نہی منکر نکرے مگر وہ شخص کہ نرم اور حلیم اور فقیہ ہو
اور جملہ آداب محتسب سے یہ ہے کہ صابر ہو ہر طرح کی ایذا پر کہ لوگونکی طرف سے پہونچے اسلیے کہ قائم ہونا احتساب پر بغیر صبر
ممکن نہین ہے اور ہمیشہ نظر آخرت کے ثواب پر رکھے اور خلق سے عزت طلب نکرے اور دور کرے دل سے انکی ثنا اور تعریف کے نہو
کہ طلب کرنا رضائے خلق کا گناہ ہو نہین ساتھ طلب کرنے رضای حق کے جمع نہین ہوتا اور محتسب کو چاہیے کہ علاقے
دنیا کے کم کرے تا طمع اسکی خلق سے کم ہو کہ باوجود طمع کے امر معروف ممکن نہین بعضے مشائخ سے منقول ہے کہ انہون نے

بلی پالی تھی اور محلہ کے قصاب سے اوسکے لیے چھیچڑے لایا کرتے تھے ایکروز قصاب سے کوئی گناہ کی بات دیکھی پس اول
گھر مین آئے اور بلی کو نکالدیا بعد ازان قصاب کو اوس گناہ کی بات سے منع کیا قصاب نے کہا کہ بعد اسکے تیری بلی کے لیے
چھیچڑے کون دیگا اون بزرگ نے کہا کہ مینے اول بلی کو دور کیا بعد ازان تجکو احتساب کیا حاصل یہ کہ جب اول انقطاع
طمع کرے تو تب احتساب بن آتا ہے اور بیچ واجب ہونے نرمی اور مہربانی کے حکایتین اگلے بزرگون کی بہت آئی ہین
آیا ہے کہ مامون خلیفہ کو ایک شخص نے وعظ کیا ساتھ نہایت سختی کے مامون نے کہا کہ ای مرد حق تعالی نے تجھسے بہتر کو
یعنے موسی علیہ السلام کو بھیجا طرف بدتر کے مجھسے یعنے فرعون کیواسطے دعوت اسلام کے اور حکم فرمایا نرم گوئی کا اس آیت
مین فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا
یا رسول اللہ مجکو اذن دیجیے زنا کرنیکا حاضران مجلس نے فریاد کی یعنے ڈانٹا اور چلائے کہ ای نیچ یہ کیا بات ہی کہ کہتا ہے تجھے
آنحضرت نے فرمایا کہ فریاد نکرو پہر اوسکو اپنے سامنے بلایا اور بٹھایا اور فرمایا کہ آیا دوست رکھتا ہے تو کہ تیری ماں سے لوگ
زنا کرین عرض کیا اوسنے کہ میری جان فدا ہووے تمپر سے یا رسول اللہ دوست نہین رکھتا مین یہ بات بعد ازان فرمایا کہ اگر تیری
بیٹی سے زنا کرین لوگ تو دوست رکھتا ہے تو اور اسیطرح اور تمام محرمونکا نام لیکر پوچھا اور وہ شخص کہتا تھا کہ نہین دوست
رکھتا مین یا رسول اللہ میری جان قربان ہو تمپر سے پس حضرت نے دست مبارک اوسکے سینہ پر رکھا اور کہا خداوندا اسکے
دلکو پاک کر اور اسکے ستر کو نگاہ رکھ یعنے زنا سے پس وہ شخص اوٹھا اور ہرگز خیال زنا کا اوسکے دلمین نگذرا اور تمام عمر مین
کوئی چیز اوسکے آگے بدتر زنا سے نتھی ف یہ جو حضرت نے کئی بار پوچھا کہ آیا دوست رکھتا ہے تو تو ظاہر اسمین اشارہ ہے
اسپر کہ جیسے اپنی محرمون کے زنا کو ناگوار رکھتا ہے ایسی ہی اجنبی عورت کے زنا کو ناگوار جانے کہ وہ بھی تو کسیکی محرم ہوگی اسکا
محرم کیونکر گوارا رکھیگا اوسکو پس ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند اور آیا ہے کہ ایک بزرگ راہ مین اپنے یارونکے ساتھ
چلے جاتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ ازار اوسکی ٹخنونسے نیچے ہے اونکے یار دوڑے کہ اوسپر سختی کرین اون بزرگ نے اونکو منع کیا
اور فرمایا کہ چھوڑ دو کہ مین اسکو کفایت کرتا ہون بعد ازان اوسکی طرف گئے اور کہا کہ ای بھائی میرے تجھسے مین ایک حاجت
رکھتا ہون وہ اونکی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کہو کیا فرماتے ہو فرمایا اگر ازار اپنی بہت اونچی کرو تو بہتر اور پاکیزہ تر ہو کہا
اوسنے سر و چشم فرمانا آپکا اور بہت احسان مند ہوا آپکا بعد ازان اون بزرگ نے یارونکو فرمایا کہ اگر تم سختی کرتے تو عمل
اوسکو نہ میسر ہوتا اور غرض حاصل نہین ہوتی محمد بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عائشہ بعد غروب
آفتاب کے مسجد سے باہر نکلے ناگاہ راہ مین ایک غلام کو دیکھا قریش مین سے کہ مست پڑا ہے اور ایک عورت کو گلے
سے کھینچے ہوئے ہے اور وہ عورت فریاد کر رہی ہے اور لوگ اوسکے سر پر جمع ہین اور مار رہے ہین اوسکو عبد اللہ نے
اوسکی طرف دیکھا اور پہچانا تو لوگونکو اوسکے سر پر سے ہٹایا اور کہا کہ چھوڑ دو اسکو اور کہا ای میرے بھتیجے کیا
حال رکھتا ہے تو غلام شرمندہ ہوا عبد اللہ نے غلام کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے گھر مین لے آئے اور اپنے غلامونسے کہا

کر اسکو اپنے پاس بٹھا و جب مستی سے وہ ہوشمین آیا تو رات کے ماجرے سے اوسکو آگاہ کیا اور نصیحت اوسکو کی غلام نے
سر جھکایا اور رو دیا اور کہا کہ عہد کرتا ہون کہ پھر گرد اس کام کے نہین پھرونگا عبد اللہ نے اوسکے سر کو بوسہ دیا اور کہا
اَحسَنتَ یَا بُنَیَّ (خوب کیا تو نے او بیٹے) کہتے ہین کہ بعد اسکے وہ عبد اللہ کی خدمت مین رہا اور حدیثین اوس سے سنکر لکھتا تھا اور یہ سب کچھ بسبب برکت
نرمی و مہربانی عبد اللہ کے ہوا عبد اللہ نے کہا لوگ امر معروف کرتے ہین لیکن معروف انکا منکر ہوجاتا ہے سبکا مومنین
نرمی کیا کرو کہ مطلوب اپنا پاؤ اور آیا ہے کہ ایک مرد ایک عورت سے چمٹ گیا تھا اور اوسکے ہاتھ مین ایک چھری تھی جو کوئی
اوسکے پاس جاتا وہ اوسکو زخمی کر دیتا سب عاجز آئے کسیکو مجال اسکی نتھی کہ عورت کو اوسکے ہاتھ سے چھٹاوے ناگاہ بشر بن حارث
کہ اولیا مین سے تھے وہانسے گذرے اور اپنا مونڈھا اوس شخص کے مونڈھے پر مارا وہ زمین پر گر پڑا اور بشر چلے گئے لوگ اوس
شخص پر جمع ہوئے دیکھا کہ بیخود پڑا ہے اور پسینہ مین ڈوب رہا ہے پوچھا لوگون نے کہ کیا ہوا اور کیونکر گر پڑا تو کہا اوس شخص نے کہ
مین کچھ نہین جانتا سوا اسکے کہ ایک شیخ نے مونڈھا اپنا میرے مونڈھے پر مارا اور کہا کہ خدا دیکھتا ہے کیا کرتا ہے تو پس اوسکی
ہیبت سے پانو میرے سست ہوئے اور گر پڑا مین نہین جانتا مین کہ وہ شیخ کون تھا کہ بشر بن حارث تھا کہا اوسی بعد اسکی مجھکو
دیکھیے کیسا دیکھ کہتے ہین کہ تپ اوسکو چڑھی اور بعد سات دن کے جان بحق تسلیم کی اور جیسے کہ اگلے بزرگونکی عادت نرمی اور
مہربانی کرنیکی تھی ویسی ہی عادت سختی کرنیکی بھی تھی خصوصاً ظالم بادشاہون اور امرا اور دنیادارون پر چنانچہ کتنی ایک
حکایتین اگلے بزرگون کی اس مقدمہ مین نقل کیجاتی ہین آیا ہے کہ مہدی خلیفہ طواف مین تھے اور لوگونکو بیت اللہ
سے ایکطرف ہٹاتے تھے نوکر اونکے یعنے اونکے طواف کرنیکے لیے اہتمام کرتے تھے جیسے امرا اسکے آگے کیا کرتے ہین عبد اللہ
بن مرزوق حاضر تھے اچھلے اور چادر مہدی کی اپنی طرف کھینچی اور کہا کہ ہوشمین آ کیا کرتا ہے تو کہ کیا تجکو تیرے نوکرون نے
بڑا حقدار اس بیت کا بہ نسبت تمام لوگونکے کہ قریب و بعید سے آئے ہین باوجودیکہ خدا تعالی فرماتا ہے سَوَآءً ن العَاکِفُ
فِیہِ وَالبَادِ (برابر ہے مقیم بیت اللہ مین اور مسافر) مہدی نے جب عبد اللہ کا منہ دیکھا تو پہچانا انکو کہ عبد اللہ اونکے آزاد غلامونمین سے تھی کہا آیا عبد اللہ
بن مرزوق ہے تو کہا عبد اللہ نے کہ ہان اونکو پکڑ لیا اور بغداد مین لائے چاہا کہ اونکو عذاب کرین لیکن مکروہ جانا ایسا
عذاب کرنیکو کہ تمام خلق مین رسوا ہووین پس گھوڑونکے طبیلہ مین اونکو بند کیا اور ایک گھوڑا بد ذات کٹ کھنا
اوسپر متعین کیا لیکن حقتعالی نے اوس گھوڑیکو تابعدار اونکا کیا بعد ازان ایک حجرہ مین اونکو بند کیا اور کنجی اپنے
پاس رکھی بعد تین روز کے دیکھا لوگون نے کہ عبد اللہ ایک باغ مین پھر رہے ہین پکڑ کر لے آئے انکو مہدی نے پوچھا کہ
کسنے نکالا تجکو کہا اوسنے قید کیا تھا جسنے مجکو یعنے اللہ تعالی نے کہا مہدی نے کہ مار ڈالتا ہون مین تجکو عبد اللہ ہنسے
اور کہا کہ کیون نہین مارتا تو اگر تو مالک موت و حیات کا ہے یعنے میری مارنے جلانیکا اللہ ہی مالک ہے تیرا کیا مقدور ہے
پھر اونکو قید مین کیا جبتک کہ مہدی زندہ تھا وہ قید مین رہے اور بعد اوسکے مرنیکے عبد اللہ نے خلاصی پائی اور مکہ مین
آئے اور سو اونٹ قربانی کرنے نذر مانے تھے وہ نذر پوری کی اور آیا ہے کہ ہارون رشید ایک مجلس مین تھے ایک

عورت کو فرمایا کہ بانسری بجاو جب اوسنے بجایا تو ہارون رشید کو پسند آیا عورت نے کہا اے امیر المومنین یہ عود میرا نہیں ہے فرمایا کسیکو کہ عود اسکا لے آو وہ شخص گیا اور عود لیکر آتا تھا کہ ناگاہ راہ میں ایک شیخ کو دیکھا کہ گٹھلیان کھجور کی چن رہے تھے اوسنے کہا اے شیخ راستہ چھوڑ دو شیخ نے سر اوپر اوٹھایا دیکھا کہ اوسکے ہاتھ میں عود ہے اونہوں نے عود لیا اور زمین پر مارا شیخ کو کوتوال کے پاس پکڑ کر لیگئے اور کہا کہ اوسکو پھیر دو مین رکھنا امیر المومنین یعنے ہارون کو خبر کر دیکھین کوتوال نے کہا کہ آج بغداد مین کوئی شخص اہد زیادہ اوسنے نہیں ہے امیر المومنین نے انکو کس لیے پکڑ بلایا ہے اور مین عود والے نے کہا مجکو اس سے کیا کام ہے تو انکو سپنے تسے پھر وہ شخص ہارون پاس گیا اور کہا اے امیر المومنین مین عود لیے آتا تھا اور ایک شیخ راہ مین بیٹھا تھا اوسنے عود کو زمین پر دے مارا اور توڑ ڈالا خلیفہ نے جب یہ بات سنی تو آنکھین مارے غصہ کے سرخ ہو گئین مجلس کے ہمنشینون نے کہا کہ فرمایئے تو اوسکو گردن ماریں ہم کہا خلیفہ نے کہ حاضر کرو اوسکو تا اوسکو مناظرہ یعنے بحث و گفتگو کرین ہم خادم شیخ کے پاس آیا اور کہا کہ تمکو امیر المومنین بلاتا ہے سوار ہو شیخ نے کہا کہ مین سوارونین سے نہیں ہون مجکو پیادہ چلنا بہتر ہے پس وہ خلیفہ کے دروازہ پر آئے خلیفہ کو خبر کی لوگون نے کہ شیخ آیا ہے خلیفہ نے کہا کہ اسکو یہان نہیں بلاسکتے ہم کہ بعضی چیزین یہان خلاف شرع ہین خلیفہ اوٹھکر اور جگہ جاکر بیٹھا اور شیخ کو بلوایا شیخ کی بغل مین گٹھلیان کھجور کی بھری ہوئی تھین لوگون نے کہا کہ انکو پھینکدو کہ خلیفہ کے سامنے چلتے ہو تم شیخ نے کہا کہ یہ میرا قوت ہے رات کا انشاء اللہ تعالی لوگون نے کہا کہ آجکی رات کا تیرا قوت ہم دینگے شیخ نے کہا کہ تمہارا لقا نا میرے کام کا نہیں ہے جب شیخ خلیفہ کے پاس حاضر ہوے تو سلام کیا اور بیٹھے خلیفہ نے پوچھا اے شیخ کیا باعث تھا کہ یہ کام کیا تو نے خلیفہ نے شرم کی اس بات سے کہ صریح نام عود کا لے صاحب شرع کے آگے شیخ نے کہا کہ مینے تیرے باپ دادا کو دیکھا ہے کہ یہ آیت بر سر منبر پڑھا کرتے تھے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ یعنے اللہ تعالی حکم فرماتا ہے کرنے عدل و احسان کا اور دینے قرابتیون کا اور منع کرتا ہے بیحیائیون اور خلاف شرع سے پس مینے ایک چیز خلاف شرع دیکھی اوسکو توڑ ڈالا مینے مجکو اسمین کیا ہوتا ہے خلیفہ نے کہا واللہ خوب کیا تمنے شیخ باہر نکلے خلیفہ نے اونکے پیچھے ایک تھیلی زر کی بھیجی اور خادم کو کہدیا کہ دیکھنا کہ اگر شیخ لوگون سے کہے کہ مینے خلیفہ سے یون کہا اور اونہون نے مجھسے یون کہا تو یہ تھیلی اونکو دینا اور اگر کچھ نکہے تو دیدینا خادم جب باہر آیا تو دیکھا کہ شیخ اپنی اسی پہلی وضع پر گٹھلیان کھجور کی چن رہے ہین اور کسی سے کچھ نہین کہتے ہین تھیلی آگے شیخ کے رکھدی اور کہا اے شیخ یہ تمکو خلیفہ نے دی ہے شیخ نے کہا کہ لیجا کہ یہ میرے کام کی نہین اور یہ بیتین پڑھین شعر
اَرٰى الدُّنْيَا لِمَنْ هِيَ فِيْ يَدَيْهِ ٭ هُمُوْمًا كُلَّمَا كَثُرَتْ لَدَيْهِ ٭ اِذَا اسْتَغْنَيْتَ عَنْ شَيْءٍ فَدَعْهُ ٭ وَخُذْ مَا اَنْتَ مُحْتَاجٌ اِلَيْهِ ٭
اور یہ بھی آیا ہے کہ بیچ زمانہ مامون خلیفہ کے ایک شخص تھا کہ لوگون پر احتساب کیا کرتا تھا اور اون کیواسطے مقرر تھا جب خلیفہ نے سنا تو فرمایا کہ حاضر کرو اوسکو خلیفہ نے کہا کہ کیون بغیر ہمارے حکم کے امر معروف کرتا ہے

تو خلیفہ اوسوقت کرسی پر بیٹھا تھا اور ایک کتاب پڑھ رہا تھا کتاب اوسکے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی تھی اور اوسکو
خبر نہ تھی محتسب نے اوسکی بات کا جواب نہ دیا اور کہا اوٹھا اور نہ مجکو کہہ تا مین اوٹھالون دو تین بار یہ کہا خلیفہ نہ سمجھا
کہ کیا کہتا ہے پوچھا کہ کیا کہتا ہے تو محتسب نے کہا کہ تیرے پانؤن کے نیچے نامہ خدا کا پڑا ہے اوٹھا خلیفہ نے جب دیکھا تو شرمندہ
ہوا اور کہا کہ جواب دے اسکا کہ بغیر ہمارے حکم کے احتساب کیون کرتا ہے تو حال آنکہ اسکو حق تعالی نے سپرد کیا ہے
ہمارے کہ ہم اہلبیت ہین اور ہمارے حق مین فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰہُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا
الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ یعنے وہ صحابہ اور اہلبیت یا مطلق مسلمان ایسے ہین کہ اگر
قوت دیوین ہم انکو زمین مین تو قائم کرین وہ نماز کو اور دیوین وہ زکوۃ کو اور حکم کرین ساتھ معروف کو اور منع
کرین منکر سے محتسب نے کہا کہ سچ کہتا ہے تو اسیطرح ہے جیسے کہا تو نے لیکن حقتعالی اور جگہ فرماتا ہے وَالْمُؤْمِنُوْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ یعنے مومن مرد اور مومن عورتین
بعض انکے دوست ہین بعض کے حکم کرتے ہین اچھی باتون کا اور منع کرتے ہین بری باتون سے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا یعنے مومن واسطے مومن کے مانند بنیاد کے ہے
کہ مضبوط کرتا ہے بعض اوسکا بعض کو یہ کتاب خدا کی اور سنت رسول کی ہے اگر اطاعت انکی کرتا ہے تو تو شکر کر میرا کہ مدد کرتا
ہون مین تیری اس امر مین اور اگر تکبر کرتا ہے تو تو تو جان اور وہ ذات پاک کہ کام تیرا اوسکے ہاتھ ہے اب کیا کہتا ہے تو
مامون کو یہ بات اوسکی خوش آئی اور کہا کہ تجھ جیسے کو جائز ہے کہ احتساب کرے کہ جو کچھ کرتا ہے تو کہ ہمنے بھی حکم دیا حکایت
شیخ ابوالحسن نوری قدس اللہ سرہ کی مشہور ہے کہ ایک کشتی مین بیٹھے تھے اور مٹکی شراب کی واسطے معتضد باللہ
کے لوگ لاتے تھے سبکو توڑ ڈالا مگر ایک مٹکا نہ توڑا اونکو حاضر کیا آگے معتضد کے کہ ایک بادشاہ ظالم تھا اور
تلوار اوسکی اوسکے کلام پر سبقت کرتی تھی اور وہ لوہے کی کرسی پر بیٹھا تھا اور ایک لٹھ لوہے کا ہاتھ مین رکھتا تھا کہا
تجکو کسنے محتسب کیا ہے انہون نے کہا کہ جسنے تجکو بادشاہ کیا معتضد نے سر نیچے جھکایا بعد ایک ساعت کے سر اوٹھایا
اور کہا کہ تجکو کیا باعث تھا اس عمل پر کہ کیا تو نے شیخ نے فرمایا کہ باعث اسپر تھی شفقت تجپر اور خلق پر کہ تجکو گناہ سے
بچایا یعنے اور خلق کو تیری متابعت سے کہا کہ اس مٹکے کو کیون چھوڑا تو نے فرمایا کہ وقت توڑنے مٹکون کے انکو میرے
دلکی بیچ مشاہدہ جلال حق کے اور خوف مطالبہ اسکے تھی اور ہیبت خلق کی اور دبدبہ تیرا مجھسے اوٹھ گیا تھا اگر اوس
حالت مین تمام روی زمین مٹکا ہوتا تو توڑ ڈالتا مین ناگہان میرے دلمین ایک طرح کا تکبر پیدا ہوا کہ تجھ جیسے شخص پر
ایسی جرأت کی یعنے پس اپنے تئین باز رکھا یعنے کہ کار خدا مین نفس کو دخل نہو معتضد نے کہا کہ تجکو عالم مطلق
کیا یعنے جو کچھ چاہیے تو کر شیخ نے فرمایا کہ ای امیر المؤمنین اوسوقت تک مین غیرت دین سے اور غیرت حق سے
امر کرتا تھا اب امر میرا اوپر شرط کے ہوا یعنے تیرے حکم پر پس مین نہین دوست رکھتا اسکو حکم فرمایا پھر ملازمین کو کہ

مجھکو ساتھ سلامتی کے نکالدین اور تیر حلقوم سے باہر نکالین پس نکل گئی جبتک کہ دور مستنصد کا تھا وہ بغداد مین نہین آئے رحمت کرے اللہ اُنپر اور یہ بھی آیا ہے کہ ہارون رشید حج کے لیے آئے تھے جب کوفہ مین پہونچے تو چند روز وہان قیام کیا بعد ازان وہانسے کوچ کیا اور لوگ شہر کے اونکے دیکھنے کے لیے باہر نکلے اور بہلول دانا بھی نکلے اور ایک گھوڑی پر بیٹھ گئے اور لڑکے اونکے گرد جمع تھے ناگہان ہودج خلیفہ کا نمودار ہوا بہلول نے آواز بلند سے پکارا کہ ای امیر المومنین ای امیر المومنین ہارون نے نقاب سامنے سے اوٹھائی اور کہا لبیک ای بہلول یعنے فرمائیے کیا فرماتے ہو فرمایا بہلول نے کہ ای امیر المومنین ہمنے سنا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم عرفات سے پھرے تھے اور اونٹنی پر سوار تھے نہ مار پیٹ تھی اونکے آگے اور نہ ہٹو ہٹو اور نہ بڑھے جاؤ یہ طمطراق تیرے ساتھ کیسی ہے ای امیر المومنین تواضع کر تواضع اور تکبر کو چھوڑ ہارون رشید رو دیا یہانتک کہ آنسو اوسکے زمین پر گرے اور کہا ای بہلول کچھ اور نصیحت کیجیے رحمت کرے تجھپر اللہ تعالی پھر کہا بہلول نے ای امیر المومنین جس شخص کو کہ خدا تعالی نے مال دیا اور جمال دیا پس خرچ کیا مال اپنا اور پارسائی کی ساتھ جمال اپنے کے حق تعالی اوسکو بیچ خالص دیوان اپنے کے جملہ ابرار سے لکھتا ہے کہا ہارون نے کہ خوب کہا تمنے ای بہلول کچھ مانگو تا دون مین تمکو کہا جو کچھ مجھکو دیتے ہو وہ اوسکو دو کہ اوس سے از راہ ظلم کے لیا ہو مجکو اوسکی حاجت نہین کہا ہارون نے ای بہلول اگر تجھپر کچھ قرض ہووے تو ادا کر دون کہا ای امیر المومنین یہ تمام علما کوفہ مین جمع ہین اتفاق رکھتے ہین اسپر کہ ادای قرض ساتھ قرض کے جائز نہین ہے یعنے تو نے جو از راہ ظلم کے مال لوگونکا لیا ہے تو وہ قرض اونکا تجھپر ہوا اوس سے تو چاہتا ہے کہ مین قرض اپنا ادا کرون پس قرض سے قرض کیونکر ادا کرون کہا ای بہلول کچھ تو قبول کر تیرے ایک دنکا قوت ہو بہلول نے سر آسمان کیطرف اوٹھایا اور کہا ای امیر المومنین ہم اور تو سب بندے خدا کے ہین محال ہے کہ تجکو یاد کرے اور ہمکو فراموش ہارون نے نقاب منہ پر ڈالی اور چل کھڑے ہوئے اور بہت سخت کلمے بیچ رد سلاطین کے خط سفیان ثوری رحمۃ اللہ کے مین ہین کہ ہارون رشید کو لکھا تھا اسکو نقل کرتے ہین ہم اور فصل کو ساتھ اوسکے ختم کرتے ہین ہم آیا ہے کہ جب ہارون خلیفہ ہوا اور امر خلافت کا سپرد اوسکے ہوا تو علما اور صلحی سب مبارکبادی دینے کے لیے اوسکے پاس آئے اور اوسنے دروازے خزانو نکے کھول دیے اور ہر ایک کو انعام و اکرام خوب سا دیا اور ہارون پہلے خلیفہ ہونیکے ہمنشین زاہدون اور عابدون کا رہتا تھا اور سفیان ثوری سے بھائی چارہ رکھتا تھا اور سفیان نے جب خبر اوسکی خلافت کی سنی تو اوس سے ملاقات ترک کی اور صورت اوسکی نہ دیکھی ہارون مشتاق انکی ملاقات کا تھا چاہا کہ انکو اپنے پاس طلب کرے اور اوسنے حدیث سے ایک خط سفیان کو لکھا مضمون اوسکا یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے بندہ خدا ہارون رشید کیطرف سے طرف سفیان دینی بھائی اپنے کے ای برادر اسکے ای بھائی میرے تو جانتا ہے کہ حقتعالے نے بیچ بھائی چارہ کرنیکے آپسمین کیا فضیلت رکھی ہے اور مجکو جیسا کہ رابطہ برادری کا تھا ویسا ہی محکم ہے اور نسبت ارادت کی کہ تمہاری خدمت مین رکھتا تھا اب بھی باقی ہے اگرچہ ہماری بوجہ سلطنت کے کہ حقتعالی نے میری گردن پر رکھا ہے نہ تا

تو تمہاری ملازمت مین حاضر ہوتا جان کہ کوئی میرے دوستون مین سے ایسا نہین ہے کہ جسنے مجکو نہین دیکھا اور مبارکباد نہین دی اور مینے بھی خزانے اموال کے اونپر کھول رکھے ہین اور ہر ایک کو انعام و اکرام دیا اور تم نہ آئے اشتیاق ملاقات کا بہت ہے اور یہ خط بسبب شوق کے لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ مومن کی ملاقات و محبت کی کیا کچھ فضیلت آئی ہے امید ہے کہ بمجرد دیکھنے خط کے جلدی آؤ اور بعد اسکے توقف نہ کرو والسلام جب خط تمام ہوا تو ہارون نے آدمی کو بلایا کہ لیجاوے کوئی بسبب تیز مزاجی سفیان کے جرأت نہین کرتا تھا کہ اوسکے سامنے جاوے ایک شخص تھا عباد نام اوسکو وہ خط دیا اور کہا کہ کوفہ کو جا اور قبیلہ بنی ثور کا پوچھ لینا وہان سفیان ثوری کو تلاش کر کے یہ خط میرا دینا اور جو کچھ اوس سے تو سنے تو ذرہ ذرہ یاد رکھنا اور مجھسے آنکر کہنا عباد کہتا ہے کہ قبیلہ ثور مین پہونچا مین اور مسجد مین گیا دیکھا مینے کہ سفیان اوسمین بیٹھے ہین اور ایک جماعت نے گرد اونکے حلقہ باندھا ہے اسطرح کہ گویا چور ہین کہ انکو بادشاہ ظالم کے آگے لائے ہین اور اوسنے اونکے قتل کا حکم دیا ہے جب نظر سفیان کی مجھپر پڑی تو گھبرا کر اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَاَعُوْذُ بِكَ اللّٰھُمَّ مِنْ طَارِقٍ یَّطْرُقُنَا اِلَّا طَارِقٌ بِخَیْرٍ[1] اور اونکے کلمہ نے میرے دلمین بڑی تاثیر کی پھر مین مسجد کے باہر آیا جبکہ مین باہر آیا تو سفیان نماز مین مشغول ہوئے مینے گھوڑے کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور اندر آیا کسینے اوسکے ہمنشینون مین سے میری طرف نگاہ نکی اور مارے ہیبت کے سر اوپر نہ اوٹھا سکا اور مجکو بیٹھنے کا اشارہ نکیا پس بیٹھا مین مجکو بھی اونکی ہیبت نے گھیرا چوریکی نظر سے اونکو دیکھا مینے اور کہا مینے کہ سفیان ثوری یہی ہین کہ نماز پڑھ رہے ہین لوگون نے کہا ہان یہی ہین خط اونکی طرف ڈال دیا مینے وہ اوچھلے اور بھاگے گویا کہ سانپ مسجد کی محراب مین سے نکلا ہے پھر ہاتھ پر کپڑا لپیٹا اور خط کو پکڑا اور ان لوگون کیطرف کہ اونکے پیچھے بیٹھے تھے خط کو ڈال دیا اور کہا کہ پڑھو تم مین سے کوئی اس خط کو کہ کیا ہے کہ مین پناہ ڈھونڈتا ہون ساتھ خدا کے اس سے کہ چھوؤن مین اوس چیز کو کہ چھوا ہے اوسکو ایک ظالم نے جب خط سن چکے تو کہا کہ اس خط کی پشت پر لکھو لوگون نے کہا کہ ای ابا عبد اللہ[2] وہ خلیفہ ہے اگر اگر ایک اور کاغذ پر لکھین ہم تو بہتر ہو کہا لکھو اسکی پشت پر اگر یہ کاغذ وجہ حلال سے کمایا ہے تو جزای خیر پاوے اور اگر وجہ حرام سے ہے تو عذاب دیا جاویگا اور مین اسی پر اسلیے لکھواتا ہون کہ تا جس چیز کو کہ ظالم نے چھوا ہے ہمارے پاس نرہے کہ ہمارے دین کو خراب نکرے کہا لوگون نے کہ کیا لکھین ہم کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے بندۂ مردود سفیان بن سعید ثوری کا طرف بندہ کے کہ مغرور ہے ساتھ آرزوؤنکے کہ نام اوسکا ہارون رشید ہے کہ سلب کیگئی ہے اوس سے حلاوت ایمان کی اور بعد اسکے جان کہ لکھتا ہون مین تجکو اور معلوم کرواتا ہون تجکو کہ مینے قطع کیا تجھسے ملاپ تیرا اور بیزار ہوا مین تیری دوستی سے اسلیے کہ تو نے آپ اپنے اوپر گواہ کیا مجکو اور حاضرین مجلس کو اس مضمون پر کہ لکھا تو نے کہ کھولے مینے دروازے بیت المال کے مسلمانونکے لیے اور خرچ کیا مینے مال اونپر

[1] ترجمہ پناہ مانگتا ہون مین ساتھ اللہ سننے والے جاننے والے کے شیطان مردود سے اور پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے اسے اللہ آنیوالی سے کہ آوے ہمارے پاس رات کو مگر ساتھ خیر کے ۱۲

[2] یہ کنیت ہے سفیان کی ۱۲

بغیر حق کے اور صرف کیا ہیئے غیر مصرف مین اور اکتفا نکیا تونے اس خطا پر کہ کی تونے بلکہ مجکو بھی گواہ کیا تونے جان رکہ
مین اور یار میرے ہو گواہی دینگے فردا ہی قیامت کو آگے خدا تعالے کے اوس چیز پر کہ کی تونے اے ہارون صرف کیا تونے
مال مسلمانون کا بغیر رضا انکیکے آیا راضی تھے تیرے اس فعل پر فقرا اور مساکین اور مولفۃ القلوب اور مجاہدین فی
سبیل اللہ اور مسافر آیا راضی تھے حافظ قرآن اور اہل علم اور یتیم اے ہارون لپیٹ دامان اپنا اور تیار ہو جواب
اس سوال کے لیے اور تدبیر کر اس بلا کے لیے کہ اوترے تجھپر اوسوقت کہ کھڑا کرین تجکو آگے حاکم عادل جل جلالہ
اے ہارون سلب کیگئی تجھسے حلاوت علم و زہد کی اور لذت قرآن کی اور ہمنشینی نیکونکی اور راضی ہوا تو اسپر کہ
ظالم ہووے تو اور ظالمون کا پیشوا ہووے تو اے ہارون تخت پر بیٹھا تو اور چادر تکبر کی اوڑھی تونے اور اپنے دروازہ پر
پردہ عزت کا کھینچا تونے مشابہت رب العالمین سے ساتھ پیدا کی تونے ظالمون کو اپنے دروازہ پر بٹھایا تو وے
تا لوگونپر ظلم کرین اور داد بے انصافی کی دین اور آپ شراب پیوین اور لوگونپر حد شراب کی مارین آپ زنا کرین
اور خلق پر حد قائم کرین آپ چوری کرین اور چورونکے ہاتھ کاٹین نہین جانتا ہے تو کہ گناہ ان سبکا تجھپر ہوگا اسے
ہارون یاد کر اوس ساعت کو کہ پکارنیوالا یعنے اللہ پکاریگا اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوا تیری ہاتھ اور گردنپر طوق ہوگا اور
جمع کرو ان لوگونکو کہ ظلم کیا انہون نے
ظالم گرد تیرے ہونگے اور تو آگے اور پیشوا اونکا ہوگا اور نیکیان تیری اورون کی ترازو مین ہونگی اور تیری ترازو مین بلا اور ظلم پر ظلم ہوگا اور
کان رکھو میری نصیحت پر اور یاد کر میری وصیت کو کہ مینے تیری نصیحت مین کچھ چھوڑا نہین ہے اے ہارون خدا سے ڈر اور رعیت کی رعایت
کر نہین کوشش کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی محافظت کر اور سرداری کو سنوار کہ ملک دست بدست چلا جاتا ہے اگر اور ونپر باقی رہتا
تو تجھتک نہ پہونچتا بعضے لوگون نے ایسا کام کیا کہ اونکی آخرت مین مفید ہوا اور بعضونکو دنیا مین اور بعضون نے ایسا کام کیا کہ انکے
دین دنیا کو نقصان کیا اے ہارون تو اوس قبیلہ کا ہوا کہ دین دنیا کو نقصان پہونچایا تو نے چاہیے کہ بعد اسکے مجکو خط نہ لکھنا تو کہ پھر جواب
نہین لکھونگا مین والسلام عباد خط کا لیجانیوالا کہتا ہے کہ جب وہ خط تمام ہوا تو بغیر لپیٹے ہوے میری طرف پھینکدیا اور مُہر بھی اس خط کو نہ کیا
مینے اور اپنے مین تاثیر بڑی پائی مینے اور دل میرا دنیا سے سرد ہو گیا اور کوفہ کے بازار مین جاکر پکارا مین کہ ہے کوئی
کہ خریدے ایسے بندے کو کہ بھاگا ہے خدا سے طرف خدا کے لوگ درہم اور دینار لائے کہا مینے کہ یہ میرے کام کے نہین ایک جبہ
چاہتا ہون صوف پرانا کالا اور کملی پشمینہ کی لوگ تحفہ لائے لباس خلیفہ کا مینے بدن سے اوتار ڈالا اور ہتیار لوگونپر
ڈال دیے اور ہارون کے دروازے پر پیادہ پا اور ننگے پاؤن آیا مین جو کوئی کہ مجکو دیکھتا تھا ٹھٹھا کرتا تھا اور
کہتا تھا کیا حال ہے تیرا پس ہارون سے مکان مین آیا مین جب مجکو دیکھا اوسنے تو اوٹھا اور بیٹھا پھر اوٹھا اور اپنے سر اور
منہ پر طمانچے مارنے شروع کیے اور واویلا کرنی شروع کی اور کہا اَنْفَعُ الرَّسُوْلُ وَخَابَ الْمُرْسِلُ کہا مینے مجکو دنیا
فایدہ پایا قاصد نے اور برباد ہوا بھیجنے والا
سے کیا کام ہے وہ خط اوسی طرح بغیر لپیٹا خلیفہ پر پھینکدیا مینے خلیفہ نے نامہ کو پڑھنا شروع کیا اور آنسو حضرت کے
آنکھونسے برسنے لگے اتنا رویا کہ تمام لباس اوسکا تر ہو گیا مجلس کے ہمنشینون نے کہا اے امیر المومنین سفیان نے تجھ

بہت جرأت کی اور کلام زیادہ حد سے کیا اوسکو سزا دی اور قید کر کہ اور ونکو عبرت ہوئے ہارون نے کہا چھوڑ دو اونکو
سندون دنیا کے مغرور وہ شخص ہے کہ تمہاری خوش آمد پر مغرور ہوئے اور بدبخت وہ شخص ہے کہ تمہاری بات سُنے
چھوڑ دو سفیان کو ساتھ کار اوسکے کے راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے ہمیشہ خط سفیان کا ہارون کے سامنے رہتا تھا اور
بعد ہر نماز کے پڑھتا اور روتا تا دم مرگ یہی معمول رہا رحمت کرے اللہ اوسپر یہ تھی سیرت علما کی اور عادت انکی بزرگونکی
بیچ امر معروف اور نہی منکر کے بادشاہونپر اور یہ تھا توکل انکا اوپر فضل رب العالمین کے اور نہ پروا کرنی انکی ظلم
ظالمونسے اور راضی ہونا انکا قضا و قدر رب العزت پر اور چونکہ نیت انکی خالص اور ارادہ صادق تھا بالضرور انکے
کلام میں ایک تاثیر تھی اور چونکہ اوسوقت مین عالمونکی زبانون کو طمع نے بند کر دیا ہے سوا ایسے کلام کے کہ موافق
ہوا قوال اور احوال سلاطین کے نہیں کر سکتے ہین اور ہرگز حق گوئی ساتھ طمع کے جمع نہین ہوتی بیت طمع بند و دفتر حکمت
بشوی طمع بگسل و ہرچہ دانی بگوی کہتے ہین علما کہ خرابی رعیت کی بسبب خرابی بادشاہونکے ہے اور خرابی بادشاہونکی بسبب
خرابی علما کے ہے اور خرابی علما کی بسبب غالب ہونے حُب مال و جاہ کے ہے اور جسپر کہ حب دنیا غالب ہوگی احتساب اوسکا
اوپر ارذال اور چھوٹونکے ممکن نہین چہ جائی بادشاہون اور بڑونپر واللہ المستعان علی کل حال خدایا خداوندا ہر ایک
خصلت نیک نصیب فرما خدایا نیکی دے اور بدی سے دور رکھ خدایا ہمکو ہمپر نہ چھوڑ یعنے فکر اور سوچ بچار اپنے امور کی آپ
پر ہے بلکہ تو مددگار و کارساز ہمارا ہو کہ ہمسے کچھ نہین ہو سکتا اِنَّكَ اَنْتَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ
رَحِيْمٌ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فصل چھٹی بیچ منکرات کے کہ برتی جاتی ہین عادات مین جان کہ حصر کرنا تفصیلوار
جزئیات منکرات کا مشکل ہے لیکن اس فصل مین مجملات انکے بیان ہوتے ہین کہ انسے تفصیلین انکی بطریق قیاس
کے نکال سکتے ہین دوسرے یہ کہ جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ مکروہ ہے منع کرنا اوس سے مستحب ہے اور سکوت کرنا اوسپر مکروہ
اور جو کچھ کہ حرام ہے منع کرنا اوس سے واجب ہے وقت قدرت کے اور سکوت اوسپر حرام اور جہان کہ مطلق منکر
کہا ہے علما نے یا منکر محظور یعنے ممنوع مراد اوس سے حرام ہے اور تمام منکرات کہ یہان مذکور ہین منکرات مسجدون
اور بازارون اور راہون اور حماموں اور ضیافتون کے ہین ایسے منکرات مساجد کے از انجملہ وہ ہین کہ لوگ نماز مین
بے احتیاطی کرتے ہین اور تعدیل ارکان اور طمانیت رکوع اور سجود مین بجا نہین لاتے ہین اور یہ مکروہات سے ہین بموجب
مذہب امام اعظم کے اور مفسدات نماز سے ہین بموجب مذہب امام شافعی کے پس منع کرنا انسے بموجب مذہب انکے واجب
اور بموجب مذہب ہمارے مستحب ہے تعدیل ارکان اور طمانیت مراد ہے ٹھیرنا رکوع اور سجود مین بقدر تسبیح تا اعضا
اپنے ٹھکانے پر آجاوین پس یہ واجب ہے رکوع و سجود مین اور اسیطرح بعد رکوع کے اور دونون سجدون کے بیچ
ٹھیرنا اوپر طرح مذکور کے واجب ہے بحسب تحقیق علماے محققین کے پس اسکا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز بہت
ناقص ہوتی ہے اسکے ترک کرنیسے واجب ہے کہ اوس نماز کو پھر کے پڑھے اور جو کوئی کسی کے نماز مین کچھ دیکھے نا شنیدہ

نجاست کپڑے کی اور پڑھے ہونا قبلہ سے اور مانند اسکے اور اسپر سکوت کرے تو اس چیز مین شریک ہوتا ہے
کہ حدیث مین اسیطرح وارد ہوا ہے بلکہ ہر گناہ وقت قادر ہونیکے اسکے منع کرنے پر بھی حکم رکھتا ہے حدیث مین آیا ہے
کہ سننے والا غیبت کا سنکر سکوت کرے بیچ حکم کرنیوالے غیبت کے ہے اور جملہ منکرات مسجد کے سے غلط پڑھنا پکارکر
قرآن کا ہے اور منع کرنا اوس سے اور سکھانا صحیح کا واجب ہے اور اگر کوئی مسجد مین معتکف ہو اور اکثر اوقات اوسکے بیچ
سکھانے صحت قرآن اور منع کرنے منکرات مسجد کے صرف ہو اور مشغول ہونیسے ساتھ نفل اور ذکر اور فکر کے باز رہے
تو بہتر ہے اور ثواب اسمین زیادہ ہے کہ فائدہ اوسکا اورونکو پہونچتا ہے اور فائدہ نوافل کا اپنی ہی نفس کیلیے ہے
اور فضیلت عبادت متعدی کی عبادت لازمی پر بہت ہے اور جو کوئی قرآن پڑھنے مین خطا بہت کرے اگر قابلیت
سیکھنے کی منع کرے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ خطا کے گناہ ہے اور اگر زبان اوسکی صلاحیت سیکھنے کی نہین رکھتی ہے
اور اکثر خطا ہی کرتا ہے تو چاہیے کہ بہت نہ پڑھے اور قدر ضرورت پر اور اسقدر پر کہ جائز ہو اوس سے نماز اقتصار کرے
اور اگر خطا اسکی کم اور صحت بہت ہے تو لیں اگر زیادہ قدر ضرورت سے پڑھے تو مضائقہ نہین ولیکن چاہیے کہ آواز پست
سے پڑھے بلند سے نہ پڑھے تا دوسرا نہ سنے اور اگر اوسکو منع کرے تو بھی ایک وجہ رکھتا ہے ولیکن اگر شوق اسکا ساتھ قرات
کے اور انس اسکو ساتھ قرآن کے بہت ہے اگر وہ پڑھے اور اوسکو منع نکرے تو مضائقہ نہین واللہ اعلم اور جملہ منکرات
مسجد سے جلد جلد کہنا مؤذنون کا ہے اذان کو اور درازگی کرنی اونکی بیچ مد کلمات اذان کے اور پھیر جانا اونکا جملہ
سے ساتھ تمام بدن کے وقت کہنے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے حالانکہ مستحب فقط پھیرنا منھہ ہی کا ہے اور اسیطرح
منکرات سے ہے کہنا اذان فجر کا پہلے صبح سے کہ اس سے نماز روزے خراب ہوتے ہین عوام کے کہ جو وقت پہچانتے نہین
اور یہ چیزین سب مکروہات سے ہین اور جملہ مکروہات مسجد سے پہننا خطیب کا ہے لباس سیاہ کو کہ ریشم اوسمین غالب ہے اور
باندھنا خطیب کا تلوار سنہری کو یعنے جسکی کوتی یا قبضہ وغیرہ سونیکا ہو کہ پہننا انکا حرام ہے اور منع کرنا واجب اور نرا سیاہ
بغیر ریشم کا ہو تو حرام ومکروہ نہین ہے ولیکن ترک کرنا اسکا اولی ہے حدیث مین آیا ہے کہ دوست ترین کپڑونکا
خدا تعالی کے نزدیک کپڑا سفید ہے اور جسنے کہ سیاہ کپڑے کو مکروہ اور بدعت کہا ہے مراد اوسکی یہ ہے کہ صحابہ کے وقت
مین معمول نہ تھا اسکا پہننا اور ہر بدعت حرام نہین ہے بلکہ حرام وہ بدعت ہے کہ سنت کو تغیر کرے اور جملہ منکرات
مسجد سے کلام واعظون کا ہے یعنے جو کہ قصہ اور حدیثین جھوٹی بنا کر بیان کرین اور جو قصہ خوان کہ جھوٹ کہے فاسق
ہے اور منع کرنا اوسکو واجب اور اسیطرح جو واعظ کہ بدعتی اور سستی کرنیوالا ہوا امور دینی مین اور اکثر کلام اوسکا
اشعار اور بدعت ہو تو حاضر ہونا اوسکی مجلس مین جائز نہین مگر بقصد منع کرنیکے جائز ہے کہا ہے علمانے کہ بہت
نقصان کی چیز صحبت عالم فاسق اور صوفی جاہل اور واعظ سستی کرنیوالے کی ہے اور چاہیے کہ کلام واعظ کا منحصر
بیچ بیان کرنے امید وخوف کے ہو کہ سبب دلیر کرنے لوگونکا ہے بلکہ امید اور خوف دونون بیان کرے جیسا کہ طریق

کلام مجید کا ہے بلکہ خشیت اور تہدید بہت نافع ہے اور نہایت عزت بخوف اور امید کیا ہے کہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رض
نے فرمایا کہ اگر روز قیامت کے ندا کریں کہ تمام لوگ دوزخ میں داخل ہوں مگر ایک شخص تو امید رکھتا ہوں کہ وہ ایک
میں ہوؤں اور اگر کہیں کہ سب لوگ بہشت میں داخل ہوں مگر ایک تو ڈرتا ہوں کہ وہ ایک میں ہوؤں اور جملہ منکرات
مسجد سے ہے حلقہ باندھنا روز جمعہ کو اسلئے بیچنے دواؤں اور کتابوں اور تعویذوں کے اور اسی قبیل سے ہے وہ چیز
کہ اوسمین فریب دینا اور جھوٹ بولنا ہے جیسے کہ عادت طبیبوں چغہ داروں اور فریبی اہل تعویذات کے ہیں حرام
ہیں مسجد میں اور غیر مسجد میں اور منع کرنا انکا واجب ہے اور جو کچھ کہ اس جنس کا نہیں ہے مانند بیچنے دواؤں کے
بغیر فریب کے اور بیچنے کتابوں اور کھانوں کے حرام نہیں ہے اگر کوئی بیچے تنگ نکریں اور نمازیوں تشویش نکریں لیکن
اولی یہ ہے کہ نکریں یہ بھی اور شرط اسکے مباح ہونیکی یہ ہے کہ کبھی ہوا اور اگر مسجد کو دکان ٹھہراوے تو حرام ہے بعضے چیز یہ ہیں کہ تھوڑا سا
انکا مباح ہے اور اگر بہت ہو تو حرام ہو جاتا ہے جیسے گناہ صغیرہ کہ اگر ہمیشہ کریں تو کبیرہ ہو جاتے ہیں کلام حجۃ الاسلام امام غزالی رح کا ہے اور فقہ حنفیہ میں یوں لکھا ہے
کہ بیچنا اور مول لینا اور کھانا کھانا اور سونا مسجد میں غیر معتکف کو جائز نہیں ہے اور جملہ منکرات مسجد سے داخل کرنا
دیوانوں اور لڑکوں کا ہے مسجد میں ف پوچھنا پاؤں کا بیچ مٹی کے کبھی ہو مسجد میں اور پوچھنا پاؤں کا بوریوں سے
نہیں درست اور مسجد میں بیٹھکر کچھ لکھنا باجرت یا اور کسب کرنا اور لڑکوں کو پڑھانا کچھ اجرت لیکر مکروہ ہے اور احتساب
کیا جاوے اوسپر کہ نفل پڑھے عیدگاہ میں اور احتساب کیا جاوے اوسپر کہ نماز جنازہ پڑھے مسجد میں اسلئے کہ مکروہ ہے
اور سوال کرنا مسجد میں نہیں درست ہے اور بہت گناہ ہے اور مکروہ ہے دینا مسجد کے سوال کرنیوالونکو اور بعضونے
نے کہا ہے کہ اگر سائل لوگونکی گردنوں سے پھلانگ کر نہ جاوے اور نمازیونکے آگے سے نگذرے تو مکروہ نہیں ہے دینا
اوسکا اور مسجد میں نکالنا ریح کا اور تھوکنا اور وضو کرنا اور پکار کر بولنا بہت برا ہے اور مکروہ ہے راہ مقرر کرنی
مسجد میں مگر ساتھ عذر کے اور مکروہ ہے کلام دنیا کا کرنا بلا ضرورت مسجد میں کتاب اشباہ والنظائر میں لکھا ہے
کہ کلام مباح کرنا مسجد میں ایسا عملونکو کھوتا ہے جیسے آگ لکڑیونکو جلاتی ہے بلکہ چاہیے کہ جسکا متوجہ اللہ کیطرف
ہے اور مکروہ ہے چڑھنا مسجد کی چھت پر مگر مرمت کے لیے جائز ہے اور اسیطرح جبکہ گرمی بہت ہو تو مکروہ ہے یہ کہ
نماز پڑھیں جماعت سے چھت کے اوپر مگر جبکہ تنگ ہو مسجد تو نہیں مکروہ ہے چڑھنا اوسکی چھت پر اور احتساب
کیا جاوے اوسپر کہ لوگونکی گردنوں سے پھلانگ کر جاوے اور مکروہ ہے بیٹھنا مسجد میں مصیبت کے لیے تین دن تک
یا کم اسے اور غیر مسجد میں اجازت ہے مردونکے لیے تین دن تک اور ترک کرنا اسکا اولی ہے یہ مسائل نصاب
الاحتساب میں ہیں اور اسیطرح کتاب اشباہ والنظائر میں بھی لکھا ہے کہ مسجد میں تعزیت کے لیے بیٹھنا
مکروہ ہے پس یہ جو یہاں رسم ہے کہ جسکا کوئی مرگیا تو مسجد دوڑا گیا پھول کو بیچنے لیے یہ بات خلاف شرع ہے
اسلیے کہ مسجد میں مطلق تعزیت کے لیے جبکہ بیٹھنا مکروہ ہوا تو کیا حال ہوگا اوسکا کہ وہاں بیٹھکر سیپارے

ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور فاسق فاجروں بلکہ ہندوؤں کی بھی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور درمیان میں
پڑھنے کے کلام دنیا کے کرتے جاتے ہیں بغیر حالت پڑھنے کلام اللہ کے کلام دنیا کرنا مسجد میں مکروہ ہے چہ جائیکہ کلام اللہ
کے پڑھنے میں اور سوا انکے بہت سی خرابی کی باتیں ہوتی ہیں چنانچہ نصاب احتساب میں کوئی مجلس ختم میں
ایسی مجلس تعزیت کی کراہت کی لکھی ہیں جسکا نام رکھا ہے لوگوں نے کہ یہ مجلس ثواب کی ہے سبحان اللہ
مجلس کریں اپنے نام و نمود کے لیے اور وہاں بیٹھکر مرتکب طرح طرح کے گناہوں کے ہوں اور پھر متوقع ہوں
ثواب عظیم کے ذرہ غور تو کریں کہ کرتے کیا ہیں اور کہتے کیا ہیں بہر حال اتباع سنت ہر چیز میں عجب چیز ہے
کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے میری سنت کو دوست رکھا اوسنے مجھکو دوست رکھا اور جسنے مجھکو دوست
رکھا وہ میرے ساتھ ہوگا جنت میں پس اے بھائیو ایسی سعادت حاصل کرنیکی تلاش کرو اور اپنے دلکی باتیں نکالی ہوئی چھوڑ
اللھم ارزقنا وایاکم اتباع حبیبک صلے اللہ علیہ وسلم اور منکرات بازاروں کے از انجملہ جھوٹ بولنا ہے
معاملات میں اور چھپانا عیب اوس چیز کا ہے جو بیچی جاتی ہے اور جسکو معلوم ہو کہ خریدنیوالا دھوکہ کھاویگا تو لازم ہے
کہ بیچنے والیکو آگاہ کردے ورنہ یہ بھی خیانت میں شریک ہوگا اور جو کوئی کہ مسلمان کے مال ضایع ہونیکو روا
رکھے تو وہ گنہگار ہے اور ایسے ہی تفاوت گزکا اور پیمانہ کا اور ترازو کا منکرات سے ہے اگر آپ احتساب نکرسکے
تو حاکم کو خبر کردے اگر قدرت رکھتا ہو اور جملہ منکرات سے بیچنا باجونکا ہے قسم ڈھولک اور طنبورہ اور مانند انکی کے
اور بیچنا شکلوں حیوانات کا یعنے کھلونوں کا مانند بلی اور کتے وغیرہ کے روز عید کے اور اسیطرح بیچنا سونے
چاندی کے باسنوں کا اور بیچنا ریشمی کپڑونکا اگر معلوم ہو کہ مردونکے لیے بیچتے ہیں اور اسیطرح بیچنا پرانے کپڑیکا
کہ اوسکو دھو دھلا کر آراستہ کیا ہو فریب دینے کے لیے اور مانند انکے کے اور باقی چیزونکو اسپر قیاس کرلیں
اور منکرات راہونکے از انجملہ یہ ہے کہ شارع عام میں دکان نہ بناویں اور نہ درخت لگاویں کیسیکے مکانکے متصل
اور اور جو چیز کہ راہ کو تنگ کرے اور راہ چلنے والونکو ضرر پہونچاوے وہ منکر ہے اور اسیطرح باندھنا جانورکا
راہ پر کہ سبب تنگی راہ اور اٹکنے لوگونکا ہو ممنوع ہے اور اگر بقدر ضرورت کے ہو تو جائز ہے کہ ہر شخص اسکا
محتاج ہے حاصل یہ کہ قاعدہ کلیہ اسمیں یہ ہے کہ جس چیز میں ضرر اور ایذا لوگونکی ہے کرنا اسکا شارع عام میں منکر
ہے اور منع کرنا اس سے واجب اور شارع عام وہ راہ ہے کہ مخصوص ساتھ کیسیکے نہو اور اگر کوئی شخص کتا رکھے کہ راہ پر
رہتا ہے اور ایذا دیتا ہے لوگونکو تو منع کرنا اوسکا واجب ہے اور منکرات حماموں کے از انجملہ یہ ہے کہ حمام کے
دروازہ پر صورتیں حیوانونکی کھڑی ہوں اور اگر قادر ہو تو بگاڑدے اور بگاڑنے میں بگاڑنا صورتونکے سرونکا
کافی ہے اور تصویریں درختوں وغیرہ کی ممنوع نہیں اور جملہ منکرات سے کھولنا سترونکا ہے اور دیکھنا
اونکا اور جملہ منکرات سے ہے اوندھے پڑجانا اور حمامی کو اپنے پر لٹا لینا واسطے دلوانے اعضا اور رانونکی

کہ یہ مکروہ ہے اگرچہ کوئی چیز حائل ہو اور اگر خوف شہوت کا ہو تو حرام ہے اور یہ جو بعضی جا پر رسم ہے کہ حمامی
شست کے اندر ہاتھ ڈالکے چیتڑے اور کولہے وغیرہ ملتا ہے یہ بہت ہی برا ہے اسلیے کہ جن اعضا کو دیکھنا حرام
ہے اونکو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے اور حمام منکرات سے دھونا ہاتھ اور ازار اور پانسون نجس کا ہے اوس حوض
مین کہ پانی اوسکا تھوڑا ہو اگر مالکی ہو کہ اونکے مذہب مین جائز ہے اور اگر حنفی اور مالکی مثلاً جمع ہون تو احتیاط
پر نرمی کرے اور حمام منکرات سے جمع ہونا پانی اور صابون اور مانند انکے کا ہے کہ سبب پانو کے پھسلنے کا ہو اور
منکرات ضیافت از انجملہ فرش ریشم کے اور استعمال سونے چاندی کے باسنو نکا ہے اور از انجملہ باجون کا اور
حاضر ہونا عورتون گانے والیونکا ہے خصوصاً وقت خوف شہوت کے اور از انجملہ جمع ہونا ہے عورتونکا کوٹھے پر
واسطے دیکھنے مردونکے کہ یہ سب حرام ہین اور جو کہ ان چیزونکو تغیر نکر سکے تو چاہیے کہ وہان جائے ہی نہین اور
اگر فرش بچھا ہو تو منکر نہین کہ پامال ہوتا ہے اور اشد منکرات طعام حرام اور زمین اور فرش غصب کے ہین
اور حاضر ہونا ظالم کی مجلس مین اور از انجملہ حاضر ہونا بدعتی کا ہے کہ کلام کرے ساتھ بدعت کے اور حاضر ہونا اسکا ہو
کہ مجلس ہنسنے کی ہو اور از انجملہ اسراف کرنا طعام مین اور مکانون اور فرش مین اور مانند انکے مین جانا چاہیے کہ مال مین
دو چیزین ہین ضایع کرنا اور اسراف کرنا ضایع کرنا تو تلف کرنا مال کا ہے بغیر فائدہ معتدبہ کے مانند جلانے
کپڑون ریشمی کے بغیر ضرورت کے اور پھاڑ ڈالنے انکو اور پھینکدینے مال کے اور اسیکے حکم مین ہے صرف کرنا مال کا عورتون نوحہ کرنے
والیون پر اور گویون پر اسلیے کہ ان چیزونمین فائدہ ہے لیکن چونکہ وہ فائدہ حرام ہے شرعاً گویا فائدہ ہی نہین اور اسراف کبھی
ضایع کرنیکو بھی کہتے ہین اور کبھی مال کے صرف کرنیکو مباحات مین ساتھ مبالغہ اور زیادتی کے مثلاً ایک شخص عیال
رکھتا ہے اور اوسکے پاس سو دینار ہین اور وہ اون سبکو حمالی مین خرچ کر ڈالے تو وہ مسرف ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا اور نہ فراخ کر تو ہاتھ کو کل فراخ کرنا یعنے خرچ کر نہین پس بیٹھیگا
تو ملامت کیا گیا محتاج یہ آیت ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ مدینہ مین تھا اور تمام مال بانٹ دیا تھا کچھ عیال
کے لیے بھی نہ رکھا تھا اور قرآن مین ہے إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ اور یہ بھی فرمایا ہے وَالَّذِينَ
إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا اور اگر کوئی شخص تنہا ہو اور توکل درست ہو تو جائز ہے کہ تمام مال تصدق کر
لیکن عیال دار کو یہ جائز نہین اور اگر توکل اہل وعیال کا صادق ہو اور وہ راضی ہون اوس پر تو شاید کہ جائز ہو اور
قصہ حضرت صدیق اکبر کا دلیل ہے اوس پر یعنے وہ تمام مال جہاد کے لیے حضرت کے آگے لے آئے تھے پس اونکے اہل وعیال راضی
ہونگے اس پر اونکے لیے جائز ہوا واللہ اعلم یہ ہے بیان تھوڑے سے منکرات کا اور تمام منکرات کا بیان کرنا ساتھ اصول و فروع
اونکے مشکل ہے اور موقوف ہے اوپر بیان کرنے تفصیلون شرع کے واللہ الموفق والمعین **فصل ساتوین بیچ**
بعضے مسائل متفرقہ کے کہ متعلق ہین مطلب پہلے کے فرزند کو پہونچتا ہے کہ باپ پر احتساب کرے اور اسیطرح غلام کو آقا پر اور

لے یعنے بچھونا ہو اوسکے اوپر ... تکلف کرکے بیٹھے ہون ... اور بعضون نے کہا کہ حضرت ہی کے حق مین نازل ہوئی ... کہ آپ کا ... کرتا دیدیا تھا اور نماز کے وقت ... ننگے بیٹھے ... بیچ میں ... نازل ہوئی ... بحر العلوم ... کو ... معتمد ... اور وہ لوگ ... بیچ ... اسراف ... ۱۲

جیسے بیٹی کو خاوند پر اور شاگرد کو استاد پر اور رعیت کو حاکم پر لیکن جو احتساب کہ پہونچتا ہے وہ دو درجہ ادنی ہی کا ہے
اقسام احتساب میں سے یعنی معلوم کروا دینا اور نصیحت کرنا ساتھ نرمی و مہربانی کے اور مراتب پیچھے یعنی برا کہنا اور سخت کہنا اور تہدید
کرنے اور ایسے بیان بہی جائز نہیں لیکن اختلاف ہوتی ہے یعنی پانچویں کہ بگاڑ ڈالنا ہاتھ سے ہے مانند توڑ ڈالنے باجونکے اور پھینک دینے
شراب کے اگر باعث ہائکی ایذا کا ہو اور مختار یہ ہے کہ اگر ایذا پانا اسکا بسبب محبت گناہ کے ہو تو جائز ہے اور اگر بسبب ضرر مال
کبیرگی ہو تو نہیں جائز اور یہی حق فرزند اور شاگرد کا ہے اور غلام اور آقا اور بیوی اور خاوند انہیں کے حکم میں ہیں اور رعیت
جو بادشاہ کی ہے لیکن بہر تو سوائے معلوم کروانے اور نصیحت کے اونکو جائز نہیں اسلیے کہ برا کہنا اور سختی کرنی باعث فوت ہونی حشمت
سلطنت کے ہے اور یعنی یہ تمام خلاف کی ہے اور استاد اگر عمل کرتا ہو مقتضاء علم اپنے پر تو جائز ہے اسپر احتساب شاگرد کو ساتھ
مقتضاء علم کے کہ اوس سے سیکھا ہے مسئلہ سعی کرنی بیچ حفاظت کرنے مال مسلمانونکے بقدر طاقت کے واجب ہے اسلیے کہ
یہ جملہ حقوق اسلام سے ہے کیونکہ اسمین دفع کرنا ایذا کا ہے اور ادنی حق یہ ہے جواب سلام اور مانند اوسکے اور چھپانا گواہی کا
وقت ضایع ہونے مال کسی مسلمان کے جو ممنوع ہے اور اگر اوسمین کچھ ضرر ہے اوسکے مال مین یا جاہ مین کہ ضروری ہو تو سکوت
اس صورت مین جائز ہو کہ اوٹھانا ضرر کا واجب نہین ہے لیکن ہان ترجیح دینا اور مقدم کرنا حاجات خلق کا اپنی حاجت پر مستحب ہے
اور ثمرہ کمال دین اور نہایت اسلام کا ہے لیکن واجب کرنا اسکا تمام خلق پہ سبب ضرر اور حرج کا ہے مثلاً اگر جانور کسیکی
زراعت مین چھوٹا ہوا دیکھا اور اوسکے نکالنے مین شدت اور رنج ہو تو واجب نہین ہے اوٹھانا رنج و مشقت کا لیکن اگر
کچھ رنج ہو اور نہ خبر کرنا اوسکے مالک کو اور مانند اوسکے کفایت کرے تو ترک کرنا اسکا جائز نہین اور اگر رنج اوٹھانے ادنی
ضرر کے اپنے نفس پر منفعت کثیر کسی مسلمان کو حاصل ہو تو بھی ترک نکرے مثلاً اگر رنج اوٹھانے ضرر ایک درہم کے ضرر سو درہم کا کسی مسلمان
سے دفع ہوتا ہے تو چاہیے کہ اوٹھاوے اس ضرر کو اور ترک نکرے مسئلہ بیچ واجب ہونے اوٹھانے مال کسی مسلمان کے راہ
مین سے اختلاف ہی لکھا ہے علما نے کہ حق یہ ہے کہ تفصیل ہے اسمین کہ اگر پڑی ہوئی چیز ایسی جگہ مین ہو کہ اگر نہ اوٹھاوے
تو ضایع نہین ہوگی جیسے کہ ایسی مسجد مین ہو کہ مقررین آنیوالے اوسکے درستی مین اور دین دار ہین تو واجب نہین ہے
اوٹھانا اوسکا اور اگر ضایع ہونیکی جگہ مین ہو پس اگر اوسکے اوٹھانے مین رنج و مشقت بہت ہو یا چار پایہ ہو کہ محتاج گھاس دانہ
اور طویلہ کا ہو تو بھی لازم نہین ہے لینا اوسکا اور اگر مانند سونے اور کپڑے کے ہو کہ اوسمین سوائے تعریف کے مشقت نہو تو چاہیے
کہ اوٹھالیوے کہ اوٹھانا اسقدر مشقت کا بیچ حقوق مسلمانی کے آسان ہے اور اگر نہ اوٹھاوے تو بھی جائز ہے بلاحظہ اسکے
کہ لازم کرنا مشقت کا اور اوٹھانا محنت کا واسطے حق دوسرے کے واجب نہین ہے مانند سفر کرنیکے طرف شہر دور کے واسطے
ادا کی گواہی کے اور حاصل یہ کہ ایک مرتبہ وہ ہے کہ اسمین کمال شدت اور محنت ہے پس اسصورت مین اوٹھانا اسکا
لازم نہین ہے اور ایک مرتبہ اوسکے محنت اسمین نہایت کم ہے پس اسصورت مین اوٹھانا اوسکا لازم ہے اور درمیان مراتب
متوسط مین اور امرا سبکے سپرد کیا گیا ساتھ عقل اور فتوی قلب کے ہے جس چیز مین کہ سلامتی اپنے دین کی پاوے وہ کرے

اور چاہیے کہ ملحوظ رضاے حق ہو نہ خواہش نفس **ف** اس مال کو شرع مین لقطہ کہتے ہین کہ راہ مین سے پڑا ہوا پاوے
اور مالک اوسکا معلوم نہو اور تعریف اوسکو کہتے ہین کہ معلوم کرتا رہے یعنے کہتا رہے اوسجگہ کہ جہان وہ چیز پائی ہے اور
مجمعون مین کہ کسیکی چیز ہمنے پائی ہے پس ایسے مال کے اوٹھانے مین تعریف لازم ہے اور تعریف اتنی مدت تک کرے کہ جانے کہ
نہین طلب کریگا اوسکو مالک اوسکا بعد اسکے اور جو چیز نہ رہسکے اوسکو تعریف کرے یہانتک کہ خوف ہو اوسکے خراب
ہوجانیکا اور اور حکم اوسکا یہ ہے کہ اگر مالک مل جاوے تو دیدے اوسکو ورنہ بعد تعریف کرنیکے مدت معلومہ تک اپنے خرچ مین لاوے
اگر فقیر ہے اور اگر غنی ہے تو تصدق کرے پھر اگر مالک آوے اور لیگا اگر وہ چاہے اجازت دے ثواب ہوگا اوسکو اور چاہے ضمان لے اوٹھانے
والے سے یا فقیر سے اور باقی تفصیل اسکی فقہ کی کتابون مین دیکھنی چاہیے **مسئلہ** اگر ایک شخص چاہے کہ ہاتھ اپنا آپ کاٹ ڈالے
تو منع کرنا اوس سے واجب ہے اگرچہ اوسکے منع کرنے مین خوف اوسکے قتل کا ہو **سوال** اوسکو ہاتھ کے کاٹنے سے منع کرتے ہو
قتل اوسکا کیونکر جائز رکھیں گے **جواب** غرض ہماری حفاظت اوسکے نفس اور ہاتھ کی نہین ہے بلکہ غرض ہماری منع کرنا منکر کی
ہے پس اگر اوسمین مارا جاوے تو ڈر نہین اسلیے کہ غرض ہماری دفع کرنا منکر کا ہے نہ قتل اسکا **قصدا** **مسئلہ** جو مال کہ واسطے دینے
صوفیون کے وصیت کیا ہو جو کوئی کہ ظاہر سنت اور صحبت صوفیونکی ہو وہ مستحق اوسکا ہے اسلیے کہ حقیقت تصوف کی مرتبہ
ہے اور حکم کرنا اسمین مشکل اور ظاہر سنت صوفیونکی پانچ صفتین ہین صلاح اور فقر اور کپڑے صوفیونکے اور نکرنا حرفہ کا اور
ملے رہنا ساتھ صوفیونکے خانقاہ مین یا اور جو کوئی کہ صلاح نرکھے مستحق نہین ہے اور اگر صلاح رکھتا ہو تو بھی مستحق نہین
اگر فقر نرکھتا ہو بسبب اسکے کہ غنا بہت رکھتا ہے مستحق نہین ہے اور اگر جو کچھ آتا ہے اوسکو خرچ کردیتا ہے تو مانع نہین ہے
اور اگر ملا انمین نہین رہتا ہے لیکن لباس ونکا سا پہنتا ہے اور خلق اونکا سا رکھتا ہے تو مستحق ہے اور اگر صفات اونکی
سے رکھتا ہے اور لباس انکا سا نہین رکھتا ہے تو مستحق نہین ہے مگر یہ کہ ساتھ اونکے رہتا ہو خانقاہ مین تو مستحق ہے اسلیے
کہ ملے رہنا اونمین اور لباس بیچ حکم ایک دوسرے کے ہین اور اگر متاہل و عیال دار ہے کہ کبھی خانقاہ مین آتا ہے اور کبھی
گھر مین جاتا ہے تو مستحق نہین ہے **فائدہ** بدترین کسبونکے کسب سنار اور قصاب اور مانند انکے ہین اس سبب سے کہ موجب
سنگدلی اور سبب بے دیانتی کے ہین اور بہترین کسبون کا کسب کتابت کا ہے اور پڑھانا قرآن کا اور فقہ کا با اجرت بعضونکے
نزدیک مکروہ ہے اور بعضون کے نزدیک جائز لیکن تعلیم کرنا کفار کا عین گمراہی اور بے نصیبی ہے اسلیے کہ وہ اکثر احوال
مین سبب محبت اور خیر خواہی اونکی کا ہوتا ہے کیونکہ محبت منعم یعنے احسان کرنیوالیکی جبلی ہے اور بعضے کافرون کے
معلمون کو دیکھا ہے ہمنے کہ ایسے تاثیر صحبت سے ہوگئے ہین کہ صفت جہل اور گمراہی کی اونمین گویا جبلی ہوگئی ہے
نعوذ باللہ منہ اور تعلیم لڑکونکی ہے موجب حمق اور سبکی عقل کی ہے اسلیے کہ صحبت کو بڑی تاثیر ہے **مسئلہ** فرق
درمیان ہدیہ اور رشوت کے باریک ہے حال انکا دونون مال دیتے ہین رضا سے اور خالی نہین ہین غرض سے
لیکن ایک حرام ہے یعنے رشوت اور دوسرا یعنے ہدیہ حلال ہے بلکہ مستحب پس فرق انکی اس تفصیل سے ہے کہ جو کوئی

له اور فقیر سے ماذون ہو انکا جواز [illegible]

کسیکو مال اپنا دیتا ہے بغیر غرض کسکے نہین دیتا پس غرض اسکی یا تو اجل ہے یعنے ثواب آخرت اور یا عاجل ہے یعنی متعلق ساتھ دنیا کے اور وہ عاجل یا مال ہے یا فعل ساتھ مدد کرنیکے مقصود مین یا تقرب نزدیکی حاصل کرنے اور محبت طرف دل اوس کے کے اوسکو دیتا ہے اور یہ بھی یا تو بسبب ذات اوسکیکے ہے یا محبت بھی بسبب پہنچنے کسی اور غرض کو ہے اور مجموع ان اقسام کی پانچ ہوتی ہین اول تو یہ کہ غرض اسکے دینے سے ثواب آخرت ہو اور وہ یا تو ساتھ اسکے ہے کہ جسکی طرف صرف کرتا ہے وہ محتاج ہے یا عالم ہے یا صاحب نسب دینیکا ہے مانند علوی کے یا یہ کہ صالح اور متقی ہے پس جسکو کہ بسبب احتیاج اوسکی کے دیوے اگر وہ احتیاج نرکھے تو نلے اور احتیاج بھی متفاوت ہے اور مدار امر کا اوپر قصد اور ملاحظہ صاحب مال کے ہے کہ اسنے معنی احتیاج کے کس مین تصور کئے ہین اور جسکو کہ بسبب نسب کے دے اگر واقع مین وہ نسب نرکھے تو لینا مال کا اوسپر حرام ہے اور اگر بسبب علم کے دے اگر اس مقدار علم کہ اوس شخص نے خیال کیا ہی ہو تو نلے اور اگر بسبب صلاح کے دے اگر واقع مین وہ ایسا حق رکھتا ہے کہ اگر دینے والا اسپر مطلع ہو تو نہ دے تو بھی نلے اور ایسے آدمی کم ہین کہ اگر باطن انکا کھولین تو میل دل ساتھ اوسکے اپنے حال پر باقی رہے ولیکن جمیل مطلق اور رحیم برحق نے ساتھ لطف اور پردہ پوشی اپنے کے قبیح کو ساتھ جمیل کے چھپا دیا ہے اور اگلے بزرگ اگر کسیکو وکیل کرتے تھے تو لوگونسے چھپاتے تھے تا نجانین کہ وکیل انکا ہے اور ساتھ ملاحظہ صلاح اور تقوی انکیکے جرأت نکرین اور تقوی ایک امر ہے مخفی بخلاف علم اور نسب اور فقر کے پس پرہیز لینے سے بسبب اسکے اولی ہو دوسرے یہ کہ مقصود مال کے دینے سے کوئی غرض معین ہو مانند فقیر کے کہ ہدیہ بھیجتا ہے غنی کو بسبب طمع کرنیکے عوض مین اور یہ بیچ حکم بیع کے ہے اسلیے کہ ہبہ بعوض بیچ حکم بیع کے ہوتا ہے اور حکم اسکا فقہ مین ظاہر ہے اور حلال اسکا مشروط ساتھ وفا کرنے عوض کے قسم تیسری یہ کہ مراد مدد کرنے ساتھ فعل معین کے ہو جیسیکہ کوئی حاجت رکھتا ہے بادشاہ سے اور وہ ہدیہ دیتا ہے وکیل کو اور اوسکے دربان کو اور اوسکو کہ آگے اوسکے کچھ قدر رکھتا ہے اور نظر یہان اس فعل پر کرنی چاہیے کہ جو مقصود ہے اگر فعل حرام ہے مانند مدد کرنیکے ظلم پر اور سعی کرنیکے اوپر ناجائز حرام کے تو لینا اسکا حرام ہے اور اگر فعل واجب ہے مانند دفع کرنے ظلم معین کے اور ادا کرنے گواہی متعینہ کے تو یہ رشوت ہے کہ شک نہین ہے بیچ حرام ہونے اسکیکے اور اگر فعل مباح ہو نہ واجب اور نہ حرام تو یہان دیکھا چاہیے کہ اگر اس فعل مین محنت اور مشقت ہے کہ اسقدر مال اسقدر فعل پر اجرت مین لیا کرتے ہین مانند وکالت کسی جھگڑے کے اور کہنے قصہ طویل کے آگے بادشاہ کے اور مانند اسکے تو جائز ہے لینا مال کا اور وہ بیچ حکم اجرت کے ہے اور اگر کچھ محنت نہین ہے مانند کہنے ایک کلمہ کے اور مانند اسکیکے کہ اس سے سبب جاہ کے قبول کر لینگے تو یہ بھی حرام ہے اور اسیکے حکم مین ہے لینا طبیب کا عوض کو اوپر ایک کلمہ کے بیچ تعیین مرض کے یا بتا دینے دوا کے اسلیے کہ اسقدر عمل کچھ قیمت نہین رکھتا ہے مانند دانہ رائی کے پس جائز نہوگا لینا عوض کا اسپر حال آنکہ علم اسکا اوس سے منتقل نہین ہوتا ہے لیکن البتہ بعضے عمل ایسے ہین کہ اگرچہ ہین تھوڑے لیکن سبب زیادتی قیمت کے ہین مانند نکالدینے کجی تلوار کے اور چھٹا دینے مورچہ کے یا اوسکے آب دینے کے

اگرچہ عمل ہوتا ہے تھوڑے سے دیرمین لیکن بیچ حکم بہشت کے ہوتا ہے اگر اسپر اجرت لے تو مضائقہ نہیں قسم چوتھی ہدیہ کہ مقصود
مال کے دینے سے محبت اور الفت حاصل کرنی اور بڑھانا محبت کا ہو اور کوئی غرض غیر اسکے اصلا نہو تو یہ ہدیہ ہے کہ مستحب ہے
اور حدیثون اور اقوال صحابہ مین فضیلت اسکی واقع ہے قسم پانچوین کہ مطلوب محبت ہو لیکن نہ بسبب ذات اسیکے بلکہ بسبب
وسیلہ ہونیکے ساتھ پہونچنے آرزو کے مانند حاصل کرنے عزت اور جاہ کے اور اگر یہ جاہ بسبب علم کے یا نسب کے ہو تو امر
اسمین نہایت خفیف ہے لیکن لینا اسکا مکروہ ہے مشابہ ساتھ رشوت کے اگرچہ ظاہر مین ہدیہ ہے اور اگر جاہ اسکی ساتھ متولی
ہونے اور قاضی ہونے اور حاکم ہونے اور غیر انکے اعمال سلطانیہ سے ہے کہ اگر یہ ہدیہ نہوتا تو یہ جاہ حاصل نہوتا یہ اگرچہ
صورت مین ہدیہ ہے لیکن بحسب معنی کے رشوت ہے اسلیے کہ اگرچہ یہان غرض معین بحسب شخص کے نہین ہے لیکن جنس
غرض کی معین ہے اسلیے کہ معلوم ہے کہ غرض طلب کرنے ولایت سے کیا چیز ہے اور واسطے کسکے ہے پس بیچ معنی غرض
معین کے ہے اور اتفاق ہے اسپر کہ کراہت اسکی شدید ہے اور قریب ہے رشوت کے حرام ہو نہین اور اختلاف ہے
بیچ حرمت اسکیکے اور امر شدید اسمین واقع ہے والسلام علی من اتبع الہدی وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین فالحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً کہ ترجمہ آداب الصالحین کا مسمی بہ ہادی الناظرین تمام ہوا اس مترجم بیچمدان
نے حتی الامکان اسکے سہل وواضح کرنے مین قصور نہین کیا ہے لیکن چونکہ بعضے مطالب فی نفسہا ادق تھے اگر اسکی سمجھنے
سے فہم عوام کے قاصر رہین تو مقام مجبوری ہے لیکن کتاب آداب الصالحین کتاب عجیب ہے کہ ہر طرح کے مضامین ہدایت
آمیز اسمین موجود ہین اور اس عاجز نے جو اسکے ترجمہ مین فائدے اور بڑھائے ہین از بس مفید ہوا ہے اللہ تعالی اسکو
قبول فرماوے اور ہمکو توفیق دے اسپر عمل کرنیکی سالکان راہ ہدایت کو چاہیے کہ اسکو اکثر مطالعہ مین رکھا کرین کہ واسطے
آراستگی اور تصفیہ ظاہر و باطن کے اکسیر اعظم ہے اور بندہ بہرحال عاجز ہے اگر مجسے اسمین کہین خطا ہو گئی ہووے اور
کوئی صاحب مطلع ہون اوسپر تو اصلاح فرماوین کہ مقصود اظہار حق ہے جسکے سبب سے ہو بہتر ہے اور اس مسکین
بے نوا کے لیے دعاے خیر کرین اور اس کتاب آداب الصالحین مین ایک تاثیر پائی جاتی ہے اور کیون نہو کہ مصنف
اسکے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بس بزرگ تھے اونکے فضائل و کمالات مین لوگون نے جز جز کے لکھے ہین احوال
مختصر اونکا اونکے مقبرہ مین ایک لوح پر لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مجمل احوال کرامت منوال مقتداے وقت
صاحب المفاخر والمجد عبدالحق رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کا یہ ہے کہ اونہون نے ابتداے سن شعور سے طاعت حق
مین اور طلب علم مین کمر باندہی اور قریب سن بلوغ کے اکثر علوم دینیہ تحصیل کیے اور بائیس ۲۲ برس کی عمر مین
سب علوم سے فارغ ہوے اور کلام مجید یاد کرکے مسند فائدہ رسانی پر بیٹھے اور عمر جوانی ہی مین جاذبہ الٰہی ہونچا
ایکبارگی دل یار و دیار سے اچٹ کر متوجہ حرمین محترمین کے ہوے ایک مدت مدید ان مقامات شریفہ مین اقامت
اختیار کی اور قطبون اور اولیاے کبار سے صحبتین رکھکر کمالات حاصل کیے اور اجازت ارشاد طالبونکی پائی

اور علاوہ اسکے تکمیل فن حدیث کا کرکے ساتھ برکتوں بہت کے وطن مالوف کیطرف مراجعت فرمائی اور
مدت باون سال ساتھ جمعیت ظاہر و باطن کے قرار پکڑا اور فرزندوں اور طالبوں کو کامل کیا اور ساتھ پھیلانے
علوم کے خصوصًا علم شریف حدیث کے مشغول ہو کر اسطرح کہ بیچ دیار ہند کے کسیکو علما سے متقدمین اور متاخرین
سے یہ نصیب نہوا ممتاز و مستثنیٰ ہوئے اور بیچ فنون علیہ کے خصوصًا حدیث کی کتابیں معتبر تصنیف کین چنانچہ
علما نے انکو قبول کرکے دستور العمل اپنا کیا اور اہل دانش خواص و عوام کے جانتے ہیں فرمایا اور ہی کرتے ہیں
اونکی اور نوبت اوس فیاض والا کی تصانیف چھوٹی اور بڑی سو جلد و نکو اور بحسب شمار سطر و نکی پانچ لاکھ
کو پہونچی ہے اور بیچ محرم ۹۵۸ھ کے پیدائش آپکی ہوئی اور ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی تاریخ ولادت کی شیخ
اولیائی اور تاریخ رحلت کی فخر العالم ہے تمام ہوا مضمون لوح مذکور کا اور یہ ترجمہ ذکر کیا گیا بیچ عہد ہمایون
مہد سلطان بن سلطان بن سلطان کابر اعن کابر حضرت ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ ثانی
کے تالیف کیا گیا اللّٰھم اید الاسلام بتقویۃ سلطنتہ و وفقہ لمرضاتہ واختم جمیع امورہ
علی الخیر والسعادۃ اللّٰھم انصر من نصر دین محمد واخذل من خذل دین محمد
یاالٰہی جو کچھ مجھسے چوک و خطا اسمین ہوئی ہو تو معاف فرمانا اور میرے سب گناہ بخشدے اور خاتمہ میرا بخیر ہو
اور حشر مجھ گنہگار کا زمرۂ صلحا میں کرنا اور یا اللہ میرے ماں باپکو اور سب مسلمانونکو بخشدے اور رحم فرما ہم پر

خاتمۃ الطبع ہزار ہزار حمد و ثنا خدای کریم غفور رحیم کو کہ انسان ضعیف کی سر پر تاج شرف کا رکھا اور چراغ
عقل کا اوسکو عطا کیا اور واسطے ہدایت کے نبیا پیدا کیے اور کتابیں اوتارین تمیز حق و باطل کے لیے اور درود و صلوۃ انبیا
و مرسلین پر کہ جہانکو تاریکی کفر و شرک سے بچایا اور روشنی اسلام اور ایمانکی پہونچایا خصوصًا سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم کہ ذات پاک اونکی رحمۃ للعالمین ہے اور دین اونکا ناسخ ہر دین کا ہے اور خوشنودی حق تعالیٰ کی آل اور اصحاب پر کہ جہاد کر
کفر کو مٹایا اسلام کو روی زمین پر افشا کیا شرک کی جڑ کاٹی بنیاد توحید کو برپا کیا اور رحمت خدا کی مجتہدین اور سب عالمان دین
پر کہ اونکی کوشش سے تمام احکام جدا جدا بیان ہوی اور مسائل دین کے ہر ایک پانیمین آسان ہوی بعد اسکے واضح ہو کہ جو کتاب
برکت نصاب ہادی الناظرین ترجمہ آداب الصالحین بیچ مسائل ضروریہ اکل و شرب و نکاح و سفر و غسل و غیرہا کی زبان
اردو شستہ میں بہ تقریب فاید و رفاہ [illegible] اور مسائل ضروریہ کو جامع ہے اور ہر خاص و عام کو نافع ہے اور پہلے ایکبار طبع ہوئی تھی اکثر دنون نہایت کمیاب تھی
اور طبیعت ہر ایکسی کی اوسکے طالب مین تھی لہذا احقر العباد ابو الحسنات قطب الدین احمد نے اس کتاب بے نظیر کو بتاریخ ۱۹
ربیع الاول ۱۳۰۰ھ مطبع نامی لکھنؤ مین چھپوایا اور اطراف عالم میں پھیلایا تا اہل دین بہرہ کامل پاوین اور اس خاکسار کو دعائے خیر سے یاد

اشتہارات